بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اللہ نے نبیوں کو دیے معجزے

ہمارے نبی معجزہ بن کے آئے!

معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

اسلام بک ڈپو

۱۲ گنج بخش روڈ لاہور

فون: 042-37112941

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف لطیف ابوالحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

باراول	ستمبر 2014ء
پرنٹرز	آصف صدیق پرنٹرز
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس
6۔ یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ اُردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بکڈپو ۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836776

الانتساب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ ط

جانثارانِ نبوت، نجوم فلک ہدایت، حاملین محبت،

پاکانِ اُمت، محافظانِ ناموسِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کے نام جنہوں نے نبی اکرم نورِ مجسم شفیع معظم تاجدارِ عرب وعجم

احمد مجتبیٰ حضرت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے معجزات کو اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا اور پھر ان کو اُمت تک پہنچایا

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے

وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے

الاهداء

ملت اسلامیہ کے ان نفوس قدسیہ کی بارگاہ میں جنہوں نے صحابہ کرام سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے معجزات مبارکہ کو نقل کر کے کتابوں میں محفوظ کیا اور تا قیامت اہل محبت کے لیے سکونِ قلب اور تسکین جاں کا سامان مہیا کیا۔ علماء اُمت محدثین و مفسرین کا یہ ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی ایک ایک ادا کو قلم بند کر کے ہمارے لئے آسانیاں پیدا فرما دیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

فہرست

بوقت ولادت رونما ہونے والے معجزات

دورانِ رضاعت اور بعثت سے قبل رونما ہونے والے معجزات

حرفِ ابتداء

اللہ عزوجل کے بابرکت نام سے شروع جو مہربان اور رحم فرمانے والا ہے اور تمام حمد و ثناء اسی کے لئے ہیں۔ اللہ عزوجل کے حبیب، تاجدارِ انبیاء علیہم السلام، وجہِ تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سب پر بے شمار درود و سلام۔

اللہ عزوجل نے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور گروہِ انبیاء علیہم السلام کے سردار نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تخلیق کے اعتبار سے اول ہیں اور گروہِ انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخر میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور اوصاف کا احاطہ ناممکن ہے اور اللہ عزوجل نے خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کی ہے اور قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔

منقول ہے حضرت آدم علیہ السلام کو جب تخلیق کیا گیا تو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد کے حالات و واقعات سے آگاہ کیا اور آپ علیہ السلام نے اپنی اولاد میں موجود انبیاء کرام و مرسلین علیہم السلام اور اولیائے کاملین کو مشاہدہ کیا اور اسی مشاہدہ کے دوران جب آپ علیہ السلام کا تعارف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا گیا تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نورانی صورت میں ظاہر تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نور کا مشاہدہ کیا تو حیرانگی کا اظہار کیا اور اللہ عزوجل سے اس نور کی بابت دریافت کیا تو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کروایا کہ یہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ اول ہیں اور یہی آخر ہیں اور یہی شافع روزِ حشر ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بے شک میں نے آپ ﷺ پر انبیاء کو ختم کیا یعنی نبوت آپ ﷺ پر ختم فرمادی اور آپ ﷺ سب سے زیادہ میرے نزدیک ہیں اور میں نے آپ ﷺ کا اسم مبارک اپنے اسم کے ساتھ ملایا تاکہ جب بھی میرا ذکر ہو آپ ﷺ کا ذکر ساتھ ہو بے شک میں نے دنیا واہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ آپ ﷺ کا اپنی بارگاہ میں مقام و مرتبہ ان پر ظاہر فرماؤں اور اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے انہیں تخلیق نہ کرتا اور اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں دنیا کو بھی ہرگز پیدا نہ کرتا۔

سورۃ الم نشرح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورۃ الم نشرح: ۴)

"اور ہم نے آپ (ﷺ) کا ذکر بلند کیا۔"

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بلند کیا اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنے ساتھ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کے اسم مبارکہ کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کے اوصاف کو قرآن مجید میں بیان کیا۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کی تاکید قرآن مجید میں کی۔ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کے متعلق قرآن مجید میں بیان کیا۔ آپ ﷺ کے رخِ پرنور کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کی زلف کی قسم قرآن مجید میں کھائی۔ آپ ﷺ کی چشم مبارکہ کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کے دندانِ مبارکہ کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کی سماعت کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کا قلب قرآن مجید کو کہا۔ آپ ﷺ کی کملی کی قسم کھائی۔ آپ ﷺ کی ازواج و اصحاب رضی اللہ عنہم کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کی معراج کا ذکر قرآن مجید میں کیا۔ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کو قرآن مجید میں بیان کیا۔ آپ ﷺ کو رحمت للعالمین کہا۔ الغرض قرآن مجید میں آپ ﷺ کی شان و مراتب کا ذکر متعدد مقامات پر کرتے ہوئے امت کو آپ ﷺ کے حقیقی مقام و مرتبہ سے روشناس کرایا۔ آپ ﷺ شافع روزِ حشر ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنایا ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت و پیروی کو بروزِ حشر کامیابی کی کنجی کہا ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزہ سے سرفراز فرمایا اور معجزہ اگرچہ نبوت کی دلیل نہیں مگر کسی بھی نبی کے صدق کی علامت ضرورت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ عزوجل نے معجزات عطا فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں جو معجزات ظہور پذیر ہوئے ان میں سے بیشتر معجزات ایسے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کسی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں ہوئے۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ارکانِ اسلام میں پہلا رکن کلمہ شہادت کا ہے یعنی اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار اور ایمان کی حقیقت بھی اسی میں پنہاں ہے۔ تصدیق دو چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک زبان سے تصدیق اور ایک قلب سے تصدیق اور کامل مسلمان وہی ہے کہ وہ جب زبان سے تصدیق کرتا ہے تو قلب سے اس پر مہر ثبت کرتا ہے۔

انسان طبعی اور فطری اعتبار سے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں چنانچہ کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے کی اور کسی قسم کے معجزہ کو دیکھے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے جبکہ کچھ لوگ ایسے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو دیکھ کر ایمان لائے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی غرض سے گیا اور میں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ دیکھا تو میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا اور میں نے کہا یہ کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی حقیقت کا علم اپنے بیٹے کے احوال سے زیادہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حیرانگی سے کہا ایسے کیسے ممکن ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ممکن ہے کہ میرا بیٹا ماں کی خیانت کا ثمرہ ہو لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس اور صدق و راستی میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بے ساختہ چوم لیا۔

ہر اک کمال سے آگے ہے کمال تیرا
تیرے خیال سے بہتر کوئی خیال نہیں

حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"کرامت حق ہے جبکہ معجزہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ ولی کرامات کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے جبکہ نبی معجزات کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ معجزہ کی شرط یہ ہے کہ اس میں دعویٰ نبوت بھی شامل ہو اور کسی بھی ولی کی کرامت نبی کے اعجاز کا عین ہوتی ہے۔"

ہر نبی کا معجزہ اس کے عہد میں رونما ہوا اور جب وہ عہد گزر گیا تو معجزہ بھی ساتھ ہی گزر گیا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری ظہور کے بعد قرآن مجید کا معجزہ برقرار رہے اور تاقیامت برقرار رہے گا اور قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ظاہری سے لے کر آج تک عرب اور ایران کے تمام فصحاء جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی رکھتے ہیں کوئی بھی اس کی مثل پیش نہیں کر سکے اور قرآن مجید نے اپنے معجزہ کی خبر خود دی ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (بنی اسرائیل:۸۸)

"تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔"

چنانچہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ باوجود دشمنوں اور حاسدوں کے جو مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے تھے اور عرب وعجم کے بڑے بڑے فصحاء اور اہل علم اور اہل کتاب و اہل فلسفہ جو حشر ونشر کے منکر تھے اور قرآن مجید کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سمجھتے تھے اور خود کو بھی اس عظمت کا دعویدار کہتے تھے مگر نتیجہ کیا برآمد ہوا آج چودہ سو برس گزر گئے مگر کوئی بھی قرآن مجید کے اس دعویٰ کی نفی نہیں کر سکا اور نہ ہی کوئی ایسی کتاب پیش کر سکا اور وہ یہ کام نہ ہی اکیلے کر سکے اور نہ ہی جماعت کی صورت کر سکے۔ ان خبروں کی سچائی جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں خود ایک معجزہ ہیں اور یہی حال ان خبروں کا بھی ہے جن کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کیا اور سب ایک ایک کر کے ظاہر ہو جائیں گی بالخصوص تاتاری ملعون جن کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک میری امت ترک قوم سے جنگ نہ کرے گی اور ترک لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ ان کی آنکھیں چھوٹی اور ناک چپٹی ہو گی اور ان کے چہرے چوڑے ہوں گے جیسے کہ ڈھال سے چمڑا اتار لیا گیا ہو اور قتل

بہت ہوگا اور یہ فرمان عین درست ہوا اور ابھی ہمیں لاپرواہ نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ ﷺ کی احادیث میں اور بھی بے شمار خبریں بیان ہوئی ہیں جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے علاماتِ قیامت میں کی بے شمار نشانیاں بیان کی ہیں جن میں سے بیشتر کا ظہور ہونا ابھی باقی ہے اور یہ سب بھی آپ ﷺ کی نبوت کا اعجاز ہے۔

زیرِ نظر کتاب کو ترتیب دیتے وقت اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے کہ کوئی بھی بات بغیر کسی مستند حوالے کے بیان نہ ہو اور کتاب کے موضوعات کی ترتیب حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو مدنظر رکھ کر دی گئی ہے۔ میں اپنی اس کاوش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور بارگاہِ خداوندی میں التجا کرتا ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں حقیقی معنوں میں دینِ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے قلوب کو عشقِ محمدی ﷺ سے معمور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف۔ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

معجزہ کیا ہے؟

انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کی نبوت کی صداقت اور دلیل کے اظہار کے لئے جو چیز خوارقِ عادت ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں اور معجزہ کسی بھی نبی کی صداقت کی علامت ہوتا ہے اور نشانِ خداوندی ہے لیکن یہ بات لازم نہیں کہ معجزہ خلافِ عادت ہو یعنی ظاہری علت اور اسباب کے خلاف واقع ہو وگرنہ تو کفار یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس خلافِ عادت بات کا سبب فلاں چیز ہے اور ایسا تو اکثر عادتاً ہوا کرتا ہے چنانچہ معجزہ کے لئے لازم ہے کہ وہ ظاہری علت اور اسباب سے بالا ہو تاکہ کفار اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں اور ایسی علت اور اسباب جو بظاہر ممکن نہ ہوں یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جانب سے وقوع ہوتے ہیں اور اللہ عزوجل کی عطا ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنے معجزات میں اللہ عزوجل کی توفیق سے خود مختار ہیں۔

معجزہ کی چار اقسام:

اولیاء اللہ اور علمائے اہل حق نے معجزہ کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں۔

معجزہ کی پہلی قسم یہ ہے کہ وہ ظاہری اسباب اور عادات کے بالکل خلاف ہو جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے یا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر دوسرے سانپوں کو نگل گیا تھا۔

معجزہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ ایسی عادات جو خلافِ عادت نہ ہوں مگر کسی خاص وقت اور موقع پر نبی کی جانب سے اس کی اعانت کے لئے وقوع پذیر ہوں جیسا کہ غزوہ بدر میں تین سو تیرہ جانثاروں کا ایک ہزار کفار پر حاوی ہونا یا پھر غزوۂ احزاب کے موقع پر آندھی کا چلنا اور یہ سب بھی معجزہ

ہی کی قسم ہیں۔

معجزہ کی تیسری قسم یہ ہے کہ صورت بھی ہو اور خلافِ عادت بھی ہو جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں سے بارشوں کا نزول اور بیماروں کا شفایاب ہونا اور آفات و بلاؤں کا رفع ہونا وغیرہ۔

معجزہ کی چوتھی قسم یہ ہے کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا علم انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے وقوع پذیر ہونے سے قبل ہو جاتا ہے اور اسے غیب کا کہا جاتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی خبریں دیتے رہیں جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے زمانوں اور دیگر حوادثات اور قیامت کی خبر دی۔

معجزہ اور کرامت میں فرق:

حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "**کشف المحجوب**" میں معجزہ اور کرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جاننا چاہیے کہ معجزات کی شرط اظہار ہے اور کراماتِ اولیاء کی شرط اخفاء ہے اس لئے کہ معجزہ کا فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہے یعنی لوگ نبی کے صادق ہونے پر یقین لاتے ہیں جبکہ کرامت کا فائدہ خاص ولی یعنی صاحب کرامت کو پہنچتا ہے کیونکہ اس میں ولی کی عزت اور خاص بزرگی کی علامت پوشیدہ ہے اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ صاحب معجزہ یعنی نبی اسے دور بھی کر سکتا ہے کیونکہ یہ عین اعجاز ہے جبکہ ولی اسے دور نہیں کر سکتا کیونکہ یہ کرامت بمعنی عزت افزائی ہے۔"

نیز فرمایا:

"صاحب معجزہ یعنی نبی شریعت میں تصرف کر سکتا ہے اور اس کی ترتیب میں بفرمان خداوندی داثبات کر سکتا ہے مگر صاحب کرامت یعنی ولی کو اس میں بجز تسلیم کرنے اور احکام پر عمل کرنے کے سوا کوئی صورت ممکن نہیں ہے کیونکہ ولی اپنی کرامت کے ذریعہ نبی کے شرعی حکم میں کمی کی منافات اور رد و بدل نہیں کر سکتا۔"

رسول اللہ ﷺ کے معجزات:

آقائے دو جہاں، تاجدارِ انبیاء، فخرِ موجودات، ہادیٔ برحق، رحمت للعالمین، وجہ تخلیق کائنات، محبوب خدا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کو اللہ عزوجل نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور گروہِ انبیاء کرام علیہم السلام میں بعثت کے اعتبار سے آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائے یعنی خاتم النبیین ہوئے مگر تخلیق کے اعتبار سے آپ ﷺ کو کائنات کی ہر شے سے قبل تخلیق کیا گیا اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اپنے نور سے نور بنایا۔ آپ ﷺ چونکہ نبی برحق ہیں لہٰذا ظاہری حیات میں آپ ﷺ سے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا اور معجزات کا یہ اظہار آپ ﷺ کے بچپن سے لے کر ظاہری وصال اور ظاہری وصال سے لے کر تا ابد جاری و ساری ہے۔

برکاتِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بالواسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور پیدا کیا پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا۔ (۱)

اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کب ثابت ہوئی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وآدم بین الروح والجسد۔ (ترمذی شریف)

یعنی میں اس وقت نبی تھا جب کہ آدم کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔

بعد ازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو:

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین (آل عمران: رکوع ۵)

میں مذکور ہے۔

جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکورہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا تو نورِ محمدی کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا۔ اور ان سے معجزات ظہور میں آئے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمْ

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

ترجمہ منظوم

معجزے جتنے کہ لائے رسولانِ کرام
لڑی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم
آفتاب فضل ہے وہ سب کواکب اس کے تھے
ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش و کم

اسی عہدے کے سبب حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع و امداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ اگر حضور نبی امی و ابی کی نبوت دنیا میں ظاہری نہ ہوتی۔ تو تمام انبیاء سابقین علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں نا تمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرما دی۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء بالحق وصدق المرسلین کا نور از بہر منبع انوار الانبیاء تھا اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار سے منقول ہے۔

(وفاء الوفاء فی فضائل المصطفی لابن الجوزی)

کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو جبرائیل کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی۔ یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہو گئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی بعد ازاں فرشتے اسے لے کر عرش و کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور، مادہ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو اپنے حبیب پاک کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء علیہا السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء علیہا السلام کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک، پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا۔ اور ان سے بنابر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک و صاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔

اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔

اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔

اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار ہو گئی۔

اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور

ﷺ کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ حاکم وطبرانی)

جن میں مذکور ہے کہ کشتی کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہو جانا حضور ﷺ کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ حضور رسول اکرم ﷺ کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:

ترجمہ: "آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نورِ زیبا سے چمک رہا ہے آپ وہ ہیں کہ جب آدم نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں آپ کے وسیلہ سے خلیل نے دعا مانگی تو آپ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی اور ایوب نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس کے پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہو گئی۔ اور مسیح آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی مدح کرتے ہوئے آئے۔ اسی طرح موسیٰ آپ کا وسیلہ پکڑنے والے اور قیامت میں آپ کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔" (مجموعہ قصائد، ص ۴۰)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نور ہا پیدا
زمین از حبِ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا
محمد احمد و محمود وے را خالق بستود
کزو شد بود ہر موجود زو شد دیدہا بینا
اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و جاہت
نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا

ولادت سے قبل رونما ہونے والے معجزات، انبیاء کرام علیہم السلام اور کتب سابقہ کی پیشگوئیاں

شانِ اوّلیت

حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا میں آنے کے اعتبار سے سب سے آخری اور عالم ارواح میں سب سے پہلے نبی ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخلوق میں تقدم رکھا اور شرف و بزرگی عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل چونکہ ازل سے ہے اور قدیم ہے ایسے ہی اس نے آپ ﷺ کو نبوت اور انسانیت میں قدیم رکھا اور آپ ﷺ کے ظہورِ ظاہری سے قبل ہی آپ ﷺ کے اسم مبارک کو جنت کے ہر مقام پر، حورانِ جنت کے سینوں پر اور عرش پر لکھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک صفت اوّل کیسے ہوا؟ تو یہ اوّلیت اسی بناء پر ہے کہ آپ ﷺ کی تخلیق موجودات میں سب سے اوّل ہے جیسا کہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۳ تا ۱۴)

''اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو تخلیق کیا۔''

اور ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا۔

کُنْتُ نَبِیًّا وَّاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔''

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی طینت میں پڑے تھے یعنی اس سے قبل حضرت آدم علیہ السلام میں روح ڈالی جاتی وہ زمین پر ڈال دیئے گئے تھے۔'' (دلائل النبوۃ صفحہ ۷۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا

(الاحزاب:۷)

''اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔''

اللہ عزوجل کے اس فرمان میں اس عہد کی جانب اشارہ ہے جب اللہ عزوجل نے روزِ میثاق انبیاء کرام علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ وہ جس منصب نبوت پر فائز کئے جا رہے ہیں وہ اس منصب کا حق ادا کریں گے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے۔

''جب اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تخلیق فرمایا تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ تمام انوارِ انبیاء علیہم السلام یعنی ارواحِ انبیاء علیہم السلام کی جانب متوجہ ہوں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو اپنے نور سے ڈھانپ لیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا اے ہمارے رب! ہمیں کس کے نور نے ڈھانپ لیا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں منصب نبوت پر فائز فرماؤں گا چنانچہ ارواحِ انبیاء علیہم السلام نے عرض کیا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کیا میں خود تمہارے ایمان پر گواہ نہ بن جاؤں؟ انبیاء کرام علیہم السلام نے عرض کیا ہم اقرار

کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا میں تمہارے اس اقرار پر گواہ ہوں۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴)

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (آل عمران:۸۱)

"اور یاد کرو جب اللہ نے انبیاء علیہم السلام سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ (ارواحِ انبیاء علیہم السلام نے) عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔"

حضرت تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ آیت بالا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالی مرتبہ ہونا اور نیک نامی بیان کی گئی ہے جو مخفی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تعظیم اور مرتبہ کے ساتھ یہ امر ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بھی نبی کے زمانہ میں ہوں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائیں گے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل انبیاء علیہم السلام کی جانب مرسل ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے بروز قیامت تک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت تمام مخلوق کے لئے عام ہے اور کل انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کی بقا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ظاہر ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہو گی۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹۳)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آیت بالا کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

"اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا اور وہ

انبیاء علیہم السلام جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ تک آئے ہیں کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نبی سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر آپ ﷺ مبعوث فرمائے جائیں اور وہ نبی زندہ ہوں تو اس نبی کے لئے لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی حمایت کرے اور وہ نبی ان کل امور کے ساتھ اپنی قوم سے یہ عہد لے۔ (درمنثور جلد دوم صفحہ ۴۷)

حضور نبی کریم ﷺ کا نور سب سے پہلے تخلیق کیا گیا اور آپ ﷺ اس اعتبار سے اوّل ہیں اور آپ ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد مبعوث فرمایا گیا اس اعتبار سے آپ ﷺ آخر یعنی خاتم الانبیاء علیہم السلام بھی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں ان کی اولاد سے آگاہ کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے خصائل وفضائل کو دیکھا اور پھر مجھے حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے آخر میں ایک نور کی صورت میں دیکھا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا الٰہی! یہ نور کیسا ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا احمد ہے اور یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلے شفیع اور یہی سب سے پہلے شفاعت والے تسلیم کئے گئے ہیں۔'' (کنز العمال)

حضرت آدم علیہ السلام کو جب تخلیق کیا گیا تو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد کے حالات و واقعات سے آگاہ کیا اور آپ علیہ السلام نے اپنی اولاد میں موجود انبیاء کرام و مرسلین علیہم السلام اور اولیائے کاملین کو مشاہدہ کیا اور اسی مشاہدہ کے دوران جب آپ علیہ السلام کا تعارف حضور نبی کریم ﷺ سے کروایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ اس وقت نورانی صورت میں ظاہر تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے اس نور کا مشاہدہ کیا تو حیرانگی کا اظہار کیا اور اللہ عزوجل سے اس نور کی بابت دریافت کیا تو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کا تعارف کروایا۔

''یہ احمد (ﷺ) ہیں اور یہ اوّل ہیں اور یہی آخر ہیں اور یہی شافع روزِ حشر ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور مجھے "یا ظاہر یا باطن" کے القابات کے ساتھ سلام کیا۔ میں نے کہا یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں پھر کوئی مخلوق کیسے ان صفات کے لائق ہو سکتی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو ان صفات کے ساتھ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر بزرگی عطا فرمائی ہے اور اپنے نام و صفات کے ساتھ آپ ﷺ کو متصف فرمایا ہے۔"

یہاں ہم دو مثالیں آپ ﷺ کے توسل و استغاثہ کے سلسلے میں بیان فرماتے ہیں۔

شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) یوں عرض کرتے ہیں:

نبی اللہ یا خیر البرایا
بجاھك تقی فصل القضاء
وارجوا یا کریم العفو عمّا
جنّته یدای یارب الحباء
فقل یااحمد بن علی اذهب
الی دار النعیم بلاشِقاء

(المقالات الوفیہ)

"اے اللہ کے نبی اے تمام مخلوق سے بہتر! حضور ہی کی قدر و منزلت کے طفیل قیامت میں میرا بچاؤ ہوگا۔ اے کریم اے صاحب جود و عطاء! میں ان گناہوں کو جو مجھ سے ہوئے ہیں معافی کی امید کرتا ہوں۔ حضور ﷺ فرما دیں کہ اے احمد بن علی جنت میں بغیر مشقت کے چلا جا۔" (المقالات وفیہ)

امام عمر بن الوردی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں:

یاربّ بالهادی البشر محمّد

وبدینه العالی علی الادیان
ثبّت علی الاسلام قلبی واھدنی
للحق وانصرلی علی الشیطان

''اے میرے پروردگار ہادی بشیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی برکت سے جو سب دینوں پر غالب ہے میرے دل کو اسلام پر ثابت رکھ اور حق کی طرف میری رہنمائی کر اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔'' (المقالات وفیہ)

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو کائنات کی ہر شے کی تخلیق سے قبل تخلیق کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے کائنات کی دیگر اشیاء کو تخلیق فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہی لوح وقلم، زمین و آسمان، جنت وجہنم، ملائکہ و جن وانس وغیرہ بنائے گئے۔

اس ضمن میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں مجھے اس کی خبر دیجئے کہ اللہ عزوجل نے سب سے پہلے کیا شے تخلیق فرمائی؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے جابر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ عزوجل نے تمام اشیاء کی تخلیق سے قبل اپنے نور سے تمہارے نبی کا نور پیدا فرمایا پس اللہ عزوجل نے جیسا چاہا اسے سیر کروائی اور اس وقت نہ لوح تھی اور نہ قلم، نہ جنت تھی اور نہ جہنم، نہ کوئی فرشتہ تھا اور نہ کوئی آسمان، نہ زمین تھی اور نہ کوئی سورج و چاند اور نہ ہی کوئی جن وانس تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے ارادہ کیا کہ وہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر اس نور کے ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصہ سے لوح پیدا

کی اور تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ اس کے ایک حصے سے عرش کو اٹھانے والے ملائکہ پیدا فرمائے (یہ آٹھ فرشتے ہیں) پھر اس کے دوسرے حصے سے کرسی کو پیدا کیا (جو عرش سے جدا ہے) اور تیسرے حصے سے دیگر ملائکہ کو پیدا کیا۔ پھر اس کے چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرما دیا اور اس کے پہلے حصے سے سات آسمان پیدا فرمائے، دوسرے حصے سے سات زمینیں پیدا فرمائیں، تیسرے حصے سے جنت اور جہنم کو پیدا کیا اور اس کے چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ اس کے پہلے حصے سے مومنین کے ابصار کے نور کو پیدا کیا، دوسرے حصے سے مومنین کے قلوب کے نور کو پیدا کیا اور وہ نور اللہ عزوجل کی معرفت ہے جبکہ تیسرے حصے سے مومنین کے انس کے نور کو پیدا کیا اور وہ توحید ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

(مواہب لدنیہ جلد اوّل ۸۴)

ابن مرزوق نے سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں تخلیق آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس قبل پیدا کیا گیا اور اس سے قبل میں اپنے رب کے سامنے ایک نور تھا۔" (مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۸۸ تا ۸۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا اے جبرائیل (علیہ السلام)! بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی عمر کا درست اندازہ تو نہیں مگر یہ ضرور یاد ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت کے چوتھے پردے میں ایک ستارہ چمکا کرتا تھا اور وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ چمکتا تھا میں نے اپنی زندگی میں وہ ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''اے جبرائیل علیہ السلام! مجھے اپنے ربِ ذوالجلال کی قسم! وہ (ستارہ) میں ہی ہوں۔''

(تفسیر روح البیان)

تاجدارِ انبیاء و مرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا من نور اللہ وکل الخلائق من نوری

''بے شک میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۳)

علامہ الشیخ محمد الواعظ الرھاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''آثار میں منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے چار ٹہنیوں والا ایک درخت پیدا فرمایا اور اس درخت کا نام ''شجرالیقین'' ہے۔ اللہ عزوجل نے اس درخت پر نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طاؤس کی صورت میں بٹھایا اور پھر طاؤس نے وہاں ستر ہزار برس تک اللہ عزوجل کی حمد بیان فرمائی اور اس کے بعد اللہ عزوجل نے آئینہ حیاء تخلیق فرمایا اور اس طاؤس کو اس کے مقابل رکھا۔ جب طاؤس نے اپنے حسن و جمال کو ملاحظہ کیا تو بارگاہِ الٰہی میں پانچ مرتبہ سربسجود ہوا اور یہ پانچ سجدے فرض قرار پائے اور اسی نسبت سے اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔ پھر اللہ عزوجل نے اس طاؤس پر اپنی نگاہِ رحمت ڈالی تو وہ طاؤس شرم وحیاء کے پسینہ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نور کے سرِ مبارک کے پسینہ مبارک سے اللہ عزوجل نے تمام ملائکہ کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے چہرۂ انور کے پسینہ سے اللہ عزوجل نے عرش، کرسی، لوح وقلم، سورج و چاند، حجاباتِ نور، کواکب اور عجائباتِ عالم کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے سینہ کے پسینہ سے تمام انبیاء و مرسلین، علماء و کاملین، شہداء و صالحین کی نیک ارواح کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کی پشت کے پسینہ سے بیت المعمور، بیت اللہ، بیت المقدس اور کائنات کی تمام مساجد کو تخلیق فرمایا۔ پھر اس نور کے ابروئے پاک کے پسینہ سے کل مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو پیدا فرمایا۔ پھر اس

نور کے قدموں کے پسینہ سے مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور معدنیات و عجائبات عالم کو پیدا فرمایا۔ پھر اللہ عزوجل نے اس نور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے میرے محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نور! چاروں جانب نگاہ دوڑاؤ۔"

نورِ مصطفی ﷺ نے جب چاروں جانب نگاہ دوڑائی تو چاروں جانب جو جلوہ ہوا وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے انوار کے جلوے تھے۔ نورِ مصطفی ﷺ اس حال میں ستر ہزار برس تک اللہ عزوجل کی حمد بیان کرتا رہا۔ جب اللہ عزوجل نے کل انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو نورِ محمدی ﷺ سے پیدا فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بیک زبان ہو کر فرمایا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر اللہ عزوجل نے عتیق احمر سے ایک قندیل بنائی اور نورِ مصطفی ﷺ کو دنیوی صورت میں ڈھال کر اس قندیل میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ اس قندیل میں یوں کھڑے رہے جیسے نماز میں قیام کیا جاتا ہے اور پھر تمام ارواح نے اس قندیل کا طواف کیا اور ان ارواح کا یہ طواف ایک ہزار برس تک جاری رہا۔ پھر اللہ عزوجل نے ان ارواح کو حکم دیا کہ میرے محبوب ﷺ کا مشاہدہ کرو۔ ان ارواح نے حکم باری تعالیٰ کی تعمیل میں نورِ مصطفی ﷺ کا مشاہدہ کیا پس جس روح نے سر مبارک کو دیکھا وہ دنیا میں بادشاہ ہوئی۔ جس روح نے ابروئے مبارک کا مشاہدہ کیا وہ امیر و عادل ہوئی۔ جس روح نے آنکھوں کا مشاہدہ کیا وہ وسیع النظر ہوئی۔ جس روح نے پیشانی کا مشاہدہ کیا وہ نقاش بن گئی۔ جس روح نے گوش مبارک کو دیکھا وہ مقبولِ خلائق ہوئی۔ جس روح نے سینہ اطہر کا مشاہدہ کیا وہ دانا اور احسان کرنے والی ہوئی۔ جس روح نے ناک کو دیکھا وہ طبیب و عطار ہوئی۔ جس روح نے لب اقدس کو دیکھا وہ وزیر ہوئی۔ جس روح نے دہن شریف کو دیکھا وہ روزہ دار ہوئی۔ جس

روح نے دانتوں کو دیکھا وہ حسین و جمیل ہوئی۔ جس روح نے زبان مبارک کو دیکھا وہ بادشاہوں کی سفیر ہوئی۔ جس روح نے حلق انور کا مشاہدہ کیا وہ واعظ، ناصح اور مؤذن ہوئی۔ جس روح نے ریش مبارک کو دیکھا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہوئی۔ جس روح نے گردن مبارک کی زیارت کی وہ تاجر ہوئی۔ جس روح نے دست مبارک کو دیکھا وہ سخی ہوئی۔ جس روح نے انگشت کا نظارہ دیکھا وہ خطاط اور خوش نویس ہوئی۔ جس روح کی نگاہ شکم اطہر پر پڑی وہ صابر اور قانع ہوئی۔ جس روح نے کندھوں کا نظارہ کیا وہ عابد و زاہد ہوئی۔ جس روح نے پائے مبارک کو دیکھا وہ مہاجر فی سبیل اللہ ہوئی۔ جس روح نے ناخنوں کو دیکھا وہ قاضی اور مفتی ہوئی اور جن ارواح نے نورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا وہ ارواح یہود و نصاریٰ، مجوسی و فراعنہ ہوئیں اور حقیقت حال سے اللہ عزوجل بخوبی آگاہ ہے۔" (جامع المعجزات)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے اللہ عزوجل کا یہ پیغام دیا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرتا تو میں جنت کو بھی ہرگز پیدا نہ کرتا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جہنم بھی نہ ہوتی۔" (کنز العمال)

ابن عساکر کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔

"اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

احادیثِ بالا اس بات پر قوی دلیل ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے کی تخلیق سے قبل تخلیق کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کائنات کی ہر شے کو تخلیق کیا گیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرِ مبارک سے لے کر پاؤں تک نور ہی نور تھے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لباسِ بشریت میں نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نگاہ بھر کر دیکھنا اور آپ

ﷺ کے حسن و جمال کا ادراک کرنا ہرگز ممکن نہ ہوتا۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"اللہ عزوجل نے جب حضور نبی کریم ﷺ کا نور پیدا کیا یعنی آپ ﷺ کے نور پر کمالات اور نبوت کی افاضت کی اور آپ ﷺ کی خلقت کو اللہ عزوجل نے اکمل کیا اور اسے امر فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھے تو آپ ﷺ کے نور نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اس درجہ ڈھانپ لیا جس کے سبب وہ بارگاہِ خداوندی میں یوں گویا ہوئے کہ اے ہمارے رب! یہ کون ہے جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ لیا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا یہ محمد ﷺ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نور ہے اور اگر تم اس پر ایمان لاتے ہو تو میں تمہیں نبی کر دیتا ہوں۔ پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا ہم آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ عزوجل نے پھر ان انبیاء کرام علیہم السلام سے فرمایا تم کہو تو میں تم پر گواہی دوں؟ انہوں نے کہا بے شک پس اللہ عزوجل نے اس کی گواہی دی۔" (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹۴، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴)

حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جب حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الٰہی! میں تجھ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے عرض کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم علیہ السلام! تجھے محمد ﷺ کی پہچان کیسے ہوئی جبکہ میں نے ابھی انہیں (دنیا میں) پیدا نہیں کیا؟ آپ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی تو میں نے سر اٹھایا اور میں نے عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا پس میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس نام کو ملایا وہ تیرے نزدیک دیگر مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم

علیہ السلام! تم نے سچ کہا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم ان کے وسیلہ سے مغفرت طلب کر رہے ہو تو میں نے تمہیں معاف کیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی ہرگز پیدا نہ کرتا ۵۔"

(مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی لغزش کی بناء پر جنت سے نکالا جانے لگا تو آپ علیہ السلام نے عرش پر اور جنت کے ہر گوشے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اللہ عزوجل کے اسم مبارک کے ساتھ دیکھا یعنی لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔ آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"الٰہی! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟"

اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"یہ تمہارے فرزند ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی ہرگز پیدا نہ کرتا۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔

"الٰہی! تجھے اس فرزند کی حرمت کا واسطہ تو اس کے باپ پر رحم فرما۔"

اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کل اہل سماوات و ارض کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری اس شفاعت کو بھی قبول فرما لیتے۔" (مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۰)

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت

اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی گنتی کے برابر لاٹھیاں دیں۔ یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ (اللہ و رسولہ اعلم بالصواب) بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے میرے بیٹے! جب میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو تو اس منصب و خلافت کو عمارۃ التقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ کے ساتھ لو اور جب تم اللہ عزوجل کا ذکر کرو تو اس کے

ساتھ ہی نام محمد (ﷺ) لیا کرو کیونکہ میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام مبارک اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح و مٹی کے درمیانی مرحلہ میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر "محمد" (ﷺ) لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد (ﷺ) تحریر دیکھا۔ نیز میں نے نام محمد (ﷺ) کو حوروں کی پیشانیوں پر اور جنت کے درختوں پر اور درخت طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور سدرۃ المنتھیٰ کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرو کیونکہ فرشتے بھی اس کا ورد کرتے ہیں۔" (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۷)

نسب تمام عیوب سے پاک ہے

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت حوا علیہا السلام کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس قرار پکڑیں اور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام کے پاس آرام پائیں۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا علیہا السلام سے مقاربت کی تو حضرت آدم علیہ السلام کے اوصافِ جمیلہ حضرت حوا علیہا السلام پر حاوی ہوئے اور حضرت حوا علیہا السلام بیس مرتبہ حاملہ ہوئیں اور چالیس بچے تولد ہوئے مگر حضرت شیث علیہ السلام تنہا ہوئے اور حضرت شیث علیہ السلام کو یہ مرتبہ ان کی بزرگی کی بدولت ملا جو نورِ محمد ﷺ ہے اور یہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی پر روشن تھا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بشارت دی تھی۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا تو حضرت شیث علیہ السلام ان کی کل اولاد پر وصی مقرر ہوئے اور پھر حضرت شیث علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم پر حضرت انوش علیہ السلام کو اپنا وصی مقرر کیا اور انہوں نے اللہ عزوجل کے اس حکم کے بعد جان لیا کہ اب میرا وقت وصال نزدیک ہے اور آپ علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مانند حضرت انوش علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ وہ اس نور کو پاک عورتوں کے سوا کسی میں منتقل نہ کریں اور پھر یہ وصیت جاری رہی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نور کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت پر منتقل فرما دیا جو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

کے فرزند تھے۔ (مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''دورِ جاہلیت سے جو امور تھے ان میں سے کسی امر نے مجھ کو نہیں جنا مگر نکاحِ اسلام نے۔'' (کنزالعمال حصہ یازدہم صفحہ ۲۰۷)

علماء نے حدیث بالا کے متعلق بیان کیا ہے کہ دورِ جاہلیت میں نکاح کے کئی طریقے رائج تھے جو باطل تھے اور ان میں سے بیشتر زنا کی اقسام تھیں اور جنہیں زنا نہیں کہا جاتا انہیں نکاحِ جاہلیت کہا جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی یہ فضیلت تھی کہ انہوں نے کوئی نکاح ایسا نہیں کیا جسے نکاحِ جاہلیت کہا جاسکے اور اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کو برگزیدہ فرمایا اور پھر مخلوق میں سے بنی آدم کو برگزیدہ کیا اور پھر بنی آدم سے اہل عرب کو برگزیدہ کیا اور پھر اہل عرب میں مجھ کو برگزیدہ کیا پس ہمیشہ اچھوں سے اچھوں کو چنا اور مجھ کو سب سے اچھا پیدا کیا اور تم لوگ سن لو جس شخص نے عرب کو دوست رکھا اس نے میری محبت کے سبب دوست رکھا اور جس شخص نے عرب سے بغض کیا اس نے میرے بغض کی بناء پر ان سے بغض کیا۔ (مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے خلق کو پیدا کیا پھر خلق کی عمدہ اقوام میں مجھے پیدا کیا اور پھر اللہ عزوجل نے قبائل کا انتخاب کیا اور ان کے عمدہ قبیلے میں مجھے پیدا کیا اور پھر اللہ عزوجل نے گھرانوں کو منتخب کیا اور پھر ان میں سے سب سے عمدہ گھرانے میں مجھے پیدا کیا اور میں ان سے روح اور ذات اور اصل میں بہتر ہوں۔''

(جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۱۵۳۹)

پھولوں کی پتیوں پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرتِ ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

"میں ہندوستان گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الفَارُوْقُ" لکھا تھا۔ میں نے سوچا شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہیں تھے۔" (ابن عساکر)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں فارس کے علاقے اصبہان کے ایک زمیندار کا بیٹا تھا اور اسے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور اس نے مجھے لڑکیوں کی مانند گھر میں رکھا اور پھر ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا تم کھیتوں میں جاؤ مگر وہاں رک کے نہ رہنا کہ کہیں میں جائیداد کا خیال چھوڑ کر تمہاری فکر میں مبتلا ہو جاؤں۔ پھر میں وہاں سے نکلا اور میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر سے ہوا اور مجھے ان کی عبادت کا انداز اچھا لگا اور اس سے قبل میں مجوسی تھا۔ میں نے خود سے کہا یہ ہم سے اچھے ہیں اور پھر میں اسی گرجا گھر کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور میں نہ ہی کھیتوں میں گیا تھا نہ ہی گھر واپس لوٹا تھا۔ پھر میرے باپ نے کچھ لوگوں کو میری تلاش میں بھیجا۔ میں نے ان عیسائیوں سے پوچھا تمہارے دین کی جڑ کہاں ہے؟ وہ بولے ملک شام میں۔ پھر میں ان لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ آیا جو میری تلاش میں مجھ تک پہنچے تھے۔ میرے باپ نے مجھ سے پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک قوم کے پاس سے گزرا اور مجھے ان کی عبادت کا طریقہ پسند آیا اور ان کا مذہب

ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ میرے باپ نے کہا تمہارے بزرگوں کا مذہب ان سے عمدہ ہے۔ میں نے کہا آپ غلط کہتے ہیں اور میرے اس جواب پر انہوں نے مجھے قید کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان عیسائیوں کو کسی طرح یہ پیغام بھیجا کہ میں ان کا مذہب اختیار کرنا چاہتا ہوں اور ان کا کوئی قافلہ ملک شام جائے تو وہ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ پھر انہوں نے ایک دن مجھے بتایا ان کا ایک قافلہ ملک شام جا رہا ہے چنانچہ میں نے خود کو کسی نہ کسی طرح اس قید سے آزاد کروایا اور اس قافلے کے ہمراہ ملک شام چلا گیا۔ ملک شام پہنچنے کے بعد میں عیسائیوں کے ایک بڑے عالم اسقف کے پاس گیا اور اس سے کہا میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہاری خدمت کروں گا۔ اس نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر میں نے اسے دیکھا وہ لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور لوگ اسے جو مال بھی دیتے وہ اسے اپنے لئے رکھ چھوڑتا یہاں تک کہ اس نے سات مٹکے سونے اور چاندی کے بھر لئے۔ میں نے لوگوں کو اس کے حال سے آگاہ کیا اور لوگ مجھے اپنے ساتھ اس کے پاس لے گئے جہاں لوگوں نے اس کا خزانہ برآمد کر لیا اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا اور پھانسی دینے کے بعد اسے دفن کرنے کی بجائے سنگسار کر دیا اور اس کی جگہ ایک صحیح عالم کو مسند پر بٹھا دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس عالم کی بھی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت نزدیک آیا۔ میں نے اس سے کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ اس نے مجھے موصل کے ایک شخص کا پتہ دیا اور کہا وہ اور میں ایک ہی مذہب پر ہیں چنانچہ جب اس کی موت ہوئی تو میں موصل چلا گیا اور اس شخص سے ملا جس کا ذکر اس عالم نے کیا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ مجھے فلاں عالم نے تمہارا پتہ بتایا ہے اور اس نے کہا تھا کہ وہ اور تم ایک ہی مذہب پر ہو۔ اس شخص نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور میں اس کی خدمت کرتا۔ پھر جب اس کی موت کا وقت نزدیک آیا تو میں نے اس سے بھی وصیت کی درخواست کی۔ اس نے مجھے بتایا میں عموریہ میں موجود فلاں شخص کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا جو تمہاری رہنمائی کرے چنانچہ اس کے مرنے کے بعد میں عموریہ چلا گیا اور اسے تمام ماجرا بیان کیا۔ اس نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور میں اس کی بھی خدمت کرنے لگا۔ پھر جب اس کی موت کا وقت نزدیک آیا تو میں نے اس سے وصیت کی درخواست کی تو اس نے کہا میں کسی شخص کے متعلق نہیں جانتا جو تمہاری

رہنمائی کرے البتہ آخری نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور وہ دین ابراہیمی پر مبعوث ہوں گے اور پھر وہ کھجوروں والے شہر ہجرت کر جائیں گے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور اگر ہو سکے تو تم ان تک پہنچ جانا اور یہ کہہ کر وہ شخص بھی مر گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایک عرب قبیلہ بنی کلب کا قافلہ میرے پاس سے گزرا اور میں نے ان سے کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو اور میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں دوں گا جو اس وقت میرے پاس تھیں۔ وہ راضی ہو گئے مگر انہوں نے مجھے وادی القریٰ میں ایک یہودی کے پاس فروخت کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں وادی القریٰ میں کھجوروں کے درختوں کو دیکھ کر جان گیا یہ وہی شہر ہے جس کی صفت مجھ سے عموریہ کے اس شخص نے بیان کی تھی۔ پھر میں اس یہودی کی غلامی میں رہا اور ایک دن اس کے پاس بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اس نے مجھے اس یہودی سے خرید لیا اور وہ مجھے مدینہ منورہ لے آیا اور میں اس شخص کے ہاں کھجوروں کا کام کرتا تھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نبوت کا اعلان کیا مگر میں اس بات سے بے خبر رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے بنی عمرو بن عوف میں اترے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے آقا کے بھتیجے کو آتے دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا خدا انہیں ہلاک کرے اور ان کے پاس مکہ مکرمہ سے ایک شخص آیا ہے جو خود کو نبی کہتا ہے اور وہ لوگ اس شخص کے گرد ہجوم بنا کر جمع ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب یہ خبر سنی تو میری خوشی دیدنی تھی اور میں نے جب اس سے تمام بات پوچھنا چاہی تو میرے آقا نے مجھے گھونسہ مارا اور کہا تم اپنے کام سے کام رکھو اور میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ شام کے وقت میں نے چند کھجوریں جمع کیں اور انہیں لے کر قبا پہنچا جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مقیم تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملا اور وہ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیں اور عرض کیا یہ میری جانب سے صدقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ کھجوریں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے دیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی ایک علامت دیکھ

لی کہ آپ ﷺ صدقہ نہیں لیتے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں واپس لوٹ آیا اور اگلے دن ایک مرتبہ پھر چند کھجوریں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یہ میری جانب سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے میرا وہ ہدیہ قبول کر لیا اور پھر ان کھجوروں میں سے آپ ﷺ نے بھی کھایا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کھلایا اور میں نے آپ ﷺ کی نبوت کی یہ دوسری علامت بھی دیکھ لی تھی۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا اور آپ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ میں نے کوشش کی کسی طرح آپ ﷺ کی مہر نبوت دیکھ لوں۔ آپ ﷺ میری قلبی کیفیت سے آگاہ ہو گئے اور آپ ﷺ نے اپنی چادر ہٹا دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھی اور اس کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور مجھے کلمہ پڑھایا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میرے اسلام قبول کرنے کی خبر سنائی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اگرچہ مسلمان ہو چکا تھا مگر میں غزوہ بدر اور احد میں اس لئے شریک نہ ہو سکا کہ میں اس وقت تک غلام تھا اور پھر ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مکاتب ہو جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے بات کی تو اس نے تین سو درخت لگانے اور چالیس اوقیہ سونے کی شرط لگا دی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ سب نے میری مدد کی اور میں آزاد ہوا۔ (اسد الغابہ جلد چہارم صفحہ ۹۵۰ تا ۹۵۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں مکاتب ہوا اور میرے آقا نے تین سو درخت لگانے اور چالیس اوقیہ سونے کی شرط عائد کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم اپنے بھائی کی کھجوروں کے درخت سے مدد کرو چنانچہ ان سب نے میری مدد کی اور کسی نے پانچ اور کسی نے دس درخت مجھے لا کر دیئے اور پھر جب میرے پاس تین سو درخت جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب تم ان کے لئے کھالے کھود دو اور پھر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کام میں میری مدد کی اور ہم نے تین سو درخت لگا دیئے۔ اب چالیس اوقیہ سونے کی شرط باقی تھی پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے پاس انڈے کے برابر سونا تھا جو انہیں کسی کان سے ملا تھا انہوں نے وہ سونا آپ

ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ ﷺ نے مجھے بلا کر وہ سونا مجھے عطا فرما دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے سونے کا جو انڈہ دیا اور میں اگر اس کا وزن احد پہاڑ سے کرتا تو یقیناً وہ انڈہ وزن میں اس سے بھاری ہوتا۔ (اسد الغابہ جلد چہارم صفحہ ۹۵۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم خداوندی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! تم خود بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو بھی حکم دو کہ ان میں سے جتنے لوگ بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا زمانہ پائیں ان پر ایمان لائیں۔" (کنز العمال حصہ یازدہم صفحہ ۲۰۰)

تورات میں خصائل مصطفیٰ ﷺ کا ذکر

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ جو مسلمان ہونے سے قبل تورات کے بڑے عالم تھے فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ سخت طبیعت نہ ہوں گے بلکہ نرم خو ہوں گے اور آپ ﷺ کسی کو آوازِ بلند سے نہ پکاریں گے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے لیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور آپ ﷺ کی امت بھی فضائل و خصائل سے بھرپور ہوگی اور وہ اللہ عزوجل کا ذکر و تکبیر باآوازِ بلند کریں گے اور ان کے آزار نیم پنڈلی تک ہوں گے اور وہ وضو کریں گے اور مسح کریں گے اور ان کے مؤذن فضا میں اذان کی صدائیں بلند کریں گے اور ان کے اوصاف نماز اور جنت میں ایک جیسے ہوں گے۔ وہ اپنی راتوں کو یادِ الٰہی سے روشن کریں گے اور نبی آخر الزماں ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور پھر مدینہ منورہ چلے جائیں گے اور آپ ﷺ کی حکومت مدینہ منورہ سے لے کر شام تک پھیلی ہوگی اور ان کا نام محمد ﷺ ہوگا اور یہ متوکل ہوں گے اور میں انہیں اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھاؤں گا جب تک تمام غلط راستے ان کے دین مستقیم تک نہ پہنچ جائیں اور ادیان باطل ان کے دین حق سے سیدھے نہ ہو جائیں اور وہ ہر ایک کو توحید کی دعوت دیں گے اور ان کی دعوت کی برکت سے

بے نور آنکھیں روشن، بے بہرہ کان قوت وسماعت کے قابل ہوں گے اور جن قلوب پر حجاب پڑا ہے وہ صاحب بصیرت ہوں گے اور لوگوں کی نگاہوں سے تمام حجاب اٹھا لئے جائیں گے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۳۸ تا ۳۹)

کیا تم نے تورات میں میری صفات کا ذکر نہیں پڑھا؟

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بھی منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سریانی زبان میں ''مشفح'' ہے اور مشفح کے معانی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور ''شفح'' کے معانی حمد کے ہیں اور جب وہ اللہ عزوجل کی حمد بیان کرتے تو کہتے تھے ''شفحا اللہ'' یعنی الحمد للہ اور یوں شفح کے معانی حمد اور مشفح کے معانی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔

روایات میں آتا ہے جس دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام جو کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے اور اولادِ یوسف علیہ السلام سے تھے اور انہوں نے جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تھی مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا۔

''ابن سلام! تم ہی یثرب کے سب سے بڑے عالم ہو؟''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ہی ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو کیا تم نے تورات میں میری صفات کا تذکرہ پایا؟''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ

عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے گا اور بے شک کتاب اللہ (تورات) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں اور صفات کا ذکر موجود ہے۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۴۳)

تورات میں اوصافِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ رضی اللہ عنہ نے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کن اوصاف کا ذکر پایا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ہم نے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفات پائی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''متوکل'' ہو گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الخلائق ہیں اور منکسر المزاج ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند آواز سے کلام نہیں کرتے اور اللہ عزوجل نے انہیں (جنت کی) کنجیاں عطا فرمائی ہیں اور اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے نابینا کو بینا کر دے گا اور بہروں کو قوتِ سماعت عطا فرمائے گا اور جن کی زبانیں درست نہ ہوں گی انہیں قوتِ گویائی عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں گے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظلوموں کی دادرسی فرمائیں گے اور کمزوروں کو طاقتوروں کے شر سے محفوظ فرمائیں گے۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۴۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تم نے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کون سے اوصاف کا ذکر پایا؟ انہوں نے فرمایا۔

''میں نے تورات میں لکھا دیکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ''عبدالمختار'' یعنی اللہ کے بندے ہوں گے اور ان کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہو گی اور وہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں گے اور ملک شام پر بھی ان کا تسلط ہو گا اور وہ نرم طبیعت ہوں گے اور ان کا کلام بھی نرم ہو گا اور وہ بازاروں میں شور برپا نہ کریں گے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ لیں گے اور ہر ایک ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ رکھیں

گے۔" (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۴۴)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن صفات کا ذکر تورات میں کیا گیا ہے ان سے مجھے آگاہ فرمائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بے شک اللہ عزوجل نے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی صفات بیان فرمائی ہیں جو قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔"

پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات بیان ہوئی ہیں۔

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، خوشخبری دینے والا، بروقت خبردار کرنے والا، امتوں کے لئے جائے پناہ، تم میرے بندے ہو اور میرے رسول ہو اور میں نے تمہارا نام "متوکل" رکھا اور نہ ہی تم سخت کلام ہو اور نہ ہی سخت دل اور نہ ہی بازاروں میں شور و غل مچانے والے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ لینے والے بلکہ عفو و درگزر سے کام لینے والے اور ہر ایک کو معاف کرنے والے اور اللہ عزوجل اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جانب نہ بلائے گا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بگڑی ہوئی امت یعنی راہِ حق سے بھٹکی ہوئی امت کو درست نہ کریں گے اور وہ سب اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کریں گے اور اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نابیناؤں کو بینائی عطا فرمائے گا، بہروں کو قوتِ سماعت عطا فرمائے گا اور پردۂ غفلت میں پڑے ہوئے قلوب کو نورِ ہدایت سے منور فرمائے گا۔"

(وفا الوفاء ابن جوزی حصہ اوّل)

تورات میں امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کا مطالعہ کیا تو اس

میں امت محمدی ﷺ کا ذکر موجود پایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الٰہی! میں تورات کی تختیوں میں اس امت کا ذکر پاتا ہوں جو آخری زمانہ میں ہوگی اور وہ جنت میں داخل کی جائے گی تو ان لوگوں کو میری امت میں سے فرما دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہو گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں نے تورات میں اس امت کے متعلق پڑھا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور مستجاب الدعوات ہوگی تو اسے میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہو گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ وہ امت ایسی ہوگی جن کے سینوں میں کتابِ الٰہی (قرآن مجید) محفوظ ہوگا اور وہ اسے پڑھیں گے تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہو گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ وہ غنائم کھائیں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ وہ صدقات وفطرات کو ان کے لئے حلال کیا گیا اور اس پر انہیں اجر وثواب عطا فرمایا جائے گا تو انہیں میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ اس امت میں اگر کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ کسی وجہ سے وہ نیکی نہیں کر سکے گا تب بھی اس کے نامہ اعمال میں اس نیکی کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر اس نے وہ نیکی کی تو پھر اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی تو انہیں میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں نے تورات میں لکھا دیکھا ہے کہ جب اس امت میں کوئی برائی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ تیرے خوف

سے وہ برا فعل انجام نہیں دے گا تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی برائی نہیں لکھی جائے گی اور اگر وہ برائی کا مرتکب ہوگا تو ایک برائی اُس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ وہ علم اوّل و آخر کے وارث ہوں گے اور وہ دجال کو قتل کریں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! پھر تو مجھے نبی آخر الزماں ﷺ کی امت میں شامل فرما دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے تجھے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ لوگوں کے لئے منتخب کیا اور تجھے جو کچھ عطا کیا تو اس پر راضی ہو جا اور میرا شکر بجا لا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں راضی ہو گیا۔" (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۴۵ تا ۴۶)

روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات کی تختیوں میں نبی آخر الزماں حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی ستر صفات کا مطالعہ کیا تو آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! اس امت کو میری امت بنا دے۔"

اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"اے موسیٰ علیہ السلام! اس امت کو تیری امت کیسے بناؤں جبکہ وہ میرے نبی آخر الزماں ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

"اے اللہ! مجھے نبی آخر الزماں ﷺ کا امتی بنا دے؟"

اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں نے تجھے لوگوں پر رسالت اور اپنے کلام کے ذریعے سے برگزیدہ بنایا پس تو شکر گزاروں میں سے ہو جا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کا فرمان سنا تو عرض کیا۔

''اے اللہ! میں اس پر راضی ہوں۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۴۶)

بخت نصر کا خواب

منقول ہے بخت نصر نے بہت برا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثراتِ خواب کو بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا۔

''خواب بیان کرو۔''

بخت نصر نے کہا۔

''خواب تو یاد نہیں۔''

انہوں نے کہا۔

''جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو، تعبیر کہاں سے ہوگی۔''

پھر بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا۔

''اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں۔ اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں۔ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاریگری پر حیرت زدہ ہو رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے درمیان گرا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تانبہ، لوہا اور مٹی کے ذرات اس طرح گھل مل گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن وانس مل کر بھی اس کے مخلوط اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں گے اور تم ڈر رہے تھے کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اڑا لے جائے گی اور تم نے اس پتھر

کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔"

بخت نصر نے کہا۔

"آپ علیہ السلام نے سچ فرمایا، میں نے یہی خواب دیکھا ہے اور اس کی تعبیر کیا ہے؟"

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا۔

"بت وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتدائی، وسط اور آخر زمانوں میں ہوں گی اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ عزوجل کا دین ہے جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائے گا تاکہ اللہ عزوجل اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے اس کے لئے اللہ عزوجل عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہو گا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۴۲ تا ۴۳)

ایک شخص کا خواب

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔

"میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ لوگ بڑی تعداد میں حساب کتاب کی غرض سے جمع ہو رہے ہیں اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کو بلایا گیا اور ہر نبی اپنی امت کے ساتھ آیا اور ہر نبی کے لئے دو نور تھے جبکہ ہر امتی کے لئے ایک نور تھا جو ان کے ہمراہ دیکھا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر موئے مبارک کے ہمراہ ایک نور تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کے ہمراہ دو نور تھے۔"

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔

"تو نے ایسا کسی جگہ پڑھا ہے؟"

اس شخص نے عرض کیا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ خواب ہے اور میں نے ایسا کسی جگہ نہیں پڑھا۔"

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ان صفات کا ذکر کتابِ الٰہی (تورات) میں ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے متعلق بھی یہی بیان ہے۔"

(مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۱۸۸)

ابو عامر کو اس کے قول کی خبر دینا

قبیلہ اوس میں ایک شخص جس کا نام ابو عامر تھا اور وہ راہب تھا اور اس سے زیادہ کوئی دوسرا شخص ایسا نہ تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتا ہو اور وہ مدینہ منورہ میں موجود یہودیوں کے پاس جب بیٹھتا تو وہ اس سے دین اسلام کے متعلق دریافت فرماتے اور وہ ان یہودیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سے آگاہ کرتا اور بتاتا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ پھر ایک مرتبہ وہ مقامِ تیما میں یہودیوں کے پاس گیا اور انہیں بھی ایسا ہی بتایا، پھر وہ ملک شام گیا اور وہاں جب نصرانیوں نے اس سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے متعلق دریافت کیا تو اس نے وہاں بھی انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی صفات سے آگاہ کیا۔ پھر ابو عامر نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور راہب بن گیا اور اس نے راہب جیسا حلیہ بنا لیا اور وہ یہی کہتا تھا کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا انتظار کر رہا ہوں اور پھر ابو عامر نے جنات کی عورتوں سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ابو عامر اپنے حال پر قائم رہا اور اپنے بغض و عناد کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز پر مبعوث فرمائے گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دین اسلام پر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ ابو عامر نے کہا ایسا نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسے غیر کے ساتھ خلط ملط کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہر گز نہیں بلکہ میں اسے روشن اور پاک و صاف لایا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو عامر! تیری وہ خبریں کیا ہوئیں جو یہود نے تجھے میری صفات کے متعلق بتائی تھیں۔ ابو عامر نے کہا آپ ﷺ وہ نہیں ہیں جن کی صفات کا ذکر یہود نے کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے۔ ابو عامر نے کہا میں جھوٹ نہیں بولتا بلکہ آپ ﷺ دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل جھوٹ بولنے والے کو بے بسی اور مسافرت کی حالت میں موت دے چنانچہ ابو عامر اس واقعہ کے بعد مکہ مکرمہ چلا گیا اور قریش کی اطاعت کرنے لگا اور ان کے دین پر عمل پیرا ہوا اور رہبانیت کو ترک کر دیا، پھر مکہ مکرمہ سے ملک شام چلا گیا اور وہاں تنہا، بے بسی اور مسافرت کے عالم میں اس کی موت ہوئی۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹)

روایات میں آتا ہے کہ اسی ابو عامر کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر دین اسلام قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو غسائل ملائکہ کہا جاتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ ابو عامر نے غزوۂ احد میں مشرکین کی جانب سے شرکت کی تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنے باپ سے مقابلہ کی اجازت مرحمت فرمایئے اور میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک بیٹا اپنے باپ کا سر تن سے جدا کرے اسی لئے آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ پھر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے انتہائی جانثاری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ ﷺ نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا۔

''انہیں ملائکہ نے غسل دیا ہے۔''

اور جب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ غزوۂ احد کی رات وہ میرے ساتھ سوئے تھے اور انہیں غسل کی حاجت تھی مگر رات کے آخری حصہ میں جب جنگ میں شمولیت کی ندا ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ غسل کیے بغیر میدانِ جنگ میں چلے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس خیال

سے جلدی کی کہ کہیں میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے میں دیر نہ کر دوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی میت کو غسل ملائکہ نے دیا تھا حالانکہ شہید کی میت کو غسل دینے کی حاجت نہیں ہوتی۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۰)

قیصر روم ہرقل کے پاس

انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے اور چند دیگر لوگوں کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیصر روم ہرقل کی جانب بھیجا تاکہ ہم اسے دعوتِ اسلام دیں اور پھر ایک رات ہرقل نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور جب ہم اس کے پاس گئے تو اس نے ایک بڑا رنگین صندوق منگوایا اور اس صندوق میں کئی چھوٹے چھوٹے خانے تھے اور ہر خانے کا دہانہ چھوٹا تھا۔ پھر اس نے اس صندوق کو کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ رنگ کا پارچہ نکالا اور اس پارچے کو جب کھول کر پھیلایا تو اس پارچے پر ایک تصویر منقش تھی جس کی آنکھیں بڑی تھیں، گردن دراز تھی اور گیسو شانوں تک تھے اور وہ اللہ عزوجل کی بہترین مخلوق تھا۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا۔

"تم نے اس تصویر کو پہچانا؟"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے کہا۔

"ہم اسے نہیں پہچانتے۔"

ہرقل بولا۔

"یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر ہرقل نے اس صندوق کا ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ پارچہ نکالا اور اسے پھیلایا، اس پارچے پر بھی ایک تصویر منقش تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی سرخ تھیں اور وہ سفید پیکر تھا اور اس کی داڑھی سر دحسین تھی۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا۔

"کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے کہا۔

"ہم اسے نہیں پہچانتے۔"

ہرقل بولا۔

"یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تصویر ہے۔"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر ہرقل نے اس صندوق کا ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے ایک ریشم کا پارچہ کھول کر پھیلایا تو اس میں ایک حسین شبیہہ دکھائی دی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسم خود تشریف فرما ہوں۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا۔

"کیا تمہیں انہیں پہچانتے ہو؟"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے اس کی بات سنی تو کہا۔

"ہاں! ہم انہیں پہچانتے ہیں۔"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور پھر ہم رونے لگے۔ ہرقل کھڑا ہوا اور پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"کیا یہ وہی ہیں؟"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے کہا۔

"ہاں! یہ وہی ہیں اور اس شبیہ کو دیکھنے کے بعد گویا تم نے خاص انہیں دیکھ لیا۔"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہرقل اس شبیہ کو بغور دیکھتا رہا اور پھر کہنے لگا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! یہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں نے جلدی کی تاکہ تمہارے علم کو پا سکوں ورنہ اس صندوق میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی بھی تصاویر ہیں۔"

حضرت ابوامام باہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا۔

"تمہیں یہ سب کہاں سے ملا؟"

ہرقل نے کہا۔

"حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے درخواست کی تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی اولاد کو دکھادے تو اللہ عزوجل نے یہ تصاویر ان کے پاس بھیج دیں اور یہ سورج کے غروب ہونے کے مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں موجود تھیں اور انہیں حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالا تھا اور حضرت دانیال علیہ السلام کے حوالے کیا تھا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۴ تا ۳۷)

قریش کی خشک سالی کا خاتمہ

مخرمہ بن نوفل کہتے ہیں میری والدہ رقیہ بنت ابی صیفی بتاتی تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل مکہ میں شدید قحط پڑا اور قریش اس صورتحال سے زیادہ متاثر ہوئے یہاں تک کہ ان کی جان پر آن پڑی اور پھر میں نے خواب میں کسی کو کہتے سنا۔

"اے گروہِ قریش! جو نبی مبعوث ہونے والے ہیں وہ تم سے ہوں گے اور ان کے ظہور کا زمانہ یہی ہے اور ان کے سبب تمہیں کشادگی اور فراخی نصیب ہو گی اور تم ایسا شخص تلاش کرو جو تم میں شریف النسب ہو، بلند و بالا ہو، بھاری بھرکم ہو، سفید ہو، اس کی بھنوئیں جڑی ہوں، پلکیں دراز ہوں، بال گھنگھریالے ہوں، رخسار بھرے ہوئے ہوں، ناک پتلی ہو اور جب وہ نکلے تو اس کی اولاد نکلے اور تم میں سے ہر گھرانے کا ایک شخص نکلے اور سب پاک وصاف ہو اور خوشبوئیں لگاؤ اور رکن حرم کو بوسہ دے کر جبل ابی قبیس پر چڑھ جاؤ اور پھر وہ شخص آگے بڑھ کر استسقاء کی دعا کریں اور باقی سب آمین کہیں اور پھر تم سیراب ہو جاؤ گے یعنی تمہاری قحط سالی کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

مخرمہ کہتے ہیں میری والدہ نے یہ خواب جب لوگوں سے بیان کیا تو لوگ جان گئے کہ جو حلیہ بیان کیا گیا ہے وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ہے چنانچہ سب ان کے پاس جمع ہوئے اور خواب بیان کیا اور پھر ہر قبیلے کا ایک شخص ان کے ہمراہ ہوا اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے جو کم سن تھے اور پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور اللہ عزوجل نے بارش نازل فرمادی جس کے

بعد خشک سالی کا خاتمہ ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۰)

مشرق و مغرب کا مالک

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا میں نے ایک خواب دیکھا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔ میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا۔ میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے سورج کی روشنی سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر لحہ اضافہ کر رہا ہے، ایک لحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوبرو، حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوبرو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا۔ پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کہ اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا، میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا۔

پھر کاہن نے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہو گا جو مشرق و

مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی اور یقیناً وہ درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔"

زم زم کا کنواں ظاہر ہو گیا

زمانہ قدیم میں جب اہلیانِ مکہ کا مقابلہ بنی خزاعہ سے ہوا تھا اور بنی خزاعہ غالب رہے تھے تو اہلیانِ مکہ کو مجبوراً مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر جانا پڑا اور پھر بنی خزاعہ کے سردار عمر بن حارث نے دشمنی کی بناء پر حجراسود کو خانہ کعبہ سے الگ کر کے اسے زم زم کے کنوئیں میں پھینکوا دیا اور اس کے علاوہ دیگر تبرکات خانہ کعبہ کو بھی زم زم کے کنوئیں میں پھینکوا کر اس نے زم زم کے کنوئیں کو بند کر دیا اور خود اپنے قبیلے سمیت یمن چلا گیا جہاں اللہ عزوجل کا عذاب ان پر نازل ہوا اور یہ سب کسی مہلک مرض میں مبتلا کر مارے گئے۔ اہلیانِ مکہ، بنی خزاعہ کے جانے کے بعد پھر سے مکہ مکرمہ میں آباد ہوئے اور پھر آبِ زم زم کا کنواں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زمانہ تولیت تک پوشیدہ رہا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو خواب میں وہ جگہ دکھائی گئی جہاں آبِ زم زم کا کنواں موجود تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے صبح بیداری کے بعد اس جگہ کی کھدائی کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ جگہ اب بتوں کی آماجگاہ بن چکی تھی۔ لوگوں کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کام میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنے اکلوتے بیٹے حارث کے سوا کسی کو اس کام میں شریک کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ شام کے ایک کاہن حزیم کو ثالث مقرر کیا جائے اور ہر قبیلے کا ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملک شام جائے اور حزیم جو بھی فیصلہ کرے گا وہ سب کو منظور ہوگا چنانچہ جب یہ قافلہ ملک شام کی جانب روانہ ہوا تو راستہ میں پانی ختم ہو گیا اور جب شدتِ پیاس سے سب نڈھال ہو گئے تو اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی اور اس کی ٹھوکر سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا جسے تمام لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کے بعد فیصلہ کیا کہ اب انہیں حزیم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں اور آپ رضی اللہ عنہ جو کریں گے وہ مناسب ہوگا۔ پھر یہ قافلہ واپس مکہ مکرمہ آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حارث کے ساتھ آبِ زم زم کے کنوئیں کی تلاش میں کھدائی شروع کی اور بالآخر تین دن بعد آبِ زم زم کا کنواں مل گیا۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے سوچا اگر میرے دس بیٹے ہوتے تو میرے لئے یہ کام آسان ہوتا اور دیگر قبائل میں بھی مجھے معزز و مکرم خیال کیا جاتا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

''اے اللہ! اگر تو مجھے دس بیٹے عطا فرمائے گا تو میں ان میں سے ایک بیٹا تیری راہ میں قربان کروں گا۔''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں نذر مانی تھی کہ اگر اللہ عزوجل مجھے دس فرزند عطا فرمائے گا تو میں ایک فرزند کو راہِ خدا میں قربان کروں گا چنانچہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو دس فرزند عطا فرمائے جن کے اسماء یہ ہیں۔

''حارث، زبیر، حجل، ضرار، مقوم، ابولہب، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، ابوطالب اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ۔''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنی نذر کو بھول چکے تھے مگر پھر ایک رات جب آپ رضی اللہ عنہ کعبہ کے پاس سو رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک ندا سنی کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بیدار ہوئے تو اپنی نذر پوری کرنے کے لئے ایک مینڈھا ذبح کیا اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلایا اور یہ گمان کیا کہ شاید میری نذر پوری ہوگئی مگر اگلی رات پھر خواب میں ندا سنی کہ اس سے بہتر ذبح کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بیدار ہوئے تو ایک اونٹ کو ذبح کیا اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلا دیا۔ تیسری رات آپ رضی اللہ عنہ کو پھر خواب میں وہی ندا سنائی دی کہ اس سے بہتر ذبح کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اس سے بہتر کیا ذبح کروں؟ ندا آئی اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو ذبح کرو جس کی نذر تم نے مانی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بیدار ہوئے تو اس غم میں مبتلا تھے کہ اپنے کس بیٹے کو کیسے ذبح کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں اپنی نذر کے متعلق بتایا۔ بیٹوں نے کہا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے فرمانبردار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ جسے چاہیں ذبح کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرعہ نکالا اور وہ قرعہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے اس بیٹے سے والہانہ محبت تھی اور دیگر بیٹوں کی نسبت حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھتے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مشورہ کیا اور پھر طے پایا کہ قرعہ دوبارہ نکالا جائے اور ساتھ ہی دس اونٹ بھی ذبح کئے جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دس مرتبہ قرعہ نکالا اور ہر مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا

اور پھر جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لئے ان سو اونٹوں کو قربان کیا اور اس کا گوشت فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۶)

ایک کاہنہ کا نورِ نبوت کا مشاہدہ کرنا

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اور اس عورت کا نام رقیقہ بنت نوفل تھا اور اس عورت نے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر نورِ نبوت کو پہچان لیا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے فرزند حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح کا ارادہ کیا اور انہیں لے کر نکلے تو ایک کاہنہ کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ کاہنہ مذہباً یہودی تھی اور اس نے دیگر آسمانی کتب کا بھی مطالعہ کیا ہوا تھا اور اس کاہنہ کا نام فاطمہ تھا۔ اس کاہنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک پر نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور اس نے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم بستر ہونا چاہتی ہے اور وہ چاہتی تھی نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں سرایت کر جائے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو لیا اور پھر بنی زہرہ پہنچے اور وہب بن عبدمناف کی صاحبزادی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک روحانی عاملہ فاطمہ کے پاس سے گزر ہوا۔ فاطمہ نے آپ رضی اللہ عنہ میں نورِ نبوت کا مشاہدہ کیا اور کہنے لگی۔

"آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے مجامعت کریں میں ایک سو اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کو دوں گی۔"

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر تو حرام طریقے سے مجامعت کرنا چاہتی ہے تو یہ مجھے ہرگز منظور نہیں اور اگر حلال طریقے سے مجامعت کرنا چاہتی ہے تو پھر میری واپسی کی منتظر رہنا۔''

پھر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ وہاں تین دن مقیم رہے اور اس دوران حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے مجامعت کی پھر جب آپ رضی اللہ عنہ واپسی کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں فاطمہ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور فرمایا۔

''میرے باپ نے میرا نکاح آمنہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا ہے اور میں ان کے پاس تین دن رہا ہوں۔''

فاطمہ بولی۔

''اللہ عزوجل کی قسم! میں بدکار نہیں اور میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں ایک نور دیکھا تھا اور پھر مجھے خواہش ہوئی کہ وہ نور مجھ میں منتقل ہو اور اللہ عزوجل نے جس میں چاہا اس نور کو منتقل کر دیا۔'' (شواہد النبوۃ صفحہ ۵۰ تا ۵۱)

آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ متولد ہو گئے

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نورِ نبوت کی امین بن چکی تھیں اور جب نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذریعہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کے رحم میں منتقل ہوا تو روئے زمین پر موجود تمام بت سرنگوں ہو گئے اور تمام شیاطین اپنے کاموں سے کنارہ کش ہو گئے اور ملائکہ نے ابلیس کے تخت کو سرنگوں کر کے سمندر میں پھینک دیا اور وہ چالیس روز تک وہاں ابتلاء میں مبتلا رہا اور فریاد کرتا رہا اور شور مچاتا رہا۔ پھر ابلیس کی تمام ذریت جمع ہوئیں اور ابلیس نے ان سے کہا۔

''تم پر صد افسوس کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ متولد ہو گئے اور اب لات و عزیٰ اور تمام بتوں کی عبادت باطل ہو جائے گی اور دنیا اب نورِ توحید سے معمور ہو گی اور اسی طرح عرب کے تمام قبائل اور قریش کے تمام کاہن اپنی اس بت تراشی پر شرمندگی محسوس کریں گے اور کہانت کا علم ان سے چھین لیا جائے گا۔''

اور پھر اسی رات زمین و آسمان سے یہ صدا بلند ہوئی۔

"اس نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد نزدیک ہو گئی۔"

پھر اس نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو ماہ تک حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن کو منور کیا اور پھر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ہر قسم کے رنج و الم سے آزاد ہو گئیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰)

ابرہہ کے لشکر کا تباہ و برباد ہونا

ابرہہ یمن کا بادشاہ تھا اور وہ اپنے لشکر کے ہمراہ خانہ کعبہ کو شہید کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ آیا تھا۔ اللہ عزوجل نے ابرہہ اور اس کے لشکر کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الفیل میں کیا ہے۔ ابرہہ کو علم ہوا کہ حج کے دنوں میں لاکھوں لوگ مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور اپنے ساتھ نذر و ہدایہ لئے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ خانہ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں۔ ابرہہ نے بغض و عناد کی بناء پر صنعاء شہر میں ایک شاندار عمارت تعمیر کروائی اور اس عمارت کی دیواریں اور دروازے خالص سونے اور چاندی کے تھے اور یہ عمارت جواہرات سے مزین تھی۔ جب عمارت کی تعمیر مکمل ہو گئی تو ابرہہ نے اپنی عوام کو حکم دیا کہ وہ اس عمارت کا طواف کریں۔ بنی کنانہ کا ایک شخص جو اس عمارت کی صفائی ستھرائی پر مامور تھا ایک دن وہ اس عمارت میں پاخانہ کر کے بھاگ گیا۔ ابرہہ نے تحقیق کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص مکہ مکرمہ کا رہائشی تھا۔ ابرہہ سخت غصہ میں آ گیا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی عمارت کی توہین کا بدلہ خانہ کعبہ سے لے گا۔

مورخین لکھتے ہیں اس دوران ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ مکہ مکرمہ سے ایک قافلہ اس عمارت کے پاس سے گزرا اور رات کے وقت اس کے نزدیک خیمہ زن ہوا۔ رات کو انہوں نے آگ روشن کی تو تیز ہوا نے اس آگ کو بھڑکا دیا جس سے ابرہہ کی بنائی ہوئی عمارت بھی اس آگ کی لپیٹ میں آ گئی اور جل کر راکھ ہو گئی۔ قافلے والوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو وہاں سے فرار ہونے میں غنیمت جانی۔ ان پے در پے ہونے والے واقعات نے ابرہہ کے غصہ کی آگ کو مزید بھڑکا دیا اور اس نے حکم دیا کہ ہاتھیوں کا ایک بڑا لشکر تیار کیا جائے اور پھر محمود نامی ایک ہاتھی ابرہہ کی سواری کے لئے بھی تیار کیا گیا۔ ابرہہ اپنے لشکر کو لے کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوا اور راستہ میں ان کا لشکر جب طائف پہنچا تو وہاں بنی ثقیف نے اس لشکر کی اعانت کی اور ایک شخص ابو رغال کو ابرہہ کے لشکر کی رہنمائی کے لئے ہمراہ بھیج دیا۔

ابوغال، ابرہہ اور اس کے لشکر کو لے کر مقامِ مغمس پہنچا اور پھر ابوغال کی موت اسی مقام پر ہو گئی۔ ابرہہ نے اسود بن مقصود کو مکہ مکرمہ بھیجا اور اس نے اہل مکہ کا مال اور مویشی لوٹ لئے اور ان مویشیوں میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دوسو اونٹ بھی شامل تھے۔ ابرہہ نے حناط حمیری کو مکہ مکرمہ بھیجا اور حناط نے مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد تمام سرداروں سے مذاکرات کئے اور کہا۔

"ہم یہاں تم سے لڑنے نہیں آئے بلکہ خانہ کعبہ (نعوذ باللہ) کو منہدم کرنے آئے ہیں اور اگر کسی نے مزاحمت کی تو وہ اپنے انجام کے لئے تیار رہے۔"

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حناط حمیری سے کہا۔

"ہم تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے اور یہ اللہ عزوجل کا گھر ہے جو اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور اب اللہ عزوجل کی مرضی ہے کہ وہ اپنے گھر کی حفاظت کیسے کرتا ہے۔"

حناط حمیری نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ چلیں اور یہی تمام باتیں ابرہہ سے کہیں۔"

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ابرہہ کے پاس گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ابرہہ کے لشکر میں موجود اپنے ایک دوست کا حال پوچھا جس کا نام ذونصر تھا اور اس نے ابرہہ کو خانہ کعبہ کے انہدام سے منع کیا تھا جس پر ابرہہ نے اسے قید کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابرہہ سے ملاقات سے قبل اپنے اس دوست سے ملاقات کی اور اپنے دوسو اونٹوں کا ذکر کیا۔ ذونصر نے کہا۔

"میں اس وقت قید میں ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ کی مدد نہیں کر سکتا آپ رضی اللہ عنہ انیس نامی ایک فیل بان سے ملیں۔"

پھر ذونصر نے ایک سفارشی رقعہ بھی انیس کے نام دیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب انیس کے پاس گئے اور اسے وہ رقعہ دیا تو انیس نے آپ رضی اللہ عنہ کی ابرہہ سے ملاقات کا انتظام کیا اور ابرہہ سے کہا۔

"یہ قریش کے سردار ہیں۔"

ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے رعب و دبدبہ سے بے حد متاثر ہوا اور تخت سے نیچے اتر کر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ پھر ابرہہ نے ترجمان سے کہا۔

''وہ ان سے پوچھے کہ انہیں کیا چاہئے؟''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مجھے میرے دو سو اونٹ واپس چاہئیں۔''

ابرہہ نے کہا۔

''میں آپ رضی اللہ عنہ کے رعب و دبدبہ سے متاثر ہوا ہوں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے جبکہ خانہ کعبہ کا کچھ ذکر نہیں کیا جو آپ رضی اللہ عنہ اور اہل مکہ کے نزدیک مکرم و محترم ہے؟''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اونٹ میری ملکیت ہیں جبکہ خانہ کعبہ میری ملکیت نہیں اور وہ جس کی ملکیت ہے وہ اس کی حفاظت بخوبی کر سکتا ہے اور اسے مجھ جیسے محافظ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔''

ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس آئے اور اہل مکہ سے کہا۔

''وہ سب پہاڑوں پر پناہ لے لیں اور ابرہہ کا لشکر بہت بڑا ہے اس سے جھگڑا مول لینا ہمارے حق میں بہتر نہیں ہے۔''

پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ وہاں سے خانہ کعبہ کے پاس آئے اور خانہ کعبہ کے حلقہ کو پکڑ کر یوں دعا مانگی۔

''اے اللہ! مجھے بجز تیرے سوا دشمنوں کے مقابلہ کی کسی سے امید نہیں اور تو اپنے گھر کی خود حفاظت فرما اور جو تیرے گھر کا دشمن ہے وہ تیرا ہی دشمن ہے اور تو انہیں خود روک تاکہ وہ تیرے گھر کا تقدس پامال نہ کریں۔''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس دعا کے بعد اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے نکلے اور پہاڑوں پر پناہ گزین ہوئے۔ اگلی صبح ابرہہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی اور اس نے اپنے ہاتھی محمود کو خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں محمود ہاتھی کو خانہ کعبہ کی جانب ہانکا گیا اور محمود ہاتھی کے فیل بان نے ہاتھی کے کان میں کہا۔

"اگرچہ میں تیرا فیل بان ہوں مگر اس وقت تو میرا فرمانبردار نہ بن اور تو جہاں سے آیا وہیں خیر و عافیت سے لوٹ جا کہ اس وقت تو اللہ عزوجل کے محترم ومکرم شہر میں ہے۔"

محمود ہاتھی نے اپنے فیل بان کی بات سنی تو وہ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب اسے زبردستی ہانکنے کی کوشش کی گئی تو وہ یمن کی جانب جانے لگا اور پھر اللہ عزوجل کے حکم پر ابابیلوں کا ایک لشکر آیا جن کی چونچوں میں پتھر تھے اور یہ پتھر مسور کے دانہ کے برابر تھے اور ان ابابیلوں نے وہ پتھر ابرہہ اور اس کے لشکر پر برسانا شروع کر دیئے اور یہ پتھر جس پر گرتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا یہاں تک کہ کچھ دیر میں وہاں ابرہہ کا ایک بڑا لشکر مردہ پڑا تھا۔ ابرہہ اپنے بچ جانے والے لشکر کو لے کر واپس روانہ ہوا اور راستہ میں اس کے تمام سپاہی ایک ایک کر کے مرتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ جب صنعاء پہنچا تو بے یار و مددگار تھا اور پھر کچھ دنوں بعد وہ بھی لاعلاج مرض میں مبتلا ہوا اور اپنے انجام بد کو پہنچا۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)

طویل قحط سالی کا خاتمہ

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مقاربت فرمائی تو آسمان اور اس کے جوانب میں اور زمین اور اس کے بقاع میں یہ ندا سنائی دی گئی۔

"وہ نورِ مکنون جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت تشکیل پائے گی وہ آج رات حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں قرار پائے گا۔"

اور پھر اس دن تمام دنیا کے بت صبح کو اوندھے منہ پائے گئے اور اس وقت قریش میں سخت قحط سالی کی کیفیت تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کے نور کی بدولت تمام زمین سرسبز ہو گئی اور وہ درخت جو جڑ چکے تھے پھر سے ہرے بھرے ہو گئے اور قریش کے پاس ہر جانب سے کثیر خیر آئی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جس وقت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں قرار پایا اس سنہ کو سنہ فتح اور ابتہاج کہا گیا اور اس کے معانی طیب اور حسن خیر کے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۹)

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا عجائب کا مشاہدہ کرنا

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جب حاملہ ہوئیں تو اس دوران کئی خوارقِ عادت واقعات رونما ہوئے اور ان واقعات سے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی بزرگی و فضیلت میں بھی اضافہ ہوا اور ان واقعات سے یہ ظاہر کرنا بھی مقصود تھا کہ بطن آمنہ رضی اللہ عنہا میں جو نطفہ قرار پایا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بشری حالت ہے اور آپ ﷺ کا اس دنیا میں ظہور ہونے والا ہے کہ جن کے لئے یہ کائنات اور نظامِ کائنات کو سجایا گیا تھا۔

بچے کا نام محمد ﷺ رکھو:

ابن اسحٰق کی روایت ہے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جس وقت حاملہ ہوئیں آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا۔ "تم اس امت کے سید کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اس کا علم نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوئی ہوں اور پھر میں نے اس حمل میں نہ ہی کچھ بوجھ محسوس کیا اور نہ ہی کوئی اور ایسی خواہش خود میں پائی جو حاملہ عورتوں میں اکثر پیدا ہوتی ہیں اور میں نے صرف یہ محسوس کیا کہ میرا حیض موقوف ہو گیا اور کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس حال میں آیا کہ میں کچھ نیند میں تھی اور کچھ جاگی ہوئی تھی اور اس نے مجھ سے کہا آپ رضی اللہ عنہا کو اس امر کا علم ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا سید الانام ﷺ کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور پھر اس آنے والے نے مجھے یہ مہلت دی کہ جب میرے جننے کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھ سے کہا۔ "بچے کا نام "محمد ﷺ" رکھو۔" (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۵)

امر کی ابتداء:

شداد بن اوس سے مروی ہے فرماتے ہیں بنی عامر کے ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا آپ ﷺ کے حال کی حقیقت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے امر کی ابتداء یہ ہے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنے باپ اور ماں کا پہلا فرزند ہوں اور میری ماں دیگر عورتوں کی نسبت ثقیل حمل سے حاملہ ہوئیں اور میری ماں نے حمل کا ثقل پایا تو اپنی ہم صحبت عورتوں سے اس کی شکایت کی اور پھر میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے بطن میں ایک نور ہے۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۶)

نورِ نبوت کی امین:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جس وقت حاملہ ہوئیں اور نورِ نبوت کی امین ٹھہریں آپ رضی اللہ عنہا اس رات کی کیفیت بیان کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے ہدایت کی جب بچہ کی پیدائش ہو جائے تو یہ دعا مانگنا۔

"میں اس بچے کو ہر حاسد و برے کے شر سے اللہ عزوجل کی پناہ میں دیتی ہوں۔"

فرشتے نے کہا۔

"تم اس کا نام "محمد ﷺ" رکھنا اور اس کا نام تورات و انجیل میں "احمد ﷺ" ہے اور اہل زمین اور اہل آسمان اس بچے کی تعریف کریں گے اور قرآن میں ان کا نام محمد ﷺ ہے اور قرآن انہی کی کتاب ہے۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جن دنوں میں حاملہ تھی میں نے ایک نور دیکھا جو سامنے کی جانب نمودار ہوا اور اس نور نے مشرق و مغرب کو منور فرما دیا اور مجھے بصریٰ کے عالی شان محلات اور سرزمین شام کی عمارات دکھائی دیں اور پھر جب حمل ایک ماہ کا ہوا تو میں نے خواب میں ایک طویل القامت شخص کو دیکھا جس نے مجھ سے انتہائی مشفق لہجے میں فرمایا۔

"اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تم سردارِ انبیاء علیہم السلام کی حاملہ ہو۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں آدم علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل دو ماہ کا ہوا تو پھر خواب میں ایک نورانی شخص کو دیکھا جنہوں نے مجھ سے فرمایا۔ "اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تم ایک بزرگ اور معزز نبی کو اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہو۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں شیث علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل تین ماہ کا ہوا تو خواب میں ایک شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ "اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تیرے پیٹ میں گروہِ انبیاء علیہم السلام کا سردار ہے۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں نوح علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل چار ماہ کا ہوا تو خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تم بزرگ اور نیک نبی کی حاملہ ہو۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ادریس علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل پانچ ماہ کا ہوا تو خواب میں ایک معزز شخص تشریف لائے اور فرمایا۔ "اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تیرے پیٹ میں سید البشر ہیں۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ھود علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل چھ ماہ کا ہوا تو خواب میں ایک شخص تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تیرے پیٹ میں نبی ہاشمی ہے۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل سات ماہ کا ہوا تو خواب میں ایک مقدس بزرگ تشریف لائے اور فرمایا۔ "اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تیرے پیٹ میں ایسا معزز و مکرم بچہ ہے جسے اللہ عزوجل دوست رکھتا ہے۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں اسماعیل علیہ السلام ہوں۔ پھر جب میرا حمل آٹھ ماہ کا ہوا تو خواب میں ایک شخص تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں مبارک ہو تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہو۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ (خیر المونس جلد اوّل)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے دورانِ حمل کوئی بوجھ محسوس نہ کیا:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔

"جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے اوّل تا آخر کوئی بوجھ اور مشقت محسوس نہ کی۔"

(طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۱۱۸)

بوقت ولادت
رونما ہونے والے معجزات

شب ولادت رونما ہونے والے معجزات

تمام حاملہ خواتین کے ہاں اولادِ مذکور تولد ہوئی:

عمر بن قتیبہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے اور میرا باپ علم کا ظرف تھا اس نے مجھے بتایا کہ جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے جننے کا وقت نزدیک آیا تو اللہ عزوجل نے ملائکہ سے فرمایا۔

"آسمان کے تمام دروازوں کو کھول دو اور ساتوں جنتوں کے تمام دروازوں کو کھول دو۔"

اس دن آفتاب کو عظیم نورانی لباس پہنایا گیا اور اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت کی بدولت اس سال دنیا بھر کی حاملہ خواتین کو اولادِ ذکور (یعنی بیٹوں کے ساتھ) حاملہ کیا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۲)

نور سے گھر کے در و دیوار منور ہو گئے:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی گھڑی آن پہنچی اس وقت میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی اور میں نے اس وقت دیکھا کہ ہر جانب نور ہی نور ہے اور ستارے نزدیک آتے جاتے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا یہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ پھر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ

ﷺ کو جنا اور پھر ایک ایسا نور بلند ہوا جس سے گھر اور اس کے در و دیوار سب منور ہو گئے اور ہر جانب نور ہی نور دکھائی دیتا تھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ۱۱۲)

نور نے مشرق و مغرب کو منور کر دیا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں حاملہ ہوئی تو حمل کی ابتداء سے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت تک مجھے کچھ تکلیف محسوس نہ ہوئی اور پھر جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو ایک نور کا ہالہ بلند ہوا اور اس نور نے مشرق و مغرب کے درمیان ساری فضا کو منور کر دیا اور آپ ﷺ زمین پر یوں جلوہ گر ہوئے کہ دونوں ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے پھر زمین کی مٹی سے اپنی مٹھی بھری اور آسمان کی جانب اپنا سر بلند کیا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۱)

مشرق و مغرب میں تین جھنڈے:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت میں گھر میں تنہا تھی اور جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس وقت طوافِ کعبہ میں مشغول تھے اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، ولادتِ مصطفی ﷺ سے چار ماہ قبل مدینہ منورہ میں وصال فرما چکے تھے اور وہیں مدفون ہوئے تھے۔ پھر میں اپنی نگاہ بلند کی تو میں نے دیکھا کہ کوئی شے گھر کی چھت سے گھر میں داخل ہو رہی ہے اور پھر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سفید رنگ کی چیز ہے جو مجھے پینے کے لئے دی جا رہی ہے، میں نے اسے دودھ سمجھ کر نوش فرمایا اور اس وقت میں پیاس محسوس کر رہی تھی۔ میں نے ابھی چند گھونٹ پیئے تھے کہ پھر میں نے کچھ دراز قد اور حسین و جمیل عورتوں کو دیکھا جو عبد مناف کی بیٹیوں سے ملتی جلتی تھیں اور وہ میرے گرد جمع ہو گئیں اور میرا حال دریافت کرنے لگیں۔ پھر میں نے ایک ریشمی کپڑا زمین سے آسمان تک آویزاں دیکھا اور میں نے یہ ندا سنی کہ اسے پکڑ لو۔ پھر میری نگاہوں سے حجاب ہٹ گئے اور میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا اور پھر میں نے وہاں تین جھنڈے دیکھے اور ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک بام کعبہ پر لگا ہوا تھا۔ پھر بہت سی عورتیں میرے گرد جمع ہو گئیں اور آپ ﷺ پیدا ہوئے اس وقت آپ ﷺ سربسجود تھے اور آپ ﷺ نے اپنی ایک انگلی آسمان کی جانب

بلندی پھر آسمان پر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا اور پھر آپ ﷺ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر میں نے ایک منادی سنی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو دونوں جہانوں کی سیر کرائی گئی ہے تا کہ تمام مخلوق آپ ﷺ کے اوصاف، آپ ﷺ کی صورت اور اسم پاک سے آگاہ ہو اور یہ بادل ایک لمحہ کے لئے روشن رہا اور پھر میں نے آپ ﷺ کو ایک ایسے کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید اور حریر و پرنیاں سے زیادہ نرم و ملائم تھا اور پھر ایک اور بادل آیا جو پہلے کی نسبت بڑا تھا اور اس میں سے میں نے انسانوں اور گھوڑوں کی آوازیں سنیں اور یہ منادی سنائی دے رہی تھی کہ تمام جن و انس اور چرند و پرند کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرائی گئی ہے اور پھر آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفوت و بزرگی، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی آزمائش، حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسی دہن، حضرت یوسف علیہ السلام جیسا حسن، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بُشرہ، حضرت داوٗد علیہ السلام کی صورت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخاوت عطا فرمائی گئی اور یہ بادل بھی ایک لمحہ کے لئے روشن ہوا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۲ تا ۳۴)

شب ولادت کی دس علامات:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی اس وقت میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اور ان کی معاون تھی اور میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کا نور چراغ کی روشنی کو بھی مات دیتا تھا اور میں نے اس رات دس علامات کو دیکھا۔

۱۔ آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے۔

۲۔ آپ ﷺ نے جب سجدہ سے سر اٹھایا تو انتہائی فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں بے شک میں رسول اللہ ہوں۔"

۳۔ آپ ﷺ کے نور سے تمام گھر منور تھا۔

۴۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کو نہلاؤں پھر میں نے ندائے غیبی سنی اے صفیہ رضی اللہ عنہا! تو خود کو یوں زحمت نہ دے کہ ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو طیب و طاہر پیدا کیا ہے۔

۵۔ جب میں نے دیکھنا چاہا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ناف بریدہ تھے اور آپ ﷺ کے ختنے ہو چکے تھے۔

۶۔ میں نے جب آپ ﷺ کو کپڑے میں لپیٹنا چاہا تو میں نے آپ ﷺ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی اور آپ ﷺ کے کندھوں پر کلمہ شہادت لکھا دیکھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(شواہد النبوۃ صفحہ ۵۶ تا ۵۷)

مشرق ومغرب کے تمام حجابات اٹھا لئے گئے:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میری والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عمرو نے مجھے بتایا جس شب حضور نبی کریم ﷺ تولد ہوئے آپ ﷺ سب سے پہلے میرے ہاتھوں پر تشریف لائے اور میں نے آپ ﷺ کی آواز سنی۔ پھر میں نے ندائے غیبی سنی کوئی کہہ رہا تھا۔

''اللہ عزوجل کی رحمت آپ ﷺ پر ہو اور آپ ﷺ پر آپ ﷺ کا رب پھول برسائے۔''

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میری نگاہوں سے مشرق ومغرب کے تمام حجابات اٹھا لئے گئے اور میں نے روم کے محلات دیکھے اور پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لباس پہنا کر لٹا دیا اور پھر مجھ پر ایک رعب طاری ہو گیا اور پھر روشنی بھی کم ہو گئی اور یہ صورتحال میری دائیں جانب رونما ہوئی تھی اور پھر میں نے ندا سنی کوئی کہہ رہا تھا انہیں کہاں لے گئے؟ جوابی آواز آئی آپ ﷺ کو مغرب کی جانب لے جایا گیا ہے اور پھر مغرب کی جانب روشنی پھیل گئی اور ایک رعب طاری ہو گیا جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے اور پھر تاریکی ہو گئی۔ اس مرتبہ یہ کیفیت بائیں جانب ہوئی اور پھر میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ انہیں کہاں لے گئے؟ جوابی آواز آئی کہ آپ ﷺ کو مشرق کی جانب لے جایا گیا ہے۔

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عمرو کہتی ہیں یہ تمام صورتحال میرے ذہن پر منقش ہو گئی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو میں نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۲، مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۲۵)

نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک یہودی جو مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھا اور پھر جس شب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس نے امرائے قریش سے دریافت کیا تم لوگوں کے ہاں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ امرائے قریش نے کہا ہمیں اس کا کچھ علم نہیں۔ اس یہودی نے کہا تم دیکھو آج کی شب ایک نبی پیدا ہوا ہے اور اس نبی کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے۔ امرائے قریش اپنے گھروں کو واپس لوٹے اور انہوں نے جب اپنے گھر والوں سے دریافت کیا تو انہیں علم ہوا کہ آج شب حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ پھر وہ یہودی ان امرائے قریش کے ہمراہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور پھر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے امرائے قریش کے دیکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکالا۔ اس یہودی نے جب مہر نبوت دیکھی تو بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو چلایا۔

"نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی اور اے امرائے قریش! تم سن لو کہ یہ اللہ کا نبی تم پر حکمرانی کرے گا اور یہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا جس کے ظہور کی خبر مشرق و مغرب میں ہو گی۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۰ تا ۶۱)

حورانِ جنت کی مبارکباد:

حورانِ جنت نے حضرت سیدہ آسیہ اور حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہن کے ہمراہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی مبارک دی تھی۔ اس ضمن میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کھجور کی مانند لمبی خواتین کو دیکھا جیسے قبیلہ بنی عبد مناف کی خواتین ہوتی ہیں انہوں نے مجھے گھیر لیا اور میں نے ان سے زیادہ روشن اور پرنور چہرے والی عورتیں کبھی نہ دیکھی تھیں۔ ان میں سے ایک آگے بڑھی اور میں نے اس کے ساتھ ٹیک لگائی اور پھر دوسری آگے بڑھی اس نے مجھے پینے کے لئے پاکیزہ مشروب دیا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا انہوں نے مجھے انتہائی شفیق لہجے میں فرمایا اسے نوش فرما لو۔ میں نے وہ پی لیا اور پھر دوسری

عورت نے مجھ سے کہا اور نوش فرماؤ چنانچہ میں نے اور پیا۔ پھر میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم آسیہ اور مریم رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ ہمارے ساتھ دیگر خواتین حورانِ جنت ہیں۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۵۵ تا ۵۶)

ایک یہودی کا واویلا کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت پیش آنے والے خوارقِ عادت واقعات میں ایک یہ بھی ہے جسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں سات یا آٹھ برس کا تھا اور میں جو کچھ دیکھتا تھا اسے جان جاتا تھا اور جو کچھ سنتا تھا اسے سمجھ جاتا تھا اور پھر میں نے آپ ﷺ کی ولادت کے بعد صبح کے وقت ایک یہودی کو چلاتے سنا جو یہود کو پکار رہا تھا اور جب تمام یہودی اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے کہنے لگے۔

"تجھ پر افسوس ہے تو کیوں شور مچاتا ہے؟"

اس یہودی نے کہا۔

"احمد ﷺ کا وہ ستارہ جس کے ساتھ وہ آج کی رات پیدا ہوئے طلوع ہو گیا ہے۔"

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۴۵)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے شبِ ولادت حضور نبی کریم ﷺ دیکھا کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لئے کھڑے ہیں اور پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے روبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس وقت اللہ عزوجل نے میری آنکھوں سے حجابات دور فرما دیے۔ میں نے اس وقت پوری دنیا کا معائنہ کیا۔ میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کیے گئے ایک مشرق، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر اس وقت مجھے دردِ زہ ہوا اور آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا

ہے۔ پھر میں نے سفید بادل دیکھا جو آسمان کی طرف سے آرہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

"محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپ (ﷺ) کے نام نامی، اوصافِ گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ (ﷺ) کا نام دریاؤں میں "ماحی" لکھا گیا ہے کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ (ﷺ) کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر وہ بادل جلد ہی آپ (ﷺ) سے ہٹ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ (ﷺ) سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ (ﷺ) کے نیچے سبز ریشم کا بچھونا ہے اور آپ (ﷺ) آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا۔

"محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد ایک اور بادل سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے پروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس نے بھی محمد (ﷺ) کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ (ﷺ) میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے منادی کو ندا کرتے سنا۔

"محمد (ﷺ) کو مشرق و مغرب اور انبیاء علیہم السلام کی مولدات پر لے جاؤ اور آپ (ﷺ) کے حضور جن وانس اور وحوش و طیور کی روحوں کو پیش کرو اور آپ (ﷺ) کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفا، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام نبیوں کے اخلاقِ حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کر دو۔"

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ لپٹے ہوئے سبز ریشم کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے سنا۔

''خوشی ہے خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ ﷺ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔''

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشہ تھا۔ اس نے اس ریشہ کا سرا کھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ پھر اس آفتابے سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور ریشم میں آپ ﷺ کو لپیٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵)

خانہ کعبہ کے بت سرنگوں ہو گئے

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''جس شب میرے پوتے محمد ﷺ کی ولادت ہوئی میں اس وقت طوافِ کعبہ میں مشغول تھا اور جب آدھی رات کا وقت ہوا تو میں نے مقام ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی سنیں اور کوئی منادی کرنے والا یہ ندا کر رہا تھا اب مجھے مشرکین کی نجاستوں اور دورِ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک کر دیا گیا ہے اور پھر تمام بت سرنگوں ہو گئے اور میں نے ہبل جو کہ سب سے بڑا بت تھا اس کی جانب نگاہ بلند کی تو وہ بھی اوندھے منہ گرا ہوا تھا اور پھر یہ منادی سنائی دی کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر محمد ﷺ کی پیدائش ہو چکی اور پھر میں صفا پر گیا اور صفا پر میں نے دیکھا کہ گویا تمام پرندے اور بادل مکہ مکرمہ پر اپنا سایہ کئے ہوئے ہیں اور پھر میں آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا، اس وقت دروازہ بند تھا۔ میں نے کہا دروازہ کھولو۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا ابا جان! محمد ﷺ پیدا ہو گئے۔ میں نے کہا لاؤ

میں بھی انہیں دیکھوں۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس کا حکم نہیں ہے۔ میں نے کہا تم اس بچے کو تین دن تک کسی کو نہ دکھایا اور پھر میں نے اپنی تلوار میان سے باہر نکالی اور گھر سے باہر چلا گیا۔ پھر میری ملاقات راستہ میں ایک نقاب پوش سے ہوئی جس نے اپنی تلوار میان سے باہر نکال رکھی تھی اور اس نے مجھ سے کہا اے عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ)! واپس چلے جایئے تاکہ ملائکہ ومقربین اور مقام علیین کے رہنے والے آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند کی زیارت سے فارغ ہوں۔ اس وقت میرا جسم خوف سے کانپ رہا تھا اور میں اسی حالت میں باہر آ گیا تاکہ قریش کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خبر دوں مگر میری زبان ایک ہفتہ تک بند رہی اور میں یہ بات کسی سے بیان نہ کر سکا۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۳، شواہد النبوۃ صفحہ ۵۷)

بت خانے کے تمام بت اوندھے گر گئے:

ابن عساکر کی روایت میں ہے ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل اور عبیداللہ بن جحش تینوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی شب ایک بت خانے میں گئے تو دیکھا کہ تمام بت اوندھے منہ گرے پڑے تھے۔ انہوں نے حیرانگی کے ساتھ انہیں سیدھا کیا تو وہ پھر گر پڑے اور ایسا انہوں نے تین مرتبہ کیا اور جب تیسری مرتبہ بھی وہ بت گر پڑے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔

"یہ ضرور کسی ابدی صداقت اور غیر مرئی قوت کا کام ہے اور یہ سب ایسے نہیں ہوا۔"

ابھی یہ تینوں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ایک بت کے اندر سے آواز آئی۔

"یہ تمام بت اس نومولود کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے جس نے اپنے نور سے مشرق ومغرب اور زمین کی تمام راہوں کو منور کر دیا۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴ تا ۳۵)

ایوانِ کسریٰ کے مینارے زمین بوس ہو گئے

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی شب کسریٰ بادشاہ ایران کا محل زلزلہ کی زد میں آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا اور ایک ہزار سال سے کبھی بجھا نہ تھا اس کی آگ بجھ گئی۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور ایک موبد جو مجوسیوں سے زیادہ علم والا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ کچھ بے مہار و سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو مار رہے ہیں اور پھر وہ اونٹ دجلہ تک پہنچ گئے اور مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ ایران کا بادشاہ اپنے محل کے چودہ کنگروں کے گرنے پر خوفزدہ تھا اور اس کو سکون غارت ہو گیا۔ صبح ہوئی اور جب وہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے وزراء سے اس کا ذکر کیا۔ ابھی یہ بات چل رہی تھی کہ اطلاع ملی کہ فارس کا مشہور آتش کدہ بجھ گیا ہے۔ پھر موبد نے اپنا خواب بادشاہ سے بیان کیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا ایسا کیا ہو سکتا ہے جو یہ تمام حادثات رونما ہوئے؟ موبد نے کہا عرب میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کو ایک مکتوب لکھا کہ وہ اس معاملے کی کچھ خبر دے۔ نعمان بن منذر نے ایک شخص جس کا نام عبدالمسیح غستانی تھا اسے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ کسریٰ نے اس سے ان عجیب وغریب واقعات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا میرے چچا سطیح غستانی کو اس کا علم ہے۔ کسریٰ نے کہا تم اس سے پوچھ کر ہمیں آگاہ کرو۔ جب عبدالمسیح غستانی اپنے چچا کے پاس گیا تو وہ بستر مرگ پر تھا، اس نے چچا کو سلام کیا اور کچھ شعر کہے۔ سطیح غستانی نے ان اشعار کو سنا تو اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا تجھے شاہِ ایران نے بھیجا ہے اور پھر سطیح غستانی نے کہا ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گرنا، فارس کے مشہور آتش کدہ کا بجھ جانا، دریائے ساوہ کا خشک ہونا اور موبد کا خواب دیکھنا یہ سب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کی علامات ہیں اور یہ سب اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ عنقریب ان کا قبضہ ایران پر ہو گا اور اب صرف چودہ ایرانی بادشاہ حکمرانی کریں گے اور پھر ان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ عبدالمسیح نے اپنے چچا کی بات جا کر کسریٰ کو بتائی۔ پھر ایران میں چار سالوں میں دس بادشاہ ہوئے اور پھر ان کے بعد چار دیگر بادشاہوں نے حکمرانی کی اور پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تمام ایران

مسلمانوں کے زیر قبضہ آ گیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۵۸ تا ۶۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴)

ابولہب کے عذاب میں تخفیف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا اور ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو ابولہب نے اس وقت آزاد کر دیا تھا جب ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر ابولہب کو دی تھی اور ابولہب نے اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا چنانچہ منقول ہے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے بعد ایک رات خواب میں ابولہب کو دیکھا تو دریافت کیا۔

"اے ابولہب! تیرا کیا حال ہے؟"

ابولہب نے کہا۔

"میں نارِ جہنم میں جل رہا ہوں اور پھر جب دوشنبہ کی رات آتی ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور میں اپنی دو انگلیوں کی گھڑے کی مقدار برابر پانی پیتا ہوں اور پھر ابولہب نے اپنی انگلی کے سرے سے اس گڑھے کی جانب اشارہ کر کے پانی کی مقدار بتائی اور یہ پانی مجھے اس لئے پلایا جاتا ہے کہ جب ثوبیہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی تو میں نے ثوبیہ کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔"

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۵۸، طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۲۶)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن جرزی کا قول ہے کہ جب ابولہب جیسے کافر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں فرحت وسکون ملتا ہے اور اس کو دیئے جانے والے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو پھر یہ حقیقت مسلم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھی امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا مال خرچ کرے گا اللہ عزوجل نہ صرف اس کی مغفرت فرمائے گا بلکہ اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۵۹)

رضاعت کے لئے طیور وسحاب کا جھگڑا:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کیا طیور وسحاب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت میں ایک دوسرے سے جھگڑا کیا تھا؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ہاں! ایسا ہوا تھا اور انسانوں کے سوا تمام مخلوقِ خدا اس بات پر جھگڑتی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تولد ہوئے تو ندا آئی اے گروہِ مخلو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہو گئے اور کیا ہی اچھا ہے وہ پستان جس سے یہ دودھ پئیں گے؟ پھر تمام مخلوق میں نزاع کی کیفیت پیدا ہو گئی اور ہر کوئی ایک دوسرے سے جھگڑا کرنے لگا۔ ندا آئی کہ تم اپنے جھگڑے سے باز آؤ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت انسان کا مقدر بنائی ہے چنانچہ جب تین دن گزر گئے تو ثویبہ جو ابولہب کی لونڈی تھیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار ماہ کے ہوئے تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ ذمہ داری سونپ دی گئی۔''(شواہد النبوۃ صفحہ ۵۸)

ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

''زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایک ہانڈی میں رکھ دیا گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہیں آسمان کی جانب ہیں۔ یہ دیکھ کر سب نے تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی بکر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کے لیے بھیج دیا گیا۔ جب عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تو اس کے ہاں خیر و برکت

ہوگئی۔ اس کے یہاں کسب معاش کے لیے بکریاں تھیں، اللہ عزوجل نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہوگئیں۔" (ابونعیم)

چاند کا باتیں کرنا

حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔

"مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور اس کے عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا ہوں جب میں روتا تو وہ مجھے بہلاتا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۸)

دورانِ رضاعت اور بعثت سے قبل رونما ہونے والے معجزات

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی خوش قسمتی:

صحیح روایات میں ہے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کی چند عورتوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئی اور ہمارا تعلق بنی سعد سے تھا اور ہم قحط سالی کے زمانہ میں شیر خوار بچوں کو تلاش کر رہی تھیں۔ میں اپنی گدھی پر سوار آئی تھی اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا اور ہماری ایک اونٹنی بھی تھی جو ایک قطرہ دودھ کا نہ دیتی تھی اور ہم اپنے بچے کے ساتھ تمام رات بھوک کی شدت کی وجہ سے نہیں سوتے تھے اور میرا بیٹا میرے پستانوں میں اس قدر دودھ بھی نہ پاتا تھا کہ جسے پی کر وہ چھوڑ دیتا اور پھر جب ہم مکہ مکرمہ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سامنے لایا گیا تو ہمیں پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم ہیں چنانچہ میرے ساتھ آئی تمام عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود لینے سے انکار کر دیا اور پھر میرے سوا باقی تمام عورتوں کو شرفاء و امراء کے بچے مل گئے۔ میں اپنے شوہر کے پاس آئی اور اس سے کہا۔

"میں مناسب نہیں سمجھتی کہ میں یوں خالی واپس لوٹ جاؤں اور میں اس یتیم بچے کو گود لوں گی۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں آئی اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سوف کے پارچہ میں لپیٹے ہوئے تھے جو دودھ سے زیادہ سفید تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشک کی خوشبو آتی

تھی اور آپ ﷺ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا تھا اور آپ ﷺ اپنی پشت مبارک پر آرام فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر محو ہوگئی اور میں نے آپ ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پھر میں آہستہ سے آپ ﷺ کے نزدیک آئی اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ پر رکھا اور آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور پھر اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں اور جیسے ہی آپ ﷺ نے اپنی آنکھیں کھولیں ایک نور کا ہالہ بلند ہوا جو آسمان تک بلند ہوتا چلا گیا اور اس وقت میں اس نور کو دیکھ رہی تھی۔ میں نے آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنی دائیں چھاتی دے دی اور آپ ﷺ نے جتنا چاہا اس میں سے دودھ پیا اور میری چھاتی جو خشک ہو چکی تھی اس میں دودھ اتر آیا تھا۔ پھر میں نے بائیں چھاتی آگے کی مگر آپ ﷺ نے اس سے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔

علماء کرام لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری چھاتی سے دودھ پینے سے اس وجہ سے انکار کیا تھا کہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ دوسری چھاتی کا دودھ میرے رضاعی بھائی کا ہے اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عادل بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی دونوں سیر ہو گئے تو میں نے آپ ﷺ کو ان کپڑوں میں جن میں آپ ﷺ کو لپیٹا گیا تھا ان سمیت لیا اور اپنی قیام گاہ پر واپس لوٹ آئی اور پھر میرا شوہر جب اونٹنی کے پاس گیا جو ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اس نے اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے سیر ہو کر پیا اور پھر اس شب میرے شوہر نے مجھ سے کہا۔

"اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! اللہ عزوجل کی قسم! میرا یہ عقیدہ ہے کہ تو جس مبارک ذات کو اپنے ساتھ لائی ہے یہ سب اسی کی برکت ہے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اللہ عزوجل ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے خیر و برکت میں اضافہ فرماتا رہا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۱)

دایہ کا انتخاب اللہ عزوجل نے کیا:

مدارج النبوۃ میں منقول ہے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان چند عورتوں

میں سے تھی جو قریش کے بچے لینے کے لئے مکہ مکرمہ آئی اور میرا شوہر بھی میرے ہمراہ تھا۔ ہمارے پاس ایک گدھی اور ایک اونٹنی تھی اور اس سال قحط کی وجہ سے ہمارا حال برا تھا۔ میرے پستانوں میں دودھ نہ تھا جس سے میرے بیٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سیر ہوتے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے میں رات کو سو بھی نہ پاتی تھی۔ پھر جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو مجھے آپ ﷺ دیئے گئے اور میں نے اپنی نادانی میں یہ کہا۔

"دایہ کا احسان اتارنے کے لئے بچے کے باپ کا ہونا ضروری ہے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے والد بزرگوار کا وصال ہو چکا تھا۔ اس دوران میرے ساتھ آئی تمام دائیوں نے امراء کے بچے گود لے لئے تھے اور میرے لئے کوئی دوسرا بچہ باقی نہ بچا تھا چنانچہ میں نے بغیر کسی بچے کے واپس جانے میں شرمندگی محسوس کی اور پھر میں نے آپ ﷺ کو گود لے لیا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا۔

"میں نے ندائے غیبی سنی ہے کہ اس بچے کے لئے بنی سعد کی دایہ کا انتخاب کیا گیا ہے جو آلِ ذویب سے ہے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا۔

"میرا تعلق بنی سعد سے ہے اور میرے باپ کا نام ذویب ہے اور میرا شوہر ابو ذویب ہے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مجھے اندر لے گئیں اور پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو صوف کے کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا اور آپ ﷺ سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک روشن اور نیک بختی کی علامت تھا۔ آپ ﷺ اس وقت سبز کپڑے پر آرام فرما رہے تھے میں نے اپنے پستان آپ ﷺ کے منہ پر رکھے تو آپ ﷺ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور پھر میں نے آپ ﷺ کی آنکھوں سے ایک نور بلند ہوتے دیکھا جو عرش تک گیا اور میں نے آپ ﷺ کا چہرہ چوم لیا اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی نگاہوں سے آپ ﷺ کو اوجھل کیا اور آپ ﷺ کو اٹھا لیا اور پھر اپنا دایاں پستان آپ ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ نے اسے چوسنا

شروع کر دیا اور پھر جب میں نے بایاں پستان دیا تو آپ ﷺ نے اسے نہ پیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۵ تا ۳۶، شواہد النبوۃ صفحہ ۶۱ تا ۶۲)

عادل بنا کر مبعوث فرمایا گیا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ الہام عدل و انصاف کا حکم دیا گیا تھا کہ ایک پستان آپ ﷺ کے لئے ہے جبکہ دوسرا پستان آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کے لئے ہے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۶)

گدھی نے کعبہ کو تین مرتبہ سجدہ کیا:

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور میرے شوہر نے اس خیر و برکت کو دیکھا جو حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے ہوئی تو میرے شوہر نے مجھ سے کہا۔

"تو اس کے متعلق کسی سے بیان نہ کرنا اور لوگوں سے اس راز کو چھپائے رکھنا کہیں لوگ ان سے حسد نہ کریں اس لئے جس رات یہ بچہ پیدا ہوا تھا علمائے یہود کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے تھے اور ان کو دن کا عیش گوارا نہ تھا اور نہ ہی وہ رات کو خوابِ لذت سے لطف اندوز ہونا چاہتے تھے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں مکہ مکرمہ میں تین دن مقیم رہی اور پھر جب ہم رخصت ہوئے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ہمراہ گدھی پر سوار کیا اور اس گدھی نے کعبہ کو تین سجدے کئے اور اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا پھر راستہ پر چلنے لگی اور پھر اس نے ہمارے قافلہ میں موجود تمام چوپایوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور میں اس حال پر حیران تھی اور وہ عورتیں جو پیچھے رہ گئیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا۔

"یہ تیری وہی گدھی ہے کہ جب تو ہمارے ساتھ آ رہی تھی یہ انتہائی لاغر تھی اور اب یہ تجھے لے کر بھاگتی ہے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! یہ وہی گدھی ہے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۲ تا ۶۳)

سبز لباس میں ملبوس مردانِ غیب:

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہمراہ لائی اور ہم نے مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کیا تو تیسری شب میں نے دیکھا کہ ایک شخص جو سبز لباس میں ملبوس ہے اور اس کی پیشانی نور سے چمک رہی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے بیٹھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دے رہا ہے۔ میں نے اپنے شوہر کو اس واقعہ کے متعلق بتایا تو میرے شوہر نے کہا۔

"اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! اس راز سے میں آگاہ نہیں مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ ہم سے زیادہ خوش نصیب اور کوئی نہ ہوگا اور ہم اپنی اسی خوش قسمتی کے ساتھ اپنے قبیلہ میں واپس لوٹیں گے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۲)

مویشیوں کے دودھ میں برکت:

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"جب ہم سفر کی منازل طے کرتے ہوئے اپنے قبیلے میں پہنچے تو دیگر قبیلہ والوں کی نسبت ہماری چراگاہیں سرسبز ہو چکی تھیں اور اللہ عزوجل نے ہمارے مویشیوں میں ایسی برکت عطا فرما دی کہ ان کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے اور ہم ان کا دودھ دوہتے تھے اور نوش فرماتے تھے جبکہ پہلے ایسا نہ تھا اور ان کے تھن دودھ سے خالی تھے۔ قبیلہ کے دیگر افراد کہتے جہاں بنت ذویب اپنے جانور چراتی ہیں وہاں اپنے جانور چرائیں اور پھر ان کے جانور یوں واپس لوٹتے کہ ان کے جانور بھوکے ہوتے تھے اور ان کے تھن میں دودھ نہ ہوتا تھا جبکہ میرے مویشیوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے تھے۔" (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۶۲)

بنی سعد کی قحط سالی کا خاتمہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد بنی سعد میں بھی خیر و برکت کا نزول ہوا اور حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مویشیوں میں بھی اضافہ ہوا اور بنی سعد کی زمینیں جو قحط کی وجہ سے خشک ہو چکی تھیں پھر سے سرسبز ہو گئیں۔ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں آپ ﷺ کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوئی تو بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو آپ ﷺ کی مشک کی خوشبو سے نہ مہکا ہو اور آپ ﷺ کی محبت و الفت سب کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔ اگر بنی سعد میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ کا دست مبارک اس بیمار کو پھیرا جاتا اور وہ تندرست ہو جاتا تھا حتیٰ کہ مویشیوں کی بیماری بھی جاتی رہی۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۶۳)

بادل کا سایہ کرنا:

ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کبھی بھی حضور نبی کریم ﷺ کو تنہا نہ چھوڑتی تھیں اور ہر وقت آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیما ہوتی تھیں۔

منقول ہے ایک مرتبہ آپ ﷺ سورج کے زوال کے وقت اپنی رضاعی بہن شیما کے ہمراہ جانوروں کے باڑے کی جانب چلے گئے۔ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کو تلاش کرتی ہوئیں اس باڑے میں آئیں اور شیما سے کہا۔

"تم اس قدر گرمی میں محمد ﷺ کو یہاں کیوں لے آئی ہو؟"

شیما نے کہا۔

"ماں پریشان ہونے کی بات نہیں میں نے ایک ابر کو دیکھا ہے جو آپ ﷺ پر سایہ فگن رہتا ہے اور آپ ﷺ جہاں جاتے ہیں وہ آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتا ہے اور آپ ﷺ پر ہر وقت سایہ کئے رہتا ہے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۴ تا ۶۵)

بڑھوتری کا عمل انتہائی تیز رفتاری سے ہوا:

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ماہ کے ہوئے تھے تو سرین کے بل چلنے لگے اور پھر جب پانچ ماہ کے ہوئے تو پاؤں کے بل چلنے لگے اور جب چھ ماہ کے ہوئے تو تیز تیز قدم اٹھاتے تھے اور جب سات ماہ کے ہوئے تو جہاں چاہتے چلے جاتے تھے اور جب آٹھ ماہ کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سمجھ میں آتی تھی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو ماہ کے ہوئے تو انتہائی فصیح زبان میں کلام کیا کرتے تھے اور جب دس ماہ کے ہوئے تو تیر اندازی کیا کرتے تھے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷، شواہد النبوۃ صفحہ ۶۳)

اللہ عزوجل کی تسبیح بیان فرمانا:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے یہ کلام کیا۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرًا سبحان اللہ بکرۃً واصیلاً

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دورانِ رضاعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کبھی تنگ نہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز بستر پر پیشاب نہ کرتے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر دھونا پڑتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب و روز اپنے مقررہ وقت پر پیشاب کیا کرتے تھے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۳)

شقِ صدر کا واقعہ

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بکریاں چرانے کے لئے چراگاہ کی جانب گئے اور پھر کچھ دیر بعد حمزہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے۔

"اماں جان! اب آپ رضی اللہ عنہا میرے رضاعی بھائی کی جانب سے فکر میں مبتلا ہوں کہ ان کا ملنا دشوار ہو گیا۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے پوچھا۔

''انہیں کیا ہوا؟''

حمزہ رضی اللہ عنہ بولے۔

''ہم چراگاہ کی جانب گئے اور پھر ایک شخص آیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر پہاڑ کی جانب چلا گیا۔''

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں یہ سن کر گھبرا گئی اور ابوذویب کے ہمراہ اس جگہ پہنچی اور پھر میں نے وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ آسمان کی جانب بلند تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بوسہ لیا اور پوچھا۔

''وہ کون تھا جو تمہاری جان کے درپے تھا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''جب میں اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا تو تین آدمی آئے اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لوٹا تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں چاندی کی طشتری تھی جس پر سفید برف کی مانند کوئی شے تھی اور پھر وہ مجھے پہاڑ پر لے گئے اور انہوں نے میرا سینہ ناف تک چاک کیا اور مجھے اس سے کچھ تکلیف نہ ہوئی اور پھر انہوں نے میرا قلب نکالا اور اسے چیر کر اس سے سیاہ خون باہر نکالا اور کہا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اندر سے خراب مادہ باہر نکال دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شیطان کے وسوسہ سے محفوظ ہو گئے اور پھر انہوں نے میرا دل واپس اسی جگہ پر رکھ دیا اور اس پر نور کی مہر لگا دی اور مجھے اس مہر کی سردی کا احساس ابھی بھی پٹھوں میں ہوتا ہے۔ پھر تیسرا شخص آیا اور اس نے پہلے دونوں سے کہا تم نے اپنا کام کر لیا اب تم واپس چلے جاؤ۔ پھر اس تیسرے شخص نے میرے سینہ کے شگاف پر اپنا ہاتھ رکھا اور اس سے میرا زخم ٹھیک ہو گیا اور پھر ان میں سے دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں دس افراد کو بلند مرتبہ ملے گا۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ

لوں گا۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت کے سو افراد کو بلند مرتبہ عطا ہو گا۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ لوں گا۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت کے ایک ہزار افراد کو بلند مرتبہ عطا کیا جائے گا۔ میں نے کہا میں مزید لوں گا۔ وہ بولا آپ ﷺ اسے چھوڑ دیں کہ آپ ﷺ فرماتے جائیں گے اور آپ ﷺ کی تمام امت کو نوازا جائے گا۔ پھر ایک شخص نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بٹھا دیا اور پھر ان تینوں نے میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا اے حبیب خدا ﷺ! آپ ﷺ خوفزدہ نہ ہوں اور آپ ﷺ کو علم ہو گا کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو بے شمار سعادتوں اور کرامتوں سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی بصیرت ہر روز بڑھتی جائے گی اور پھر وہ آسمان کی جانب پرواز کر گئے اور آسمان کی بلندیوں پر غائب ہو گئے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸ تا ۳۹، شواہد النبوۃ صفحہ ۶۵ تا ۶۶، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷)

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جب ان احوال کا مشاہدہ کیا تو میں نے اس کا ذکر کسی آدمی سے کیا اور اس نے مجھ سے کہا انہیں کسی کاہن کے پاس لے جانا چاہئے کہ ہو سکتا ہے ان پر کسی جن کا سایہ ہو۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی اور اس نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو سینہ سے لگایا اور کہنے لگا۔

"اے اہل عرب! جو بلا تم پر نازل ہونے والی ہے اس کا وقت قریب آن پہنچا ہے اور تم اسے دور کرو اور اس بچے کو مار دو اور اگر تم اسے چھوڑ دو گے اور یہ جوان ہو گیا تو پھر یہ تمہارے دین کو نیست و نابود کر دے گا اور ایسے دین کی تبلیغ کرے گا جو نہ دیکھنے میں آیا اور نہ سننے میں آیا۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس کاہن کی باتیں سنیں تو حضور نبی کریم ﷺ کو کھینچ کر اپنے پاس کر لیا اور اس سے کہا۔

"تم شاید دیوانے ہو اور تمہیں خود کسی کاہن کے پاس جانا چاہئے جو تمہیں تعویذ دے

اور اگر مجھے علم ہوتا تم ایسی بکواس کرو گے تو میں ہر گز یہاں نہ آتی اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو تمہارے حوالے نہ کرتی کہ تم اسے قتل کرتے اور اللہ کرے تیرے گھر بیٹا پیدا ہو جو تجھے قتل کرے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ کہہ کر میں واپس لوٹ آئی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۶۶، خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

ہبل بت سرنگوں ہو گیا

روایات میں آتا ہے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کا دودھ چھڑایا تو آپ ﷺ کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائیں۔ جب وہ آپ ﷺ کو حرم کعبہ میں حطیم کے پاس لے کر گئیں تو حطیم کے نزدیک انہیں آواز سنائی دی۔

"اے حطیم! تو خوش نصیب ہے کہ تجھ پر یہ فضل ہوا۔"

اس سے قبل حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے شق صدر یعنی حضور نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک کو چیرے جانے کا واقعہ دیکھ رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ کی بہت فکر رہتی تھی اس لئے ہر وقت حفاظت کے لئے خود موجود رہتی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے یہ آواز سنی تو نہایت حیرانگی کا اظہار کیا اور اس آواز کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو حطیم کے پاس زمین پر لٹا دیا تھا۔ ہر جانب سے آوازیں آ رہی تھیں اور آواز دینے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا حیران و پریشان جب واپس لوٹیں تو حضور نبی کریم ﷺ اس جگہ موجود نہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو موجود نہ پا کر آپ رضی اللہ عنہا شدتِ غم سے نڈھال ہو گئیں اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اہل مکہ سے دریافت کیا۔

"کیا تم نے محمد (ﷺ) کو دیکھا ہے؟"

اہل مکہ کہنے لگے۔

"ہمیں کچھ علم نہیں اور نہ ہی ہم جانتے ہیں کہ یہاں کوئی بچہ موجود تھا۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا شدتِ غم سے آنسو بہانے لگیں۔ پھر ایک بوڑھا عربی لاٹھی ٹیکتا

ہوا آیا اور اس نے رونے کی وجہ دریافت کی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے بتایا۔

''میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دایہ ہوں اور اب انہیں ان کے دادا کو واپس لوٹانے آئی تھی کہ مجھے حطیم میں عجیب وغریب آوازیں سنائی دیں۔ میں نے انہیں یہیں چھوڑا اور ان آوازوں کی تلاش میں نکل پڑی۔ جب واپس آئی تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہاں موجود نہ تھے۔ میں پریشان ہوں کہ وہ کہاں گم ہو گئے؟ اب میرے اعتماد کو بھی نقصان پہنچے گا اور لوگ مجھے اپنا بچہ نہیں دیں گے۔''

بوڑھے نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو میں تمہیں اس جگہ لے جاتا ہوں جہاں سے تمہیں بچے کے متعلق علم ہو جائے گا۔''

پھر وہ بوڑھا حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو مشہور بت ہبل کے سامنے لے گیا اور کہنے لگا۔

''ہم اپنے گمشدہ کے متعلق یہیں سے دریافت کرتے ہیں۔''

پھر اس بوڑھے نے بت کو سجدہ کیا اور کہا۔

''اے عرب کے خدا! ہم تیری بدولت ہلاکتوں سے محفوظ رہے اور تیری عنایات بے شمار ہیں، تیرا حق ادا کرنا ممکن نہیں اور یہ عورت اپنے گمشدہ بچے کے متعلق جاننا چاہتی ہے کہ وہ کدھر ہے اور اس بچے کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔''

جیسے ہی اس بوڑھے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا بت اوندھے منہ گر پڑا اور کہنے لگا۔

''تم اس بچے کو کیوں تلاش کرتے ہو؟ یہ بچہ وہ ہے جس کی وجہ سے ہم رسوا ہوں گے۔ اس بچے کے ظہور کے ساتھ ہی ہمارا نام ومقام ختم ہو گیا اور تم یہاں سے چلے جاؤ اور اگر کوئی اژدھے کی دم کو مسلے تو یہ خطرے کی بات ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کے ساتھ ہی ہمارا عروج زوال پذیر ہو گیا۔ اس بوڑھے نے جب بت کی باتیں سنیں تو گھبرا کر اپنی لاٹھی پھینک دی اور اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔''

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جب بت کی باتیں سنیں تو کہنے لگیں۔

''میں اس وقت اگرچہ مصیبت میں مبتلا ہوں مگر میں حیران ہوں کہ مجھ سے ہوائیں باتیں کرتی تھیں، پتھر مجھے ادب سکھاتے تھے اور کبھی محمد (ﷺ) کو غیبی لوگ اٹھا کر لے جاتے تھے، میں کس سے فریاد کروں اور اپنی پریشانی کس سے بیان کروں؟ میں ان واقعات کو جو میرے ساتھ پیش آئے انہیں راز رکھنا چاہتی ہوں اور بس یہی چاہتی ہوں کہ محمد (ﷺ) مل جائیں اور اس کے علاوہ مجھے کوئی حاجت نہیں۔''

بوڑھے نے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔

''فکرمند نہ ہو وہ بچہ گم نہیں ہوا بلکہ ایک عالم اس کی عظمت میں گم ہو جائے گا۔ تو نے دیکھا نہیں کہ ہمارے اس عظیم بت نے بھی اس بچے کے آگے سر جھکا دیا اور میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ عجیب و غریب بات کبھی نہیں دیکھی۔ جب بت ان کے آگے سرنگوں ہیں تو پھر ان کے پوجنے والوں کا کیا حال ہو گا؟ اور جو ان کی رسالت کا اقرار نہیں کرے گا اس کا انجام بخیر نہ ہو گا۔''

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے اس شور و غل کو سن کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آ گئے اور کچھ ہی دیر میں سارا معاملہ ان کی سمجھ میں آ گیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی شدتِ غم سے نڈھال ہو گئے اور کعبہ کے دروازہ پر آ کر کہا۔

''مجھ میں ایسی کوئی خوبی موجود نہیں کہ تیرا راز جان سکوں مگر میں نے محمد (ﷺ) کے چہرہ پر تیرے کرم کے آثار دیکھتے ہیں اور اگرچہ وہ ہم میں سے ہی ہے مگر ایسے آثار کبھی ہم میں بھی پیدا نہیں ہوئے۔ ان کو جو فضیلت بچپن میں ملی ہے وہ کسی کو سو سال کی عبادت کے بعد بھی نہیں ملتی۔ میں ان کی سفارش پیش کرتا ہوں اور انہی کے صدقہ یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے ان کے حالات سے آگاہ کیا جائے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جب کعبہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو انہیں

ندا سنائی دی۔

"غمزدہ نہ ہوں وہ فلاں درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں۔"

جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس جگہ پہنچے تو اس درخت کے نیچے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آرام کرتے دیکھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۶۶ تا ۶۸)

نجران کے پادری نے نبوت کی گواہی دی

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے گھر میں نجران کے پادری جو آپ رضی اللہ عنہ کا دوست تھا کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ دورانِ گفتگو نجران کے پادری نے کہا۔

"ہماری آسمانی کتب میں بیان ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آخری نبی ہوگا اور اس کی صفات بھی ہماری کتب میں بیان ہوئی ہیں اور ان کا زمانہ یہی ہے۔"

ابھی وہ یہ گفتگو کر رہا تھا کہ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ اس نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بغور دیکھا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"یہی وہ نبی ہیں جن کا ذکر میں کر رہا تھا اور یہ کس کے بیٹے ہیں؟"

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ میرے بیٹے کا بیٹا ہے اور یہ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد وصال فرما گئے تھے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۷۲)

حافظہ بے مثل تھا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال مقام ابواء پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک سات برس تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ گئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک پانچ برس تھی اور ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک نو برس تھی۔ مدینہ منورہ کے اس سفر میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے ننھیالی رشتہ دار رہتے تھے۔ آپ ﷺ ایک ماہ تک مدینہ منورہ میں اپنے ماموں کے ہاں مقیم رہے اور آپ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو ان واقعات کا ذکر فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور اس دوران رونما ہوئے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد اس مکان کو دیکھا جہاں آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مقیم ہوئے تھے تو فرمایا۔

"میں اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ اس مکان میں مقیم تھا اور میں نے بنی عدی بن النجار کے کنوئیں پر تیرنا سیکھا تھا اور وہاں ایک یہودی قبیلہ آتا تھا۔ ایک دن ایک یہودی مجھے بغور دیکھنے لگا اور پوچھا آپ ﷺ کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا احمد ﷺ۔ اس نے میری پیٹھ کو دیکھا اور پھر میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ یہ اس امت کے نبی ہیں۔" (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۷۵، شواہد النبوۃ صفحہ ۶۹)

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جن دنوں ہم مدینہ منورہ میں مقیم تھے ایک دن دوپہر کے وقت دو یہودی آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا احمد ﷺ کو باہر لائیے۔ میں آپ ﷺ کو باہر لائی اور وہ تیز نگاہوں سے آپ ﷺ کو دیکھتے تھے اور پھر انہوں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے سے بات کرنے لگے کہ یہی اُمت کے نبی ہیں اور یہ شہر ان کا دارِ ہجرت ہوگا اور اس شہر میں بہت قتل و غارت ہوگا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۷۵، شواہد النبوۃ صفحہ ۶۹)

والدہ کو زندہ کرنا

طبرانی نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"حضور نبی کریم ﷺ مقام حجون میں اس حال میں اترے کہ آپ ﷺ نہایت غمگین تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے جب تک چاہا آپ ﷺ وہاں مقیم رہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ وہاں سے لوٹے تو بے حد خوش و خرم تھے۔ آپ ﷺ نے

یوں خوش ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا اور اللہ عزوجل نے میری والدہ کو میرے لئے زندہ کر دیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں اور پھر اللہ عزوجل نے انہیں پھر دوبارہ موت دے دی۔'' (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۷۸)

بچپن سے ہی سرداری کے آثار نمایاں تھے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

''حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لئے کعبہ کے سایہ میں ایک فرش بنایا گیا تھا جہاں آپ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوتے تھے اور وہاں ایک آدمی تعینات تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ بچپن میں اس فرش پر آ کر بیٹھتے تو آپ ﷺ کے چچا اس کی اجازت نہ دیتے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے کہ میرے بچے کو بلاؤ اور اللہ عزوجل کی قسم! اس کی شان بلند ہے اور مجھے یوں دکھائی دیتا ہے کہ عنقریب وہ تمہارا سردار ہوگا اور اس کی پیشانی پر ایک نور ہے جو کسی سردار کی پیشانی کے سوا نہیں ہو سکتا۔'' (شواہد النبوۃ صفحہ ۷۳)

لعابِ دہن سے آنکھوں کا مرض جاتا رہا

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ والدہ کے وصال کے بعد اپنے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ پرورش پانے لگے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ آنکھوں کے کسی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کسی نے بتایا عکاظ کے نزدیک ایک تجربہ کار راہب رہتا ہے اگر اس سے علاج دریافت کیا جائے تو مرض سے شفایابی ملے گی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو گود میں اٹھایا اور عکاظ کے نزدیک رہائش پذیر اس راہب کے پاس پہنچے۔ وہ راہب ایک برس سے اپنے گھر میں بند تھا اور عبادت میں مشغول تھا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس راہب کے گھر کے دروازے پر کھڑے تھے کہ اچانک وہ راہب انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں باہر نکلا اور اِدھر اُدھر

دیکھنے لگا۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو دیکھ کر پوچھنے لگا یہ کس کے فرزند ہیں؟ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میرے بیٹے کے بیٹے ہیں اور آنکھوں کے مرض میں مبتلا ہیں اور میں یہاں اس کے علاج کے لئے آیا ہوں۔ راہب نے کہا آپ اسے لائیں جو خود معالج ہے اور آپ اس بچے کے مقام و مرتبہ سے آگاہ نہیں اور ان کے لعاب میں شفاء ہے آپ ان کا لعاب انہی کو لگائیں ان کا مرض جاتا رہے گا۔ یہ وہ مبارک ہستی ہیں جن کا انقلاب مشرق و مغرب تک پھیلے گا اور دین و دنیا کی تمام سعادتیں ان کے قدموں کی خاک میں لوٹنے والوں کی قدموں میں لوٹیں گی۔ جب یہ اس دنیا میں تشریف لائے میں عبادت میں مشغول تھا اور پھر میرا مکان یوں لرز اٹھا جیسے زلزلہ آیا ہو اور یہ اس فرزند کی بزرگی کا ایک ادنیٰ اظہار تھا۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور اس راہب کے بیان کے مطابق آپ ﷺ کو آپ ﷺ کا لعابِ دہن لگایا جس کے بعد آپ ﷺ کی آنکھوں کا مرض جاتا رہا۔

کاشانہ ابوطالب میں خیر و برکت

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی تمام ذمہ داری جناب ابوطالب کے کندھوں پر آن پڑی جنہوں نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھایا۔ جناب ابوطالب کو آپ ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ جناب ابوطالب چونکہ تنگدست تھے اور جناب ابوطالب کے اہل و عیال آپ ﷺ کی آمد سے قبل سیر ہو کر نہ کھاتے تھے مگر جب سے آپ ﷺ ان کے دستر خوان پر شریک ہوتے ان کے دستر خوان پر اللہ عزوجل کا فضل خوب ہوا اور تمام اہل و عیال خوب سیر ہو کر کھاتے تھے۔ اگر گھر میں کسی نے دودھ پینا ہوتا تو پہلے آپ ﷺ کو دودھ پلایا جاتا اور پھر گھر والے وہ دودھ نوش فرماتے اور دودھ میں اتنی برکت ہوتی کہ تمام گھر والے سیر ہو کر نوش فرماتے تھے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

سرمگیں آنکھیں اور عنبریں گیسو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

”جناب ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سوکر

اٹھتے اور حضور نبی کریم ﷺ صاف اور ستھرے بیدار ہوتے تھے۔ جناب ابو طالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ، جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر آپ ﷺ پر وقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ جناب ابو طالب نے یہ صورت حال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ ﷺ کا انتظام کر دیا۔" (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷، شواہد النبوۃ صفحہ ۴۷)

بحیرہ راہب کی گواہی

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو جناب ابو طالب نے شام کی جانب تجارت کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چچا سے کہا۔

"آپ مجھے یہاں کس کے بھروسہ چھوڑ کر جا رہے ہیں اور میرے والدین کے وصال کے بعد آپ میرے نگران ہیں۔"

جناب ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ میں آپ ﷺ کو اپنے ساتھ اس سفر میں لے کر جاؤں گا۔ اس دوران جناب ابو طالب کے دوسرے بھائی بہن آ گئے اور انہوں نے کہا۔

"یہ ابھی کم سن ہیں اور ان کے لئے اتنا طویل سفر مناسب نہیں ہے۔"

جناب ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا مگر پھر جب آپ ﷺ کو تنہائی میں آنسو بہاتے دیکھا تو رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ خاموش رہے جس پر جناب ابو طالب نے سوچا کہ یہ مجھ سے جدائی کے غم کی وجہ سے رو رہے ہیں چنانچہ انہوں نے پھر قسم کھائی کہ اب میں اپنے بھتیجے کو ہرگز تنہا نہ چھوڑوں گا اور پھر وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ ملک شام لے گئے اور آپ ﷺ نقیب مال تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا جناب ابو طالب کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ملک شام کے ایک قصبہ "بصریٰ" پہنچے اور وہاں بحیرہ نامی ایک راہب رہتا تھا جو علم و فضل میں ممتاز تھا اور ادھر سے گزرنے والے قافلے اکثر اس کے پاس قیام کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کا قافلہ اس جگہ پہنچا تو بحیرہ راہب

نے ایک بادل کو آپ ﷺ پر سایہ فگن تھا۔ آپ ﷺ جس جانب جاتے وہ بادل آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہتا تھا اور آپ ﷺ جس درخت کے نیچے رکتے اس درخت کی شاخیں آپ ﷺ پر جھک کر سایہ کر دیتی تھیں۔ بحیرہ راہب نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے اہل قافلہ کو دعوتِ طعام دی۔ جب اہل قافلہ اس دعوت میں شرکت کے لئے گئے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ نہ گئے۔ بحیرہ نے جب آپ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو حارث بن عبدالمطلب نے کہا۔

”یہ بات احسان و مروت کے خلاف ہے کہ ہم خود تو دعوت اڑائیں جبکہ ہمارا بھتیجا محمد (ﷺ) وہیں بیٹھا رہے۔“

بحیرہ راہب نے جب حارث کی زبانی حضور نبی کریم ﷺ کا نام سنا تو اس نے حارث سے کہا انہیں بلا کر لائیے۔ حارث انہیں بلانے گئے اور بحیرہ راہب کھڑکی سے دیکھتا رہا۔ جب حارث نے آپ ﷺ کو بلایا اور آپ ﷺ درخت کی اوٹ سے نکلے تو بادل نے پھر آپ ﷺ پر سایہ کر لیا۔ جب آپ ﷺ بحیرہ راہب کے پاس پہنچے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو گیا اور تیز نگاہوں سے آپ ﷺ کو دیکھنے لگا اور ان علامات کا مشاہدہ کرنے لگا جو وہ کتبِ سابقہ میں پڑھ چکا تھا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو کر جانے لگے تو بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کو روک لیا اور کہا۔

”تمہیں لات و عزیٰ کی قسم! میں جو کچھ پوچھوں مجھے وہ سچ بتانا اور بحیرہ راہب نے لات و عزیٰ کی قسم قریش کی تقلید میں کھائی تھی۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”تم مجھے لات و عزیٰ کی قسم نہ دو اور میرے لئے ان سے بڑھ کر کوئی چیز غضب والی نہیں۔“

بحیرہ راہب بولا۔

”میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں اور میں جو کچھ پوچھوں گا تم سچ بتاؤ گے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”تم جو چاہتے ہو وہ پوچھو۔“

بحیرہ راہب نے حضور نبی کریم ﷺ سے کئی نشانیوں اور علامات اور اپنے گزشتہ خوابوں کے متعلق دریافت کیا اور آپ ﷺ نے اسے شافی جواب دیا۔ بحیرہ راہب بولا۔

"میں نے جو علامات اور نشانیاں کتب سابقہ میں آپ ﷺ کے متعلق پڑھی تھیں ان کی تصدیق ہوگئی۔"

پھر بحیرہ راہب نے حضور نبی کریم ﷺ کی مہرِ نبوت دیکھنا چاہی مگر آپ ﷺ نے اپنی پشت سے کپڑا نہ ہٹایا۔ پھر جناب ابوطالب نے اصرار کیا تو بحیرہ راہب نے مہرِ نبوت کو دیکھا اور اس نے وہ تمام صفات پائیں جن کا مطالعہ وہ کتب سابقہ میں کر چکا تھا۔ بحیرہ راہب نے جناب ابوطالب سے پوچھا۔

"یہ تمہارے کیا لگتے ہیں؟"

جناب ابوطالب نے کہا۔

"یہ میرا بیٹا ہے۔"

بحیرہ راہب بولا۔

"یہ آپ کا بیٹا نہیں ہو سکتا اور کتب سابقہ میں منقول ہے کہ ان کے والدین وصال فرما چکے ہوں گے۔"

جناب ابوطالب نے کہا۔

"یہ میرے بھتیجے ہیں۔"

بحیرہ راہب بولا۔

"آپ درست کہتے ہیں اور کیا ان کی آنکھوں کی سرخی کبھی دور ہوئی یا نہیں؟"

جناب ابوطالب نے کہا۔

"نہیں۔"

بحیرہ راہب بولا۔

"یہ بھی درست ہے۔"

اور پھر بحیرہ راہب نے جناب ابوطالب سے کہا۔

''یہ اس امت کے پیغمبر ہیں اور آپ انہیں جلد واپس لے جائیں اور یہودیوں سے ان کی حفاظت کریں کیونکہ جس بات کو میں جانتا ہوں اگر انہیں علم ہو گیا تو وہ انہیں نقصان پہنچائیں گے۔''

چنانچہ جناب ابوطالب نے اپنا سامانِ تجارت وہیں اونے پونے داموں فروخت کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔(شواہد النبوۃ صفحہ ۴۷ تا ۷۶)

مشرم بن وعیب کی پیشگوئی

منقول ہے یمن میں ایک عابد جس کا نام مشرم بن وعیب تھا رہتا تھا اور یہ عابد اپنی عبادت کی بناء پر شہرت رکھتا تھا۔ اس عابد کی عمر ۱۹۰ برس تھی اور وہ اکثر بارگاہِ خداوندی میں یہ دعا کرتا تھا۔

''اے اللہ! اپنے حرم سے کسی متقی شخص کو میرے پاس بھیج کہ میں اس کی زیارت کروں۔''

اللہ عزوجل نے اس عابد کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمائی اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب بغرضِ تجارت یمن پہنچے۔ جناب ابوطالب کی اس عابد سے ملاقات ہوئی تو وہ عابد آپ کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اس عابد نے جناب ابوطالب سے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا کہ میں حرم پاک سے آیا ہوں۔ اس عابد نے پوچھا آپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا میں قریش سے تعلق رکھتا ہوں اور قریش کی شاخ بنی ہاشم سے ہوں۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب اس عابد نے جناب ابوطالب کی بات سنی تو اپنی نشست سے اٹھا اور آپ کے ہاتھ چوم لئے اور کہا اللہ عزوجل نے میری دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور مجھے حرم پاک کے خادم سے ملا دیا۔ پھر اس عابد نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ جناب ابوطالب نے کہا میرا نام ابوطالب ہے۔ اس عابد نے کہا آپ کے باپ کا نام کیا ہے؟ جناب ابوطالب نے کہا میرے باپ کا نام عبدالمطلب ہے۔

اس عابد نے جب جناب عبدالمطلب کا نام سنا تو کہنے لگا۔

"میں نے الہامی کتب میں پڑھا ہے کہ جناب عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے اور ان کا ایک پوتا رسولِ وقت ہو گا جس کے باپ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوں گے اور ان کا دوسرا پوتا ولی اللہ ہو گا اور اس کے باپ کا نام ابوطالب ہو گا۔ جب اس رسول کی ظاہری عمر تیس برس ہو گی تو اس وقت اس ولی کی پیدائش ہو گی۔"

پھر اس عابد نے جناب ابوطالب سے پوچھا کیا رسولِ وقت کا ظہور ہو چکا ہے؟ جناب ابوطالب نے کہا۔

"مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں البتہ میرے بھائی عبداللہ (رضی اللہ عنہ) جو وصال فرما چکے ہیں ان کا ایک فرزند ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور اس وقت وہ ۲۹ برس کا ہے۔"

اس عابد نے جب جناب ابوطالب کی بات سنی تو کہا۔

"آپ جب واپس لوٹیں تو انہیں میرا سلام کہئے اور ان سے کہئے گا کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں اور پھر جب رسولِ وقت اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمائیں گے تو اس وقت آپ کے بیٹے کی ولایت کا ظہور ہو گا۔"

جناب ابوطالب نے کہا میں تمہاری باتوں کو درست کیسے جان سکتا ہوں جبکہ میں تمہیں نہیں جانتا؟ اس عابد نے کہا میں آپ کے لئے کیا کروں جس سے آپ کو علم ہو کہ میری بات سچ ہے؟ جناب ابوطالب نے اردگرد نگاہ دوڑائی تو انہیں ایک خشک درخت دکھائی دیا۔ جناب ابوطالب نے اس درخت کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ مجھے اس خشک درخت سے تازہ انار چاہئیں؟ اس عابد نے بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کی۔

"الٰہی! میں نے تیرے رسول اور تیرے ولی کی منقبت بیان کی ہے تو مجھے اپنے رسول اور ولی کے صدقہ سے تازہ انار عطا فرما دے۔"

اس عابد نے جیسے ہی یہ دعا مانگی وہ خشک درخت اسی وقت ہرا بھرا ہو گیا اور پھر اس عابد نے

ہاتھ بڑھا کر اس سے تازہ انار اتارے اور جناب ابوطالب کو دے دیئے۔(نور الابصار صفحہ ۷۶)

قبیلہ ازد کے عالم کی پیشگوئی

تاریخ ابن عساکر میں منقول ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے گئے۔ ملک یمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات قبیلہ ازد کے ایک عمر رسیدہ عالم دین سے ہوئی جو کہ تمام آسمانی کتابوں کا عالم تھا۔ اس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دریافت کیا۔

"کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ہاں! میں اہل حرم میں سے ہوں۔"

اس عالم نے پوچھا۔

"کیا تم قریشی ہو؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ہاں میں قریشی ہوں۔"

اس عالم نے پوچھا۔

"کیا تم تیمی ہو؟ یعنی بنو تیم سے تمہارا تعلق ہے؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ہاں! میں تیمی ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان (رضی اللہ عنہما) ہے۔"

اس عالم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"تم ایک نبی کے ساتھی بنو گے جو عنقریب مبعوث ہونے والا ہے۔"

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب ملک شام اور ملک یمن کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہ کو سفر کی کامیابی کی مبارک باد دینے کے لئے سرداران قریش کا ایک وفد آیا اور کامیاب تجارتی سفر کی مبارک باد دی اور کہنے لگے۔

"تمہارے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے

آباؤ اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے تم آؤ اور تمام معاملہ اپنے ہاتھ میں لو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے باہر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"اے ابوالقاسم ﷺ! آپ کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے آپ لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں اور نبی برحق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میرے پروردگار نے مجھے ایک خاص مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی تلقین کروں انہیں برے کاموں سے روکوں اور ان تک اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاؤں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں تو کہا۔

"بلاشبہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اور آپ ہی اس منصب اعلیٰ کے اہل ہیں۔ آپ امانت دار ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ آپ اچھے کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اچھے کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ میں آپ کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۳۰۹)

راہب نسطورا کی گواہی

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس ہو چکی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب حضور نبی کریم

ﷺ کے متعلق علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلایا اور دورانِ گفتگو کہا۔

''آپ ﷺ میرا سامان تجارت کی غرض سے لے کر ملک شام جائیں۔ میں اپنا مال لے جانے کا جو معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں آپ ﷺ کی امانت اور دیانت کی بدولت اس سے دوگنا معاوضہ دوں گی۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیشکش کو قبول کر لیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سامانِ تجارت کے ساتھ اپنے ایک خاص غلام ''میسرہ'' کو بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ملک شام روانہ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ سامانِ تجارت لے کر ملک شام روانہ ہوئے تو اس سفر میں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا۔ جب آپ ﷺ سامانِ تجارت لے کر ملک شام کے مشہور بازار بصری پہنچے تو وہاں ایک راہب نسطورا سے ملاقات ہوئی۔ نسطورا جو کہ میسرہ کو جانتا تھا اس نے میسرہ سے دریافت کیا۔

''یہ تمہارے ساتھ آنے والے کون ہیں؟''

روایات میں آتا ہے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔

میسرہ نے کہا۔

''ان کا نام محمد (ﷺ) ہے اور یہ صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہیں ان کا تعلق قریش کے مشہور قبیلے بنو ہاشم سے ہے۔''

نسطورا نے جب میسرہ کی باتیں سنیں تو کہنے لگا۔

''اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں آیا، مجھے یقین ہے یہ آخری نبی ہیں اور آخری نبی کی جو نشانیاں میں نے تورات اور انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب مجھے ان میں نظر آ رہی ہیں، کاش میں اس وقت زندہ ہوں جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے۔ میں ان کی مدد کروں اور اپنی تمام زندگی ان کی خدمت میں بسر

کروں۔

اے میسرہ! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تم ان سے جدا ہونا اور ان کی خدمت کرنا کیونکہ یہ آخری نبی ہیں۔“

روایات میں آتا ہے کہ سفر شام کے دوران خرید و فروخت کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کا ایک شخص سے اختلاف پیدا ہو گیا اس شخص نے کہا۔

”اگر آپ ﷺ سچے ہیں تو لات و عزیٰ کی قسم کھائیے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”میں لات و عزیٰ کی قسم ہرگز نہ کھاؤں گا اور ان سے بڑھ کر میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔“

اس نے کہا۔

”کیا آپ ﷺ کا تعلق حرم سے ہے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”ہاں! میرا تعلق حرم سے ہے۔“

اس شخص نے تنہائی میں میسرہ سے کہا یہ تمہارے ساتھ جو شخص ہیں یہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور میسرہ کو نسطورا سے بھی معلوم ہو چکا تھا چنانچہ میسرہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

میسرہ نے دورانِ تجارت دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ سامانِ تجارت کو فروخت کرتے وقت لات و عزیٰ کی قسمیں نہ کھاتے تھے جبکہ دیگر تاجروں کی یہ عادت تھی کہ وہ مال کی اہمیت بڑھانے کے لئے لات و عزیٰ کی قسمیں کھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نیک عادات اور سچ بولنے کی عادت کی وجہ سے بصریٰ کے لوگ آپ ﷺ کے اخلاق و اوصافِ حمیدہ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ اگرچہ سالارِ قافلہ تھے مگر قافلے کے دیگر لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کا رویہ انتہائی نرم اور مشفق تھا اور وہ سب آپ ﷺ کی تعریف کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا قافلہ شام میں سامانِ تجارت کی خرید و فروخت کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹا تو قافلے نے مرالظہران کے نزدیک قیام کیا اور اس قافلے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میسرہ سے کہا۔

"تم کسی کو خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیجو تاکہ وہ انہیں قافلے کے آنے کی اطلاع دے۔"

میسرہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دینے کی غرض سے روانہ کرنا چاہا تو ابوجہل نے میسرہ سے کہا۔

"یہ ابھی بچے ہیں اور اگر تم گئے تو ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں راستہ بھول جائیں؟"

میسرہ نے کہا۔

"وہ تمہیں بچے دکھائی دیتے ہیں مگر وہ عقل میں پختہ ہیں۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ قافلے سے جدا ہو کر ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ایک خط دیا اور آپ ﷺ قافلے کی جانب واپس روانہ ہوئے مگر راستہ میں آپ ﷺ کو اونٹ پر اونگھ آگئی اور اونٹ راستہ سے جدا ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر اسے سیدھے راستے پر ڈال دے چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ ﷺ کو واپسی پر دیر ہو گئی تو ابوجہل نے میسرہ سے کہا۔

"میسرہ! تو نے میری بات نہ سنی اور اب دیکھ لو محمد (ﷺ) راستہ بھول گئے ہیں۔"

میسرہ نے ابوجہل کی بات سنی تو غمگین ہو گئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر بعد واپس لوٹے اور آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خط میسرہ کو دیا اور یوں ابوجہل کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بصریٰ میں تمام سامانِ تجارت فروخت کیا اور مکہ مکرمہ واپس روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس وقت ایک

بالاخانے میں موجود تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو شہر میں داخل ہوتے دیکھا اور اس وقت آپ ﷺ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ منظر دیکھا تو طبیعت میں ایک بے چینی پیدا ہوئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس سے سفر کے متعلق دریافت کیا۔ میسرہ نے سفر میں پیش آنے والے عجیب و غریب واقعات اور راہب نسطورا کی باتوں کے متعلق بتایا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و تکریم پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ملاقات ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے سامانِ تجارت کی خرید و فروخت سے آگاہ کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہا کو مال میں بہت زیادہ منافع کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے وعدہ کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کو دوگنا معاوضہ دیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو کہ تورات اور انجیل کے عالم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے میسرہ کی بتائی ہوئی باتیں انہیں بتائیں تو ورقہ بن نوفل کہنے لگے۔

> ''اگر یہ حقیقت ہے تو یہ تورات اور انجیل میں مذکور اس آخری نبی کی جانب اشارہ ہے اور وہ نبی یقیناً محمد (ﷺ) ہی ہیں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ بن نوفل کی باتیں سنیں تو دل میں حضور نبی کریم ﷺ سے شادی کی خواہش پیدا ہوئی۔

نورِ عظیم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بعثت رسول اللہ ﷺ سے قبل ایک رات خواب میں ایک نورِ عظیم دیکھا جو کعبہ کی چھت پر نازل ہوا اور پھر ہر گھر میں داخل ہوا۔ وہ چاند جس گھر میں بھی داخل ہوا وہ گھر نور سے بھر گیا اور وہ نور سب سے پہلے

میرے گھر میں داخل ہوا اور میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے ایک یہودی عالم سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ پھر میں تجارت کی غرض سے نکلا اور اس جگہ گیا جو بحیرہ راہب کا مسکن تھی اور میں نے اس خواب کی تعبیر اس سے دریافت کی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں قریشی ہوں۔ وہ بولا۔

"اللہ عزوجل تمہیں ایک نبی عطا فرمائے گا اور تم اس نبی کے وزیر ہو گے اور اس نبی کے وصال کے بعد خلیفہ ہو گے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۵۸)

بعثت کے بعد مکی زندگی میں روُنما ہونے والے معجزات

وہ میرا ہی معجزہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب میں ملک یمن پہنچا تو وہاں ایک عالم دین جو کہ آسمانی کتابوں کا عالم تھا اس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا۔

"کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟"

میں نے کہا۔

"ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔"

اس عالم نے پوچھا۔

"کیا تم قریشی ہو؟"

میں نے کہا۔

"ہاں! میں قریشی ہوں۔"

اس عالم نے پوچھا۔

"کیا تمہارا تعلق بنو تیم سے ہے؟"

میں نے کہا۔

"ہاں! میرا تعلق بنو تیم سے ہے اور میں تیمی ہوں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اس نے میرا نام دریافت کیا تو میں نے کہا۔

"میرا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

وہ عالم بولا۔

"اب صرف ایک نشانی باقی رہ گئی ہے۔"

میں نے پوچھا۔

"وہ کون سی نشانی؟"

وہ عالم بولا۔

"تم اپنا پیٹ کھول دو۔"

میں نے کہا۔

"میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا اور تم مجھ سے ایسا کیوں پوچھتے ہو؟"

وہ عالم بولا۔

"مجھے علم صحیح صادق سے پتہ چلا ہے ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ان کے معاون ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر ہوں گے۔ جوان کا حلیہ یہ ہوگا اور ادھیڑ عمر کا حلیہ یہ ہے کہ وہ سفید رنگ کا ہوگا، اس کا جسم لاغر ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور ران پر بھی ایک نشانی ہوگی۔ تم اپنا پیٹ مجھے دکھاؤ کہ باقی تمام نشانیاں تم میں پوری ہوتی ہیں اور میں یہ نشانی بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا پیٹ کھول دیا اور میری ناف کے اوپر ایک سیاہ تل موجود تھا۔ وہ عالم کہنے لگا۔

"رب کعبہ کی قسم! وہ تم ہی ہو اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں تم راہِ ہدایت سے دور نہ ہونا اور اللہ عزوجل تمہیں جو مال دے وہ تم راہِ خدا میں خرچ کرتے رہنا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب میں سفر سے واپس لوٹنے لگا تو اس عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مجھے چند اشعار سنائے اور کہا یہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا دینا۔ پھر جب میں سفرِ تجارت سے واپس لوٹا تو قریش کا ایک وفد مجھ سے ملاقات کے لئے آیا اور انہوں نے مجھے میرے کامیاب سفر پر مبارکباد دی اور کہا۔

"تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور

ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے کہ تم آؤ اور اسے سمجھاؤ اور تمام معاملات کو درست کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے گھر چلا گیا اور آپ ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور کہا۔

"مجھے خبر ملی ہے آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم نے صحیح سنا ہے اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے میں لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دوں، انہیں برے کاموں سے روکوں اور اللہ عزوجل کا پیغام ان تک پہنچاؤں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں تو کہا۔

"آپ ﷺ کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ عالم جس سے تم نے یمن میں ملاقات کی تھی؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یمن میں بے شمار عالم ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ عالم جس نے تمہیں فلاں اشعار سنائے تھے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"آپ ﷺ کو اس کی خبر کس نے دی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اس فرشتے نے جو مجھ سے قبل دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بھی تشریف لاتا رہا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے عرض کیا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ نہیں بولتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس اعلیٰ منصب کے حقدار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان دار ہیں اور امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں اللہ ایک ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔''

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۰۳، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۸۱)

نبوت کی دلیل:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور مجھے دعوتِ اسلام دی تو میں نے کہا۔

''ہر نبی کی کوئی دلیل ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا دلیل ہے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا اور اس کی تعبیر بحیرہ راہب سے دریافت کی اور مجھے اس کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے دی ہے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''میں ماسوائے اس کے کہ مجھے کلمہ پڑھائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ طلب نہیں کرتا۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۵۸)

خواب کی تعبیر:

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تردد کے اس دعوت کو قبول فرمالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے خواب میں چاند دیکھا تھا جو مکہ مکرمہ کی طرف نازل ہوا اور ہر گھر میں علیحدہ علیحدہ داخل

ہوا۔ وہ چاند جس گھر میں بھی داخل ہوا وہاں نور چمک اٹھا۔ پھر وہ چاند آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں جمع ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے اس خواب کی تعبیر چند اہل کتاب سے معلوم کی تو انہوں نے بتایا۔

"جس نبی کا انتظار تھا اس کی آمد ہو چکی ہے، تم اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو گے اور تم تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے۔"

سورج اور چاند گود میں اتر آئے:

ریاض النضرہ میں منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا سورج اور چاند آسمان سے نیچے اترے اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور اپنی چادر مبارک ان پر اوڑھا دی۔ جب صبح ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس عجیب و غریب خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے ایک عیسائی راہب کے پاس پہنچے اور اپنا خواب اس سے بیان کیا۔ اس عیسائی راہب نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہاں سے آئے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا نام بتایا اور بتایا کہ میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں اور میرا تعلق بنی ہاشم سے ہے۔ عیسائی راہب نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا پیشہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجارت کرتا ہوں۔ عیسائی راہب نے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ کو مبارک ہو مکہ مکرمہ اور قبیلہ بنی ہاشم میں آخری نبی کا ظہور ہو گیا ہے اور اگر وہ نبی پیدا نہ ہوتے تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ ہوتے اور تمام کائنات کا ظہور انہی کی وجہ سے ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام انہی کی وجہ سے مبعوث فرمائے گئے اور وہ تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں اور اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم ان کے دین میں داخل ہو گے اور ان کے اولین وزیر ہو گے اور تم ان کے خلیفہ ہو گے اور میں نے ان کی تعریف تورات میں پڑھی ہے، انجیل اور زبور میں ان کا تذکرہ موجود ہے اور میں ان پر ایمان لا چکا اور ان کے

دین میں داخل ہو چکا مگر عیسائیوں کے خوف کی وجہ سے میں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور آج ساری حقیقت آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دی۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو قلبی کیفیت بدل گئی اور عجیب رقت طاری ہوگئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وفورِ شوق میں اپنا سفر ادھورا چھوڑ کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم کلمہ پڑھو اور میری اطاعت کرو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تمہارا وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا اور عیسائی راہب نے اس کی یہ تعبیر فرمائی اور وہ میرا ہی معجزہ ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سچ فرماتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں۔"

ورقہ بن نوفل کی پیشن گوئی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کے صحن میں تشریف فرما تھا۔ زید بن عمرو بھی میرے ہمراہ تھا۔ اس دوران امیہ بن ابی صلعت جو کہ شاعر تھا وہاں سے گزرا اور اس نے زید بن عمرو سے کہا۔

"خیر کو ڈھونڈنے والے تم کیسے ہو؟"

زید بن عمرو نے جواب دیا۔

"میں خیریت سے ہوں۔"

امیہ بن ابی صلعت نے پوچھا۔

"کیا تم نے پالیا ہے؟

زید بن عمرو نے کہا۔

"نہیں۔"

امیہ بن ابی صلعت نے یہ شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا۔

"قیامت کے دن تمام دین مٹ جائیں گے اور صرف ایک دین باقی رہ جائے گا جس کا فیصلہ اللہ کرے گا۔"

پھر امیہ بن ابی صلعت بولا۔

"جس کا تمہیں انتظار ہے وہ ہم میں سے ہوگا یا پھر اہل فلسطین میں سے ہوگا؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زید بن عمرو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور میں امیہ بن ابی صلعت کی باتیں سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا جنہوں نے مجھے بتایا۔

"ہاں بھتیجے! ایک نبی کا انتظار ہے اور اہل کتاب اور علماء کا اصرار ہے کہ وہ شخص ملک عرب کی بہترین نسل میں سے ہوگا۔" (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۲)

درخت نے نبوت کی گواہی دی

شواہد النبوۃ میں مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں زمانہ جاہلیت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ اچانک اس درخت کی ایک شاخ نیچے جھکی اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی۔

"ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی تصدیق کرو گے اور تم سے زیادہ نیک بخت کوئی نہ ہوگا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نبی کا نام کیا ہے؟ درخت کی شاخ نے کہا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بولے وہ میرے دوست ہیں۔

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس درخت سے عہد لیا کہ جب وہ مبعوث ہوں تو مجھے اس کی خبر دینا چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت نزدیک آیا تو اس درخت نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اے ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ)! نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت کا وقت آن پہنچا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے رب کی قسم! تم اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جاؤ گے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگلے دن حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میں تمہیں ایک خدا اور رسول کی طرف بلاتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۵۹)

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی دعا کرنا

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا اس وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً ستائیس برس تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے توحید کی دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابوجہل) دونوں یا دونوں میں سے ایک کے ذریعے اسلام کی خدمت فرما۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔

"اے اللہ! بالخصوص عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو مسلمان کر کے دین اسلام کو عزت دے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰)

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشی اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ نہایت سختی سے

پیش آتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ اسی کیفیت میں تلوار بنیام سے نکالے جا رہے تھے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا عمر (رضی اللہ عنہ)! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں آج محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلا ہوں۔ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں تمہارا نفس دھوکہ دے رہا ہے، تم کیا سمجھتے ہو اگر تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑ دیں گے، تم زمین پر چلنے کے قابل نہیں رہو گے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے سے پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی ہے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اپنی بہن کے گھر روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن اور بہنوئی کے گھر اس وقت حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ موجود تھے جو انہیں سورۂ طٰہٰ کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سن کر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کو گھر کے ایک کونے میں چھپا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب نے کہا کچھ بھی نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں، میں نے خود اپنے کانوں سے تم دونوں کو کچھ پڑھتے سنا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہی اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دھکا دے مارا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے جلال کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"ہاں! ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا سخت لہجہ اور بہن کا بہتا ہوا خون دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے اچھا مجھے بھی وہ صفحات دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے میں تمہیں وہ پڑھ کر واپس کر دوں گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب نے کہا۔

''ان صفحات کو کوئی ناپاک شخص نہیں چھو سکتا اس کے لئے پہلے تمہیں غسل کرنا ہوگا۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور اپنی بہن اور بہنوئی سے ان اوراق کا مطالبہ کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب نے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچیں۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ

''بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اس لئے تم میری عبادت کرو اور میری ہی یاد میں نماز پڑھا کرو۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور کہنے لگے کس قدر اچھا اور عظمت والا کلام ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بے اختیار پکار اٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ جو گھر کے اندر چھپے ہوئے تھے انہوں نے جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات سنے تو باہر نکل آئے اور کہنے لگے۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! میں نے کل ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا فرماتے سنا تھا الٰہی! عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب اور عمر بن ہشام دونوں میں سے ایک کے ذریعے دین اسلام کو تقویت پہنچا اور اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول فرمالی اور دین اسلام کو تمہارے ذریعے تقویت پہنچائی۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قلب پر رقت طاری ہوگئی اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے مجھے اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲)

عبدالمطلب کے نواسے تھے انہوں نے قریش کے دیگر سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں کا انصاف ہے ہم لوگ تو عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور بنی ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بلبلاتے رہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم نہیں کیا جائے گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔"

ابوجہل نے جب یہ تقریر سنی تو غصہ سے بولا۔

"تم اس معاہدہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگاؤ۔"

زہیر نے ابوجہل کو للکارا تو ابوجہل خاموش ہوگیا۔ ابوالبختری نے ابوجہل سے کہا۔

"ہم پہلے بھی اس ظالمانہ معاہدے کے حق میں نہ تھے اور اب اس کے پابند بھی نہیں ہیں۔"

روایات میں آتا ہے کہ تین سال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جناب ابوطالب کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

"جو معاہدہ مشرکین نے تحریر کیا تھا اسے دیمک چاٹ گئی ہے۔"

جناب ابوطالب نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیرانگی کا اظہار کیا کیونکہ تین سال سے حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نہیں گئے تھے اور نہ وہاں سے کوئی انہیں ملنے آتا تھا۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

"بھتیجے! تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"بھتیجے! تو صحیح کہتا ہے اور تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

پھر جناب ابوطالب گھاٹی سے نکلے اور چند افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ پہنچے۔ قریش کے لوگ سمجھے کہ شاید معافی مانگنے اور ہماری شرائط کو تسلیم کرنے آئے ہیں۔ جناب ابوطالب نے جاتے ہی ان سے کہا۔

"وہ اس معاہدہ کو لے کر آئیں کیونکہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ اس

معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے۔"

جناب ابوطالب کی بات سن کر قریش کے لوگ خانہ کعبہ میں گئے اور جب اس معاہدے کو کھول کر دیکھا تو اسے واقعی دیمک چاٹ چکی تھی۔ مشرکین مکہ اور قریش کے سردار ابھی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنے کو تیار نہ تھے وہ کہنے لگے۔

"یہ ضرور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کوئی جادو ہے۔"

معاہدہ چونکہ دیمک چاٹ چکی تھی اس لئے شعب ابی طالب میں محصوری کے یہ تین سال ختم ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں آکر دوبارہ آباد ہوئے جبکہ منصور بن عکرمہ جس نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ شل کر دیئے۔

(تاریخ التواریخ جلد دوم صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۳)

واقعہ معراج

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ (بنی اسرائیل:۱)

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔"

۲۷ رجب المرجب ۱۰ نبوی میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چچا زاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر قیام پذیر تھے۔ رات کے وقت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی خوشخبری سنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر تشریف فرما ہوئے اور بیت اللہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے جہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے جہاں پہلے آسمان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام، تیسرے آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت

زکریا علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے جہاں اللہ عزوجل سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا اور آپ ﷺ کو چالیس نمازوں کا تحفہ ملا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے پانچ نمازوں کا ہوگیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی معراج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا میں حطیم کعبہ میں تھا میرے پاس آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتے ہیں یہاں سے یہاں تک سے مراد حلقوم سے لے کر ناف تک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر میرا سینہ چاک کر کے میرا دل نکالا گیا اور پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میرے دل کو پاک کیا گیا یہاں تک کہ میرا دل ایمان و حکمت سے لبریز ہوگیا۔ پھر میرے دل کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا جانور تھا اور وہ براق تھا۔ براق اپنا قدم اپنی حد نگاہ پر رکھتا تھا اور میں اس پر سوار ہوگیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور پھر ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آسمانِ دنیا کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں۔ فرشتہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام بولے میرے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا انہیں یہاں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ بولا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی آمد بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر اس کے بعد آسمانِ دنیا کا دروازہ کھول دیا گیا اور وہاں میری ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ آپ ﷺ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بیٹے اور اے صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اور میں اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ فرشتہ نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل (علیہ السلام)۔ فرشتہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام بولے میرے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتے نے کہا ہم انہیں خوش آمدید

کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے میری ملاقات ہوئی اور یہ دونوں نبی ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور کہا ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے، یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر وہاں میری ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور پھر اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پھر دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرشتے نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی! پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر وہاں میری ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اس وقت کوہِ صفا کے نواح میں دارِ ارقم میں موجود تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دارِ ارقم روانہ ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا تو فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) کو آنے دو اگر تو وہ بھلائی کے ارادے سے آیا ہے تو اس کے ساتھ بھلائی ہو گی اور اگر وہ کسی برائی کے ارادہ سے یہاں آیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جس وقت دارِ ارقم میں داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! کس ارادہ سے آئے ہو؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس سے کوہِ صفا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو کفار افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے آج ہم آدھے رہ گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۵۰)

حاکم کی روایت میں ہے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کیا تو اہل آسمان نے بھی ان کے اسلام قبول کرنے پہ خوشیاں منائیں۔" (مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث ۴۴۹۱)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جس دن سیدنا فاروقِ اعظم

رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! عمر (رضی اللہ عنہ) کے قبولِ اسلام کی خوشی جتنی اہل زمین کو ہے اتنی ہی خوشی اہل آسمان کو بھی ہے۔" (ابن ماجہ جلد اول باب فضائل عمر حدیث ۱۰۳)

حاکم کی روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے سینے پر تین دفعہ اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا۔

"اے اللہ! عمر (رضی اللہ عنہ) کے سینے میں جو آلائشیں ہیں انہیں نکال دے اور اس کی جگہ ایمان بھر دے۔"

اور یہ کلمات حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ادا فرمائے۔

(مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث ۴۴۹۲)

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو دین اسلام پردے سے باہر نکل آیا اور پھر عام دعوت دی جانے لگی اور ہم خانہ کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگے اور مشرکین میں سے ہم پر سختی کرتا تھا ہم اس سے بدلہ لیتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۸)

بصریٰ کے راہب کی پیشگوئی

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں میں بصریٰ کے ایک بازار میں موجود تھا وہاں ایک راہب گرجے میں لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ معلوم کرو کہ کیا سرزمین عرب سے کوئی یہاں موجود ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے مجھ سے پوچھا کیا احمد (ﷺ) کا ظہور ہو چکا؟ میں نے پوچھا کون احمد (ﷺ)؟ اس نے کہا احمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بن عبدالمطلب۔ یہ ان کے ظہور کا مہینہ ہے اور تم اس بات کا دھیان رکھنا کہ ان کی پیروی کرنے میں کوئی تم پر سبقت نہ لے جائے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے فوراً واپس مکہ مکرمہ لوٹا۔ وہاں لوگوں نے مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے متعلق بتایا۔ پھر قریش نے مجھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ کچھ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں علیحدہ بلایا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے کیا دعوت دیتے ہو؟

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں لات و عزیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون ہیں؟ میں نے کہا وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں تو ان کی ماں کون ہے؟ میرے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر جب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان کے پاس بھی کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے جہاں میں نے ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر گواہی دی۔

''اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔''

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۴۶)

معاہدہ دیمک کھا گئی ہے

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتویں برس جب مشرکین مکہ نے دیکھا دین اسلام روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور پھر حضرت سیدنا حمزہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم جیسے ان کے بہادر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ان کے مظالم میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خاندان والوں سمیت ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جو تاریخ میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاندان کا پانی بند کر دیا اور انہیں کھانے کے لئے کوئی خوراک میسر نہ تھی۔ قریش نے بنوہاشم کے لئے ذیل کی شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی ہاشم کے خاندان میں کوئی شادی نہیں کرے گا۔

۲۔ بنی ہاشم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تجارت نہیں کی جائے گی۔

۳۔ کوئی ان کے ساتھ باہمی تعلق یا ملاقات یا بات چیت نہیں کرے گا۔

۴۔ کوئی ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان لے کر نہیں جائے گا۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا اور اس معاہدہ پر قریش کے تمام سرداروں نے دستخط کئے اور اس معاہدہ کو خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ جناب ابوطالب کو مجبوراً حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو لے کر مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینی پڑی جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے اہل وعیال اور چچا جناب ابوطالب بھی تھے۔

ابولہب کے علاوہ بنوہاشم کے وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور اس گھاٹی میں محصور ہوئے۔ سال کے چار حرمت والے مہینوں رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں یہ لوگ اس گھاٹی سے باہر نکلتے تھے اور اپنے لئے کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کے بائیکاٹ سے جہاں حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہاں جزیرہ نما عرب کے دیگر قبائل میں جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے متعلق جانتے نہ تھے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور بنی ہاشم کی مظلومیت سے واقف ہوئے اور ان میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہونا شروع ہوا۔ تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ اس گھاٹی میں محصور رہے اور اس دوران درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔

تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر مصائب میں مبتلا رہے یہاں تک کہ قریش کے کچھ لوگوں کے دلوں میں رحم کا جذبہ بیدار ہو گیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ہشام بن عمرو، زہیر بن امیہ، مطعم بن عدی اور دیگر خانہ کعبہ میں گئے اور زہیر جو کہ جناب

"یارسول اللہ ﷺ! ام جمیل آرہی ہے اور مجھے اس کا ارادہ ٹھیک نہیں لگتا اور وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

"تم بے فکر رہو وہ مجھے نہیں دیکھ سکتی۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے اور پھر جب ام جمیل نزدیک پہنچی تو اسے آپ ﷺ دکھائی نہ دیئے۔ اس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہیں اس نے میری ہجو کی ہے؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"رب کعبہ کی قسم! انہوں نے ایسا نہیں کیا۔"

(معجزات انبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۹۷ تا ۵۹۸)

وہ اونٹ درحقیقت جبرائیل علیہ السلام تھے

مؤرخین لکھتے ہیں ایک دن ابوجہل نے حضور نبی کریم ﷺ کو پتھر مارنے کا ارادہ کیا اور وہ ایک پتھر پکڑ کر صحن کعبہ میں چھپ گیا تاکہ جب آپ ﷺ نماز کے دوران سجدہ میں جائیں تو وہ پتھر مارے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اس وقت صحن کعبہ میں مشرکین اس منظر کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو ابوجہل نے پتھر مارنے کا ارادہ کیا مگر جیسے ہی وہ پتھر مارنے کے لئے آگے بڑھا اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا اور اسی خوف سے وہ پیچھے ہٹ گیا۔ مشرکین نے اس سے کہا تجھے کیا ہوا؟ ابوجہل بولا۔

"میں جیسے ہی پتھر مارنے کے لئے آگے بڑھا میں نے ایک بہت بڑا اونٹ دیکھا اور میں نے ایسا اونٹ پہلے کبھی نہیں دیکھا اور اس کے دانت انتہائی خوفناک تھے۔ اور اگر میں حضور نبی کریم ﷺ کو پتھر مارتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اونٹ درحقیقت جبرائیل

علیہ السلام تھے۔ (معجزاتِ انبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۹۸ تا ۵۹۹)

شق قمر

دشمن اسلام ابوجہل نے دین اسلام کو نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کی مگر اللہ عزوجل نے اس کی ہر چال ناکام بنا دی اور اللہ عزوجل کا دین دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی پاتا رہا اور اللہ عزوجل کے حبیب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پوری عرب دنیا میں روشن ہوتا گیا۔ ابوجہل کا ایک یمنی دوست تھا جس کا نام حبیب بن مالک تھا۔ یمن سے تعلق کی وجہ سے اسے حبیب یمنی کہا جاتا تھا۔ یہ پہلوان بھی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار بھی تھا۔ ابوجہل نے ایک دن اپنے یمنی دوست حبیب یمنی کو پیغام بھیجا کہ اس پر ایک مشکل آن پڑی ہے اور تم نے ہمیں پوچھا بھی نہیں۔ حبیب یمنی فوراً چلا آیا اور ابوجہل سے پوچھا۔

"کون سی مشکل تم پر آن پڑی ہے۔"

ابوجہل کہنے لگا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس سے بڑی مشکل اور کون سی ہو سکتی ہے؟"

حبیب یمنی نے کہا۔

"تم سردارانِ قریش کا جلسہ کرو اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس اجلاس میں بلاؤ۔ پھر میں وہاں ان سے کچھ سوالات کروں گا۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے اجلاس میں تشریف لے گئے اس رات چاند کی چودھویں تھی اور چاند اپنے پورے جوبن پر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے کچھ دیر پہلے ابوجہل اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔

"دیکھو جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں تو کوئی شخص بھی ان کا استقبال کھڑا ہو کر نہ کرے یعنی کوئی شخص ان کی عزت افزائی نہ کرے۔"

سب نے ابوجہل کی بات پر لبیک کہا اور پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے اجلاس میں

تشریف لائے تو سب سے پہلے ابوجہل اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا اس کو دیکھ کر تمام سرداران قریش اور دوسرے مہمان حضرات بھی اپنی اپنی جگہوں پر احتراماً کھڑے ہوئے پھر جب اجلاس برخاست ہوا تو سب لوگوں نے ابوجہل سے کہا۔

"تم نے ہمیں کھڑا ہونے سے منع کیا تھا اور خود محمد (ﷺ) کے احترام میں کھڑا ہوگیا کیوں؟"

ابوجہل کہنے لگا۔

"جب محمد (ﷺ) تشریف لائے تو میں ان کے احترام میں کھڑا ہونے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن جب محمد (ﷺ) اجلاس میں تشریف لائے تو کسی ان دیکھی طاقت نے میرے دونوں کان پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیا۔ اگر میں کھڑا نہ ہوتا تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میرے دونوں کان جڑ سے اکھاڑ دیئے جاتے اور مجھے تو زبردستی کھڑا کیا گیا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ قریش کے اجلاس میں تشریف لائے اور حبیب ابن مالک نے آپ ﷺ کا نورانی چہرہ مبارک دیکھا تو اس کا دل بول اٹھا۔

"ایسا نورانی چہرہ کسی جادوگر یا جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ یہ ہستی ضرور اللہ عزوجل کی جانب سے مبعوث کی گئی ہے۔"

حبیب ابن مالک نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"آپ ﷺ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اس بات کی کہ اللہ ایک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے اور میں محمد (ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔"

حبیب ابن مالک نے عرض کیا۔

"اللہ عزوجل نے اپنے پہلے تمام رسولوں کو معجزات عطا فرمائے تھے۔ آپ ﷺ اگر اللہ کے رسول ہیں تو آپ ﷺ کے پاس کون سا معجزہ ہے؟"

اللہ عزوجل کے فضل سے غیب جاننے والے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے حبیب! تجھے کیا چاہیے؟''

حبیب ابن مالک نے دل میں کہا۔

''اگر واقعی محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو ان سے دو باتوں کا مطالبہ کرتا ہوں۔ ایک ظاہر اور دوسری باطنی رکھوں گا اور اللہ کے نبی دل کی بات کو بھی بوجھ لیتے ہیں۔''

حبیب ابن مالک کی ایک بیٹی تھی جو پیدائشی اپاہج تھی اور صرف لیٹی رہتی تھی اور ہل جل نہ سکتی تھی۔ حبیب ابن مالک نے دل میں یہ بات رکھی۔

''میں اپنی بیٹی والی بات باطن میں رکھوں گا۔ اگر محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں تو جان جائیں گے۔''

حبیب ابن مالک تھوڑی دیر سوچ میں پڑ گیا تو تمام سرداران قریش اس کے منہ کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں حبیب ابن مالک کیا مطالبہ کرتا ہے۔ حبیب ابن مالک نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو کہنے لگا۔

''میرا ایک مطالبہ تو یہ ہے کہ آپ (ﷺ) چاند کے دو ٹکڑے کر دیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''سب لوگ میرے ساتھ صفا پہاڑ پر چلیں۔''

حبیب ابن مالک تمام لوگوں کو ساتھ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صفا پہاڑ پر آ گیا۔ وہاں کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور ان دونوں ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف ہو گیا۔ کافی دیر گزرنے کے بعد حبیب ابن مالک کہنے لگا۔

''اب آپ ﷺ اسے دوبارہ جوڑ دیں۔''

جواب دیا اور کہا اے صالح بھائی اور صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے چھٹے آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ میں وہاں پہنچا تو وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بھائی اور اے صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا آپ علیہ السلام کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس بندہ مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور ہم ساتویں آسمان پر پہنچے۔ انہوں نے ساتویں آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر میری ملاقات وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بیٹے اور صالح نبی! خوش آمدید۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مشکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ تھیں اور دو ظاہر تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی نہریں ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ان میں جو دو پوشیدہ ہیں وہ جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا اور مجھے ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں شہد دیا گیا۔ میں

نے دودھ لے لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فطرت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس پر قائم رہیں گے۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پچاس نمازیں پڑھ نہ سکے گی اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے لوگوں کو دیکھ چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ میں نے سخت برتاؤ کیا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لئے نمازوں میں تخفیف کروائیں چنانچہ میں واپس لوٹا اور اللہ عزوجل نے دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میرا گزر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر اللہ عزوجل کے واپس لوٹا اور پھر دس نمازیں معاف ہوگئیں۔ میرا گزر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا اور انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس واپس لوٹا یہاں تک کے مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میرا گزر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا اور انہوں نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا حکم ملا؟ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یہ تجربہ اپنے لوگوں کا کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کر چکا ہوں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں۔ میں نے کہا۔

''میں اپنے رب کی بارگاہ میں کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں اور اب مجھے شرم آتی ہے،
میں اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرما دی۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۴۵۷، الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۵۸)

آگ ٹھنڈی ہوگئی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کی وجہ سے والدین کی جانب سے بے پناہ اذیتوں کو سامنا کرنا پڑا مگر آپ رضی اللہ عنہ کی استقامت میں کچھ فرق نہ آیا۔ ایک دن مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا

دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے آگ! جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوئی اس طرح عمار رضی اللہ عنہ پر بھی ٹھنڈی ہو جا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر وہ آگ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر ٹھنڈی ہو گئی۔

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۳۱)

جناب ابوطالب کی صحت یابی

روایات میں آتا ہے جناب ابوطالب ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہا۔

"بھتیجے! اللہ عزوجل نے تمہیں رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے تم میرے لئے دعا کیوں نہیں مانگتے کہ اللہ عزوجل مجھے شفایاب کرے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے چچا کی بات سنی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان کی شفایابی کی دعا کی۔ اللہ عزوجل نے جناب ابوطالب کو شفاء عطا فرما دی۔ جناب ابوطالب نے کہا۔

"بھتیجے! اللہ عزوجل تیرا کہا مانتا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے چچا کی بات سنی تو فرمایا۔

"چچا جان! اگر آپ بھی اللہ عزوجل کی مانیں گے تو وہ بھی آپ کی مانے گا۔"

(معجزات انبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۹۴ تا ۵۹۵)

عتبہ کا انجامِ بد

ابولہب جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کا چچا تھا اور مشرکین کے سرداروں میں سے تھا وہ آپ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے والوں میں پیش پیش تھا۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل بھی عداوت اسلام میں پیش پیش تھی اور ان کا بیٹا عتبہ بھی اسلام دشمن تھا۔ ایک دن عتبہ نے آپ ﷺ کے ساتھ کوئی بدتمیزی کی تو آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے۔"

ابولہب کو جب اپنے بیٹے کی حرکت کا علم ہوا تو اس نے اس پر فخر کرتے ہوئے اس سے کہا تو نے ان سے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے ان سے فلاں بات کہی۔ ابولہب نے عتبہ سے پوچھا کہ انہوں نے جواب میں کیا کہا؟ تو عتبہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بددعا کے الفاظ دہرا دیئے۔ ابولہب کے چہرہ کی رنگت بدل گئی اور وہ کہنے لگا۔

"میں تجھے ان کی اس بددعا سے محفوظ نہیں سمجھتا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں پھر ابولہب اپنے بیٹے عتبہ کے ہمراہ ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ ملک شام گیا اور ان کے قافلے نے "راہ براہ" کے مقام پر قیام کیا اور وہاں ایک گرجا گھر تھا۔ گرجا گھر کے پادری نے ان سے کہا تم یہاں کیوں ٹھہرتے ہو یہاں ہر وقت شیر گھومتے رہتے ہیں اور یہ انتہائی خطرناک جگہ ہے۔ ابولہب نے جب پادری کے الفاظ سنے تو گھبرا گیا اور اسے حضور نبی کریم ﷺ کے الفاظ یاد آ گئے۔ ابولہب نے قافلے والوں سے کہا میں بوڑھا ہوں اور تم میرے مقام و مرتبہ سے بھی آگاہ ہو اور میرے بھتیجے نے میرے بیٹے کو بددعا دی تھی پس تم اپنا سامان اس گرجا گھر کے صحن میں جمع کرو اور سامان کے ڈھیر کے اوپر میرے بیٹے عتبہ کا بستر لگا دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور پھر جب قافلے والے سو رہے تھے ایک شیر آیا اور وہ اس سامان پر چڑھ گیا اور اس نے عتبہ کو چیر پھاڑ دیا۔ جب اگلے دن صبح ہوئی اور ابولہب نے عتبہ کا حال دیکھا تو وہ کہنے لگا یہ محمد ﷺ کی بددعا کا اثر ہے۔

(معجزاتِ انبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۹۵ تا ۵۹۶)

وہ مجھے نہیں دیکھ سکتی

مؤرخین لکھتے ہیں ابولہب کی بیوی ام جمیل، حضور نبی کریم ﷺ کے راستہ میں خاردار جھاڑیاں بچھایا کرتی تھی اور پھر جب اللہ عزوجل نے سورۂ لہب نازل فرمائی تو ام جمیل غصہ کی حالت میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ اس وقت آپ ﷺ خانہ کعبہ میں موجود تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب ام جمیل کو آتے دیکھا تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے پھر انگلی سے اشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے مل گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے حبیب تمہارا دوسرا مطالبہ کیا ہے۔"

تو وہ پہلا معجزہ دیکھ کر دل میں ایمان لانے کا فیصلہ کر چکا تھا وہ کہنے لگا۔

"آپ ﷺ خود معلوم کر لیں کہ میرے دل میں کیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تیری ایک بیٹی ہے جو پیدائشی اپاہج ہے اور تو چاہتا ہے کہ اسے شفاء ہو جائے تو گھر جا کر دیکھ اسے شفاء ہو گئی ہے۔"

یہ سن کر حبیب ابن مالک نے فوراً کلمہ توحید و رسالت پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے کلمہ پڑھ لیا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد حبیب ابن مالک اپنی بیٹی کو دیکھنے کے لیے واپس روانہ ہوا اور جب وہ اپنے گھر پہنچا اور اپنے دروازے پر دستک دی تو اس کی بیٹی نے دروازہ کھولا اور اس لڑکی کی زبان پر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حبیب ابن مالک کہنے لگا۔

"بیٹی یہ کلمہ تجھے کس نے پڑھایا ہے؟"

وہ کہنے لگی۔

"ابا جان! جس پاک ہستی کے پاس آپ گئے تھے وہ یہاں تشریف لائے تھے انہوں نے میرے جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مجھے مکمل شفا ہو گئی اور مجھے کلمہ بھی پڑھوایا۔"

حبیب ابن مالک نے پوچھا۔

"حضور نبی کریم ﷺ کس وقت یہاں تشریف لائے تھے؟"

تو حبیب ابن مالک کی بیٹی نے جو وقت بتلایا اس وقت حبیب ابن مالک صفا پہاڑ پر حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا۔

روایات میں آتا ہے مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کی دلیل مانگی اور آپ ﷺ نے نبوت کی دلیل اور صداقت کے لئے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور شق قمر کی روایات کو حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد پنجم صفحہ ۱۲۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اس موقع پر موجود تھا اور میں نے شق قمر کا معجزہ اپنی ان آنکھوں سے خود دیکھا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے دکھائی دیتا تھا اور کفار نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"تم گواہ ہو جاؤ۔" (صحیح بخاری جلد دوم باب قولہ و انشق القمر صفحہ ۷۲۱ تا ۷۲۲)

ضماد بت نے نبوت کی گواہی دی

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دورانِ سفر میرا گزر ایک صحرا سے ہوا اور وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اونٹ پر سوار عربی اشعار پڑھ رہا تھا جس کا مفہوم تھا۔

"جاہلیت کے مظالم اور قتل و خونریزی کا زمانہ اب ختم ہو گیا اور ایک صاحب شریعت تشریف لائے ہیں جو صادق القول ہیں، پرہیزگار و متقی ہیں اور ان کی عادات نیک ہیں اور ان کا اسم مبارک محمد ﷺ ہے اور وہ قصویٰ (اونٹنی) پر سواری کریں گے۔"

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ان اشعار کو سن کر میں خوفزدہ ہو گیا اور میرے پاس ایک بت تھا جس کا نام "ضماد" تھا۔ میں اس کے سامنے حاضر ہوا تو اس بت سے آواز سنائی دی۔

"جب تک حضور نبی کریم ﷺ مبعوث نہ ہوئے تھے اور نماز کا حکم نہ دیا گیا تھا اس

وقت تک میں تمہارا معبود تھا مگر اب ضماد خاک آلود ہوگیا اور ضماد ایک بے جان پتھر ہے، وہ قریشی النسل ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث فرمائے گئے ہیں اور انہوں نے کلمہ توحید کا اعلان کیا ہے اور ان کا دین حق ہے اور نیک بختی ان کے زیر سایہ ہے اور شقاوت ان سے پناہ مانگتی ہے۔"

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب ضماد کی گفتگو سنی تو میں اپنی قوم میں آیا اور تمام واقعہ ان کے گوش گزار کیا اور وہ میری باتیں سن کر دم بخود رہ گئے۔ پھر میرے قبیلہ کے تین سو افراد مجھ سمیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کر لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی تبسم فرمایا اور فرمایا ایمان تمہارے قلوب میں راسخ ہوگیا اور جب میں نے تمام واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سب کو خوش آمدید کہا۔ (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹)

درخت کا اشارہ سے چلنا

منقول ہے اہل مکہ نے بعثت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت ظلم کئے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکات کے بعد مکہ مکرمہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور حال دریافت کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک معجزے کا ظہور ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

"اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۶)

درخت کی ٹہنی کا حاضر ہونا

منقول ہے مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز حضور نبی کریم ﷺ پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ عزوجل سے سکونِ قلب کے لیے دعا کرنے لگے۔ اللہ عزوجل نے وحی کی۔

"سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ ﷺ اپنی طرف بلائیں۔"

پس حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا۔"

اس ٹہنی نے حکم کی تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔" (سنن بیہقی)

آپ ﷺ کے وسیلہ سے بارش ہونا

منقول ہے ایک مرتبہ ملک عرب میں شدید قحط پڑا۔ جلہمہ بن عرفطہ کہتے ہیں میں مسجد الحرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا اور وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا۔

"لات و عزیٰ سے مدد مانگو۔"

اور کسی نے کہا۔

"منات سے۔"

یہ سن کر ایک پیر سال، خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا۔

"ابو طالب نہیں ہے؟ اس کے پاس چلو۔"

چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابو طالب کے گھر پہنچے آواز دی تو ابو طالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا۔

"اے ابوطالب! وادیاں خشک ہوگئیں، جانور کمزور ہوگئے ہیں چلو بارش کی دعا مانگیں۔"

جنابِ ابوطالب نے ان سے کہا۔

"زوالِ آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو۔"

پھر جناب ابوطالب، حضور نبی کریم (ﷺ) کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور آپ ﷺ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلبِ بارش کی دعا کرنے لگے۔ دعا مانگنے کی دیر تھی تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع ابر آلود ہوگیا اور موسلادھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے اور باغات اور کھیت سرسبز ہوگئے۔

اس موقع پر جناب ابوطالب نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

"آپ (ﷺ) کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ (ﷺ) کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار ہوتا ہے۔

آپ (ﷺ) یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔

ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ ﷺ کو گھیرے رہتی ہے۔

وہ لوگ آپ (ﷺ) کے دامن میں نعمت و فضائل (دیکھتے) ہیں۔

اور آپ ﷺ میزانِ عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم و بیش نہیں تولتے۔

آپ (ﷺ) سچائی کا وزن کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔" (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۱۹۰)

ابوجہل آگ کے دہانے پر

منقول ہے ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا۔

"کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے ہیں؟"

لوگوں نے بتایا:

"ہاں۔"

اس نے کہا:

”قسم ہے لات و عزیٰ کی اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔“

ایک روز ابوجہل حضور نبی کریم ﷺ کو نماز میں مصروف دیکھ کر آیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ آپ ﷺ کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا الٹے قدم لوٹا لوگوں نے پوچھا۔

”کیوں کیا حال ہے؟“

اس نے کہا۔

”میں نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ سے پر خندق حائل دیکھی۔“

اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے۔“

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴)

دائیں بائیں ملائکہ حفاظت پر مامور تھے

مؤرخین لکھتے ہیں ابوجہل اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا اور اس نے بہت سے مواقع پر اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا۔ ابوجہل نہ صرف مسلمانوں کا دشمن تھا بلکہ وہ کاروباری معاملات میں بھی دھوکہ اور فریب کیا کرتا تھا اور اس کے دھوکہ اور فریب کا نشانہ وہ زائرین بھی بنتے تھے جو حج کے لئے یا عمرہ کی غرض سے خانہ کعبہ آتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ قبیلہ زبید کا ایک شخص آیا اور اور قریشی سرداروں کی محفل کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

”اے گروہِ قریش! کیا جب کوئی راہ گیر یا کوئی تاجر تمہارے علاقہ میں آتا ہے تو تم اسے اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہو؟“

جب وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

”تجھ پر کس نے ظلم کیا؟“

وہ بولا۔

''میں نے اپنے اونٹوں میں سے تین بہترین اونٹ یہاں فروخت کئے اور انہیں ابوجہل نے خریدا اور اس نے مجھے ان اونٹوں کی اصل قیمت سے کم تہائی قیمت لگائی اور اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور وہ جانتا تھا چونکہ وہ یہاں کا سردار ہے لہٰذا میں اسے کچھ نہیں کہوں گا اور اس نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے اونٹوں کا دام خراب کیا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

''تمہارے اونٹ کہاں ہیں؟''

وہ بولا۔

''یہیں خزورہ کے مقام پر ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیا اور اس جگہ پہنچے اور دیکھا وہ اونٹ واقعی بے حد قیمتی تھے۔ آپ ﷺ نے اس شخص کے ساتھ سودا کیا اور اسے اچھی قیمت پر وہ اونٹ خرید لئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان تینوں اونٹوں میں سے دو اونٹ فروخت کر دیئے اور ان کی قیمت بنوعبدالمطلب کی بیواؤں میں تقسیم فرما دی۔ ابوجہل جو اس وقت وہاں موجود تھا وہ خاموشی سے سب دیکھتا رہا اور آپ ﷺ کے رعب و دبدبہ کے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ آپ ﷺ ابوجہل کے پاس آئے اور فرمایا۔

''عمرو! اگر تم نے آئندہ ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہارے ساتھ سختی سے پیش آؤں گا۔''

ابوجہل نے حضور نبی کریم ﷺ کا سخت کلام سنا تو نادم ہو کر کہنے لگا۔

''میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔''

پھر جب حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے واپس لوٹ گئے تو امیہ بن خلف اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے ابوجہل سے کہا۔

''تم تو محمد (ﷺ) کے ہاتھوں رسوا ہو گئے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے تم ان کی

پیروی کرنا چاہتے ہو؟"

ابوجہل بولا۔

"میں مر کر بھی ایسا نہیں کروں گا اور تم نے میری جو کمزوری دیکھی وہ اس لئے تھی کہ ان کے دائیں بائیں میں ایسے لوگ دیکھتا تھا جو ہاتھوں میں نیزے لئے ان کی حفاظت فرما رہے تھے اور اگر میں اس وقت ان کی بات نہ مانتا تو وہ مجھے یقیناً مار ڈالتے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۹۷ تا ۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کو دکھائی نہ دیئے

بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرے۔

ولید آیا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تو برابر سنتا رہا مگر دیکھ نہ سکا لہٰذا وہ واپس ہو گیا اور دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مسر کز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۲۴)

نضر بن حارث خوفزدہ ہو کر پلٹ گیا

منقول ہے نضر بن حارث، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب عادت بہت دور نکل گئے تو نضر بن حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور تنہا سمجھ کر برے ارادے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر گھبرایا ہوا واپس لوٹا راہ میں ابوجہل مل گیا۔ اس نے پوچھا۔

"نضر کہاں سے آرہے ہو؟"

نضر نے جواب دیا۔

''میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔''

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۳۴)

صفا اور مروہ چلنے لگے

طبرانی کی روایت ہے بنت حکم کہتی ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا۔

''بیٹی! میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ ﷺ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ ضرور تہامہ کا کوئی پہاڑ پھٹا ہو گا۔ ہم پر غشی طاری ہو گئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔ دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا۔ جب ہم نے آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو ہم بھی آپ ﷺ کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ بھی اپنی جگہ سے چلنے لگے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہو گئے اور خدا کی قسم ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت بخشی۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۳۵)

رکانہ پہلوان کو شکست دینا

روایات میں آتا ہے بنی ہاشم میں ایک انتہائی زور آور پہلوان تھا جس کا نام ''رکانہ'' تھا اور اس کو کوئی شکست نہ دے سکا تھا اور نہ ہی کوئی اسے چت کر سکا تھا۔ رکانہ ایک جنگل میں مقیم تھا اور وہاں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اس جنگل کی جانب نکل گئے تو اس نے آپ ﷺ

کے نزدیک آ کر کہا۔

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تم ہو؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ہاں! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔''

رکانہ بولا۔

''تم ہی ہو جس نے ہمارے معبودوں لات وعزیٰ کی توہین کی ہے اور اپنے ایک خدا کی بڑائی بیان کرتے ہو۔ اگر تم میرے خاندان کے نہ ہوتے تو میں آج ہی تمہیں مار ڈالتا، تم میرے ساتھ کشتی کرو اور اپنے خدا کو پکارو اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کس کے معبود میں زیادہ طاقت ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے رکانہ! تو اگر کشتی کرنا چاہتا ہے تو میں اس کشتی کے لئے تیار ہوں۔''

رکانہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب سنا تو وہ حیران رہ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں مگر پھر بھی انتہائی غرور وتکبر سے مقابلہ پر آمادہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ پر حملہ کیا اور ایک ہی داؤ سے اسے گرا دیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ رکانہ پہلوان چونکہ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ گرا تھا اس لئے وہ انتہائی شرمندہ ہوا اور حیران ہو کر کہنے لگا۔

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے سینے سے اٹھئے اور میرا دھیان اپنے معبودوں کی جانب نہیں گیا اور ایک مرتبہ پھر مجھے موقع دیں اور دوسری مرتبہ میرے ساتھ کشتی کریں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکانہ پہلوان کے سینہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور رکانہ پہلوان دوسری مرتبہ کشتی کے لئے کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی ایک ہی داؤ سے رکانہ پہلوان کو زیر کر لیا۔ رکانہ کے لئے یہ بڑی شرمندگی تھی مگر وہ پھر بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے معبود آج مجھ سے ناراض ہیں اور تمہارا خدا تمہاری مدد کر رہا ہے۔ تم ایک مرتبہ پھر آؤ اور میرے ساتھ مقابلہ کرو اس مرتبہ

میرے معبود ضرور میری مدد کریں گے۔"

حضور نبی کریم ﷺ تیسری مرتبہ رکانہ پہلوان کے مقابل ہوئے اور اس مرتبہ بھی رکانہ پہلوان ایک ہی داؤ میں زیر ہو گیا۔ رکانہ پہلوان شرمندگی سے بولا۔

"میری ان بکریوں میں سے جتنی بکریاں چاہیں رکھ لیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے تیری ان بکریوں کی حاجت نہیں تو مسلمان ہو جا تاکہ دوزخ کی آگ سے بچ سکے۔"

رکانہ پہلوان بولا۔

"میرا نفس مجھے اس پر آمادہ نہیں ہونے دیتا اور اہل مدینہ اور اس کے نواح میں رہنے والے کیا کہیں گے رکانہ نے شکست کھائی اور مسلمان ہو گیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے رکانہ پہلوان کی بات سنی تو فرمایا۔

"تیرا مال تجھے ہی مبارک ہو۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی جو آپ ﷺ کی تلاش میں تھے اور آپ ﷺ کے متعلق انتہائی پریشان تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا آپ ﷺ کا سامنا رکانہ پہلوان سے ہوا تو انہوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! وہ انتہائی خطرناک ہے آپ ﷺ اس جانب کیوں گئے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے جانثاروں کو یوں پریشان ہوتے دیکھا تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"جب اللہ عزوجل کی مدد شامل ہے تو پھر رکانہ پہلوان میرا کیا بگاڑ سکتا تھا؟"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے رکانہ پہلوان کو تین مرتبہ ہرانے کا قصہ سنایا تو دونوں جانثاروں نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس پہلوان کو گرانا تو بس اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کا کام

تھا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۸، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

علاج کرنے آئے اور خود شفایاب ہو گئے

منقول ہے قبولِ اسلام سے قبل حضرت ضماد رضی اللہ عنہ اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے وہ جنتر ومنتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا۔

"(معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجنون ہو گئے ہیں۔"

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تندرست اور صحت مند کر دوں چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور کہا۔

"میں منتر پڑھتا ہوں، مالک جس قدر چاہے گا تم کو صحت اور شفا دے دے گا۔"

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور ایک خطبہ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ پڑھا۔ میں نے عرض کیا ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھیئے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے۔ میں نے عرض کیا واللہ، میں نے ایسا کلام کبھی سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانت، واقعی یہ الہام ووحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے۔"

اس کے بعد حضرت ضماد رضی اللہ عنہ دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کے لیے شامل ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۱)

اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کو بتایا۔

"عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب ہو جائے گا۔"

کچھ عرصہ بعد وہ راہب مر گیا تو اشج رضی اللہ عنہ نے اپنے بھانجے عمرو بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ مکرمہ پہنچے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اقرا سکھائیں اور ارشاد فرمایا۔

"اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔"

پھر عمرو بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ لوٹ گئے اور اشج رضی اللہ عنہ کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اشج رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر انہوں نے ایک عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے۔ ان لوگوں کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

"مشرق کی طرف سے چند سوار آرہے ہیں، وہ ہماری دعوت اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۴۲)

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے قبل مکہ مکرمہ گئے اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت نہیں کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک دانشور اور شریف شخص تھے اور صاحب علم اور شاعر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کے چند لوگوں سے ملے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی

بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں۔ لہٰذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سننا۔"

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قریش بہ زعم خود برابر مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کے لیے یاد دہانی اور تاکید کرتے رہے اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کرلیا۔ ایک روز صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد الحرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ عزوجل نے ایک بہترین کلام سنوا دیا۔ میں نے سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا اور قریش کی اطلاع تو غلط نکلی کیوں نہ میں نے ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھ دار اور نیک و بد اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں چنانچہ میں ٹھہرا رہا۔ پھر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا۔

"آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے، لہٰذا ذرا بتائیے کہ آپ ﷺ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟"

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن مجید کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو بس کیا تھا میرے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلام کی فطری اور معقول دعوت پر روح و وجدان نے لبیک کہا میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔

"اے اللہ عزوجل کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا۔ مگر زندگیوں کے ساتھ پرانے ہو چکنے والے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے اس لئے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کے لیے دعا فرمائیے کہ اللہ عزوجل اس مہم میں میرے لئے آسانیاں

پیدا فرمادے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرمادیں۔"

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور میں وطن واپس روانہ ہونے کے لئے عازم سفر ہوا۔ دورانِ سفر میں کداء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہوگیا۔ میں نے اللہ عزوجل سے نور کی منتقلی کے لیے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوڑے کے تسمے میں آگیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا لہٰذا میں مکہ مکرمہ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور صورتحال سے آگاہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات سنی تو دعا فرمائی۔

"اے اللہ! دوسیوں کو ہدایت فرما۔"

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نرمی اور حکمت و تحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ہمراہ لے کر بمقام خیبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

اسکندریہ کے پادری کا قصہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے زمانہ میں طائف کے تاجروں کے ایک گروہ کے ہمراہ اسکندریہ گیا اور وہاں ایک بڑا پادری تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ لوگ اس کے پاس اپنے مریضوں کو لے جایا کرتے تھے اور شفایابی کے لئے دعا کرواتے تھے۔ میں نے اس پادری سے پوچھا کہ کیا کسی نبی کی آمد باقی ہے؟ اس نے کہا۔

"ہاں! ایک نبی آنے والا ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین کم ہی زمانہ ہوگا اور پھر اس پادری نے ان کی نشانیاں بتاتے ہوئے کہا کہ وہ زیادہ دراز قد نہیں ہوں گے اور نہ ہی زیادہ سفید اور نہ ہی سیاہ ہوں گے اور ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی اور ان کے سر کے بال لمبے ہوں گے اور وہ شمشیر بکف ہوں گے اور جو بھی ان کے سامنے آئے گا وہ ان سے خوفزدہ نہ ہوگا اور

وہ اپنے نفس کے خلاف جہاد کریں گے اور ان کے پیروکاران پر اپنی جان قربان کریں گے۔ وہ ایک حرم سے دوسرے حرم کی جانب ہجرت کریں گے اور وہ سرزمین لق و دوق صحرا ہو گی اور اس میں گھاس نہیں اگے گی اور وہ دین ابراہیمی کی پیروی کریں گے۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا ان کی مزید نشانیاں کیا ہیں؟ اس پادری نے کہا۔

"وہ کمر کے ساتھ پٹکا باندھیں گے اور ہر نبی صرف ایک قوم کی جانب مبعوث ہوا جبکہ وہ عالم انسانیت کی جانب مبعوث ہوں گے اور تمام روئے زمین پر ان کی ایک مسجد ہو گی اور جب پانی میسر نہ ہو گا تو تیمم سے نماز پڑھیں گے۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اسکندریہ کے تمام گرجا گھروں میں گیا اور ہر پادری نے مجھے آخری نبی کے یہی اوصاف بیان کئے۔ پھر جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان تمام اوصاف کو پایا اور میں نے اس بات کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند کیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۹۳)

جبرائیل علیہ السلام نے ابلیس کو تھپڑ مارا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"شیاطین وحی سنا کرتے تھے اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور شیاطین نے اس کی خبر ابلیس کو دی۔ ابلیس نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے؟ پھر ابلیس جبل ابوقبیس پر چڑھا اور یہ زمین پر رکھا جانے والا سب سے پہلا پہاڑ ہے اور اس نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مقام ابراہیم علیہ السلام پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ابلیس نے خود سے کہا میں ابھی جاتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن توڑ دیتا ہوں چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بڑھا مگر اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرما

رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ابلیس کو ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ وہ گر پڑا اور وہاں سے بھاگ گیا۔" (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۱۳)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو جبرائیل علیہ السلام کی زیارت کروائی

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائش کی۔

"مجھے جبرائیل علیہ السلام کی اصل صورت دکھائیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"آپ رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت نہیں ہے۔"

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اپنی جگہ پر تشریف فرما رہیں۔"

اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کعبہ میں اس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت اپنے کپڑے رکھ دیتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اپنی نگاہیں اٹھا کر اس لکڑی کو دیکھیں۔"

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے قدم زمرد کی مانند سبز تھے اور آپ رضی اللہ عنہ انہیں دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۰)

نجاشی کا اقرار

حبشہ کی جانب جب پہلا قافلہ کامیابی کے ساتھ کر گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر بیاسی مرد اور اٹھارہ عورتوں کا دوسرا قافلہ حبشہ کی جانب روانہ ہوا اور اس قافلے میں دیگر مسلمانوں کے ہمراہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم حبشہ میں انتہائی اطمینان کے ساتھ اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے تھے اور ہمیں وہاں کسی

قسم کی پابندی نہ تھی۔ پھر جب قریش مکہ کو وہاں ہماری آسودگی کی خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا اور انہوں نے شاہِ حبشہ کو تحائف پیش کئے اور کہا۔

''ہمارے کچھ نادانوں نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے نیا مذہب اختیار کر لیا ہے اور ہمارے اکابرین نے ہمیں انہیں واپس لانے کے لئے بھیجا ہے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نجاشی نے کہا۔

''جب تک مجھے حقیقت کا علم نہ ہو گا میں انہیں تمہارے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔''

اور پھر نجاشی نے اپنے دربار میں پادریوں کو جمع کیا اور مہاجرین کو بھی بلایا۔ مہاجرین کی نمائندگی اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کی۔ نجاشی نے آپ رضی اللہ عنہ سے مذہب حق کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا۔

''اللہ عزوجل نے ہم پر اپنا فضل کیا اور اپنے حبیب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم میں مبعوث فرمایا اور وہ عالی نسب ہیں، امین ہیں اور انہوں نے ہمیں خدائے واحد کی طرف بلایا اور ہم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس ہم اللہ کا کوئی شریک نہیں ٹھہراتے، نماز پڑھتے ہیں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں، صلہ رحمی کی کوشش کرتے ہیں اور جب ہم نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو ہماری قوم ہماری مخالف ہو گئی اور انہوں نے ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے جس کے بعد بالآخر ہم ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نجاشی نے جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی تو ان سے کہا۔

''مجھے وہ کلام سناؤ جو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔''

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے چند آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی جسے سن کر نجاشی رونے لگا اور وہ پادری جو اس وقت دربار میں موجود تھے وہ بھی ان آیات کو سن کر رونے لگے۔ نجاشی بولا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! یہ وہی نور ہے جو نورِ موسیٰ علیہ السلام تھا۔"

اور پھر نجاشی نے قریش کے سفیروں سے کہا۔

"میں انہیں ہرگز تمہارے حوالے نہ کروں گا۔"

پھر نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے نبی اور روح اللہ ہیں جو مریم علیہا السلام کی جانب القاء کی گئی۔"

نجاشی بولا۔

"مجھے یقین ہو گیا کہ تمہارا مذہب حق ہے اور تم حبشہ میں باآسانی رہ سکتے ہو اور تمہیں یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۳)

ان گڑھے والوں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو

منقول ہے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اونٹ کی ایک اوجھڑی لے کر آیا اور اس نے کہا کہ کون ہے جو یہ اونٹ کی اوجھڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان رکھے۔ عقبہ بن معیط نے ابوجہل کی بات سنی تو آگے بڑھ کر وہ اوجھڑی اٹھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اس وقت سجدہ میں تھے لہٰذا وہ اوجھڑی کافی دیر تک ویسے ہی پڑی رہی۔ پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا آئیں جو کم سن تھیں اور انہوں نے وہ اوجھڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک سے ہٹائی اور ان کفار کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کفار کی اس حرکت پر شدید رنج تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد بارگاہِ خداوندی میں تین مرتبہ عرض کیا۔

"اے اللہ! تو قریش کو اپنی گرفت میں کر لے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ابوجہل، عقبہ بن معیط، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور دیگر کا نام لے کر بارگاہِ خداوندی میں ان کی گرفت کی درخواست کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل کی قسم! میں نے غزوۂ بدر کے دن ان سب کے لاشوں کو میدانِ بدر میں دیکھا اور پھر ان سب کو انتہائی ذلالت کے ساتھ ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا۔ اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ان گڑھے والوں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو۔''

(صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۷۴)

میں ہر برائی کو ختم کروں گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کو قریش سے پہنچنے والی تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور حضور ﷺ نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد (ﷺ) نے ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا۔ ہماری جمعیت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا، مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔ اتفاقاً اسی وقت آپ ﷺ اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اس کو بوسہ دیا۔ پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے سردار یہ ناگوار باتیں آپ ﷺ کو آزار اور تکلیف پہنچانے کے لیے جاری رکھے ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ نے چشم پوشی فرمالی۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور سے ناگواری کا اندازہ کرلیا۔ جب آپ

ﷺ طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ ﷺ نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرۂ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسیں تو پھر آپ ﷺ نے ٹھہر کر فرمایا اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کے لیے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے اے ابوالقاسم! آپ (ﷺ) تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور اس بے وقوف کو معاف کریں۔" (بیہقی، ابونعیم)

بھیڑیئے کا گواہی دینا

حضرت ابوسعید خضری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ اسلم کا ایک شخص اپنی بکریوں کے ساتھ تھا اور ان بکریوں کو وہ ذوالحلیفہ کے میدان میں چرا رہا تھا۔ ان بکریوں پر ایک بھیڑیا ٹوٹ پڑا اور وہ شخص چلایا اور پتھر مار کر اپنی بکری اس بھیڑیئے سے چھڑا لی۔ بھیڑیا اس شخص کے سامنے آیا اور اپنے دم کو رانوں کے نیچے دبا کر سرین کے بل اس کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا اور کہا۔

"کیا تم اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے کہ مجھ سے وہ بکری چھینتے ہو جو مجھے بطورِ رزق دی گئی تھی؟"

اس شخص نے کہا۔

"واللہ! میں نے ایسی بات پہلے کبھی نہیں سنی۔"

وہ بھیڑیا بولا۔

"تم کس لئے حیران ہوتے ہو؟"

وہ شخص بولا۔

"میں بھیڑیئے کو یوں کلام کرتے دیکھ کر حیران ہوں۔"

بھیڑیئے نے کہا۔

"تم نے اس سے زیادہ عجیب بات کو چھوڑ دیا اور دیکھو وہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں

جو پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے باغ میں لوگوں سے گزری ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں اور جو آنے والی باتیں ہیں وہ بھی ان سے بیان کرتے ہیں اور تم یہاں اپنی بکری کے پیچھے پڑے ہو۔"

اس شخص نے بھیڑیئے کا کلام سنا تو اپنی بکریوں کو جمع کیا اور انصار کے گاؤں قبا میں لایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ پھر اس نے آپ ﷺ کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر پایا اور اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑیئے کی بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس بھیڑیئے نے سچ کہا اور تم عشاء کے وقت آنا اور یہ بات سب لوگوں کو بتانا۔"

وہ شخص عشاء کے وقت آیا اور اس وقت لوگ جمع تھے۔ اس شخص نے بھیڑیئے کی بات سب سے بیان کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات سننے کے بعد تین مرتبہ فرمایا۔

"یہ سچ کہتا ہے اور قیامت سے قبل ایسے عجائب ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں سے ایک شخص شام یا صبح کو اپنے متعلقین سے غائب ہو گا اور پھر اس کا کوڑا یا اس کی چھری یا اس کا جوتا اسے واقعہ کی خبر دے گا جو اس کے متعلقین نے اس کے بعد کیا ہو گا۔"

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۱)

پانی دودھ بن گیا

سالم بن ابی جعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دو لوگوں کو کسی کام سے بھیجنا چاہا تو ان دونوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسے ہم اپنا توشہ بنائیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم دونوں میرے پاس ایک مشک لاؤ۔"

وہ دونوں شخص ایک مشک لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس مشک کو پانی سے بھرنے کا

حکم دیا اور پھر اس پر ڈاٹ لگا دی اور فرمایا۔

''تم دونوں یہاں سے جاؤ یہاں تک کہ تم فلاں مقام پر پہنچو اللہ عزوجل تمہیں وافر رزق دے گا۔''

وہ دونوں شخص روانہ ہوئے اور اس مقام تک پہنچے جس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا تھا اور انہوں نے جب وہ مشک کھولی تو اس میں سے بکری کا دودھ اور مکھن نکل آیا۔ پھر دونوں نے وہ دودھ پیا اور مکھن کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۹۰)

عشکلان بن ابی العوام کی گواہی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل میں بغرض تجارت یمن گیا اور وہاں عشکلان بن ابی العوام کے ہاں مقیم ہوا۔ عشکلان بن ابی العوام ایک ضعیف اور ناتواں شخص تھا۔ میں جب بھی یمن جاتا تھا اس سے ملتا تھا اور وہ ہر بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ کیا تمہارے اندر کوئی ایسی شخصیت پیدا ہوئی ہے جسے شرف و بزرگی حاصل ہوئی ہو یا اس نے تمہارے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کی ہو؟ میں نفی میں جواب دے دیتا تھا۔ اس مرتبہ جب میں اس کے ہاں مقیم ہوا تو وہ پہلے سے زیادہ ضعیف اور ناتواں ہو چکا تھا اور اس کے کان بھی بہرے ہو چکے تھے۔ اس کے بیٹے اس کے پاس موجود تھے جو اسے پکڑ کر بٹھاتے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا تم مجھے اپنا نسب بتاؤ۔ میں نے اسے اپنا نسب بتایا تو اس نے مجھ سے کہا۔

''میں تمہیں جو بشارت دیتا ہوں وہ تجارت سے زیادہ نافع ہو گی اور اللہ عزوجل نے تمہاری قوم میں پچھلے ماہ ایک نبی مبعوث فرمایا ہے اور اسے تمام خلائق پر فضیلت عطا کی گئی ہے اور اس پر کتاب نازل فرمائی گئی ہے اور وہ بتوں کی پوجا سے منع کرتا ہے اور دین اسلام کی دعوت دیتا ہے، وہ سچ بولتا ہے اور جھوٹ سے منع کرتا ہے۔''

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا وہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ عشکلان بن ابی العوام نے کہا۔

''بنی ہاشم سے اور تم ان کے احوال کا مشاہدہ کرتے ہو۔ تم جب یہاں سے فارغ ہو

کر واپس لوٹو تو ان کے دست اقدس پر بیعت کر لینا اور ان کی دعوت قبول کر لینا اور انہیں صادق جاننا اور ان کی مدد و اعانت کرنا۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر عشکلان بن ابی العوام نے مجھے چند اشعار سنائے اور کہا ان اشعار کو ان تک پہنچا دینا اور ان اشعار کا مفہوم تھا۔

"میں بلندیوں والے اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو رات کو صبح سے پیدا کرنے والا ہے۔ میں رب موسیٰ علیہ السلام کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک بطحا والوں کی طرف رسول ہو کر آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع بھی اس بادشاہ کے سامنے ہو جائیے جو مخلوق کو اصلاح کی طرف دعوت دیتا ہے۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یمن میں اپنے معاملات جلدی جلدی نبٹائے اور واپس مکہ مکرمہ پہنچا۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو میری ملاقات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور میں نے انہیں اس حمیری شخص کی باتیں بتائیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ درست کہتا ہے اور اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور انہیں مخلوق کی رشد و ہدایت پر مامور فرمایا ہے تم بھی ان کے پاس جاؤ۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر موجود تھے اور میں وہاں گیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب مجھے اجازت ملی تو میں اندر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"میں ایسا چہرہ دیکھتا ہوں جس سے مجھے بھلائی کی امید ہے۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا وہ کون ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ جس کا تو پیغام لایا ہے یعنی وہ حمیری جس میں مومنوں کے خواص پائے جاتے ہیں۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا اور گواہی دی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ پھر میں نے اس حمیری کے اشعار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہوسکتا ہے وہ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لانے والا ہو اور میرا زمانہ دیکھے بغیر میری تصدیق کرنے والا ہو اور یہی میرے حقیقی بھائی بند ہیں۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۸۹ تا ۹۱)

ملعون کے شر سے محفوظ رہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہِ صفا پر گئے تو مشرکین مکہ بھی وہاں موجود تھے اور ان میں ابوجہل بھی آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے گروہِ قریش! اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کرو۔"

ولید بن مغیرہ نے ابوجہل سے کہا اگر تم کہو تو میں آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) شرمندہ کردوں۔ ابوجہل نے اسے قسم دے کر کہا کہ تم ایسا ضرور کرو۔ ولید نے بت کو اپنے گلے سے لگا لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منہ کر کے کہنے لگا۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ عزوجل ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے جبکہ دیکھو میرا رب میری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور تمہارا رب کہاں ہے جسے میں دیکھ سکوں۔"

یہ کہہ کر ولید بن مغیرہ نے بت کو اپنی جگہ واپس رکھ دیا۔ مشرکین نے اس بت کو سجدہ کیا اور اس کے پاس دعائیں مانگنے لگے۔

"اے ہمارے خدا! اے ہمارے سردار! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شہید کرنے میں ہماری مدد فرما۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اس بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے چند اشعار کہے اور دینِ اسلام کی بھی مذمت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس

تشریف لے آئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے انہوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں جو کچھ بت نے کہا آپ ﷺ نے سنا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ)! یہ شیطان ہے جو اس بت کے اندر گھس جاتا ہے اور انسانوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کے قتل پر ابھارتا ہے اور کوئی شیطان انبیاء کرام علیہم السلام پر لعن طعن نہیں کرتا مگر وہ جس کو اللہ عزوجل مارنا چاہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر دو تین بعد ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ کوئی اچانک آیا اور اس نے آ کر کہا۔

''السلام علیک یا محمد ﷺ''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ کلام تو سنا مگر ہمیں کوئی دکھائی نہ دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

''کیا تو کوئی آسمانی مخلوق ہے؟''

آواز آئی۔

''نہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

''کیا تو جنوں سے ہے؟''

آواز آئی۔

''ہاں!''

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"تم کس لئے آئے ہو؟"

وہ بولا۔

"کل میں غائب تھا اور مجھے معلوم ہوا کہ ولید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور میں اس کی تلاش میں تھا کہ وہ مجھے کوہِ صفا کے نزدیک مل جائے تاکہ میں اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے مامون فرماؤں اور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کل آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ کوہِ صفا پر آئیں تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دکھاؤں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شادماں ہو جائیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جن سے اس کا نام پوچھا اس نے کہا۔

"میرا نام "سمحج" ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر تم کہو تو میں تمہارا کوئی اچھا نام رکھ دوں؟"

اس نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جن کا نام عبداللہ رکھا اور پھر وہ چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کوئی رات ایسی طویل ہم پر نہ گزری تھی جتنی وہ رات طویل تھی اور جب صبح ہوئی تو ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہِ صفا پر جمع ہوئے اور مشرکین مکہ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر ان سے کہا۔

"اے گروہِ قریش! تم اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کرلو۔"

قریش یہ سن کر اٹھے اور بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور گریہ وزاری کرنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ شاید آج بھی پہلے کی طرح آوازیں آئیں گی مگر اس بت سے آواز آئی۔

انا عبد اللہ و ابن الیعرا

انا قتلت ذی الفجو مسعرا

مشرکین نے جب یہ آوازیں سنیں تو بت کو برا بھلا کہنے لگے اور کہا ہم نے کوہِ صفا پر کسی خدا کو تجھ سے بڑھ کر نہیں پوجا اور شاید تجھ پر بھی محمد ﷺ کا جادو چل گیا ہے اور کل تو نے ان کی مذمت کی اور آج تو ان کی ثناء بیان کرتا ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے اس بت کو زمین پر پٹخ دیا اور وہ بت ریزہ ریزہ ہو گیا۔ پھر انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ پر حملہ کر دیا اور آپ ﷺ کو خون آلود کر دیا۔ اس دوران ایک بوڑھا شخص ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھ میں عصا اور سنان تھے۔ وہ بولا۔

"اے گروہِ قریش! میں نے سنا ہے محمد ﷺ بہت طاقتور ہیں مجھے ان کے نزدیک لے جاؤ میں یہ عصا ان کے شکم پر ماروں گا۔"

یہ کہہ کر اس نے جیسے ہی وہ عصا اٹھایا اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ اس ملعون کے شر سے محفوظ رہے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۹۱ تا ۹۲)

حضرت ذنیرہ رضی اللہ عنہا کی بینائی لوٹ آئی

منقول ہے حضرت ذنیرہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نابینا ہو گئے۔ ابوجہل نے آپ رضی اللہ عنہا کا تمسخر اڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ لات وعزیٰ کی کارگزاری ہے۔"

حضرت ذنیرہ رضی اللہ عنہا نے ابوجہل کی بات سنی تو فرمایا۔

"لات وعزیٰ کو اپنی عبادت کرنے اور نہ کرنے والے کی کیا خبر اور یہ تو محض تقدیر خداوندی ہے اور میرا رب مجھے دوبارہ بینائی عطا کرنے پر قادر ہے۔"

راوی کہتے ہیں حضرت ذنیرہ رضی اللہ عنہا کی بینائی اسی رات واپس لوٹ آئی مگر مشرکین اپنے بغض وعناد کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لائے اور اسے آپ ﷺ کے جادو پر ہی تعبیر کرتے رہے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۹۸)

نورِ اعظم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا اس دوران جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مارا اور میں اٹھ کر ایک درخت کے پاس گیا جس میں پرندے کے گھونسلے کی مانند دو چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک پر میں بیٹھ گیا اور ایک پر جبرائیل علیہ السلام بیٹھ گئے اور پھر وہ بلند ہونا شروع ہو گئی اور اتنا بلند ہوئی کہ مشرق اور مغرب کو روک لیا اور اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو میں اسے ضرور چھو سکتا تھا۔ میں اپنی نگاہ پھیر رہا تھا اور جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا ایک فرش ہے جو ملا ہوا ہے۔ میں نے اللہ عزوجل کے متعلق اس کی فضیلت کی وجہ سے پہچانا اور میرے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا۔ میں نے ایک نورِ اعظم دیکھا اور اس طرف پردہ پڑا ہوا تھا اور جھالر موتی اور یاقوت کی تھی۔ پھر اللہ عزوجل نے مجھے جو وحی کرنا چاہی وہ کی۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۸۸)

رب سے دین کے نفاذ کی امید

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنانِ اسلام کی اذیت کے پیشِ نظر عرض کیا۔

"اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ عزوجل سے دعا نہیں فرماتے؟"

میری یہ بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا۔

"تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت سونتا یا چھیلا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کر سکی اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا اور اس کو دو حصوں

میں بانٹ دیا جاتا، مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ پھیر سکی۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضر موت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ عزوجل کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔" (مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶)

ابوجہل کو اس کے انجام سے باخبر کرنا

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ ابوجہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابوجہل نے کہا۔

"اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی (ﷺ) ہے۔"

اس پر ابوسفیان نے کہا۔

"تعجب ہوتا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔"

ابوجہل نے کہا۔

"تعجب تو اس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچہ نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا۔

"اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول (ﷺ) پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم سن لے خدا کی قسم! تو ہنسے گا بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔" (ابونعیم)

مشرکین کے کہنے پر بارش کی دعا کرنا

رسول اللہ ﷺ نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کی۔

"الٰہی! یوسف (علیہ السلام) کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما۔"

پھر قریش کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا۔ اس

وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہٰذا اللہ عزوجل سے ان کے لیے دعا کیجئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لیے دعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

"الٰہی ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔"

چنانچہ اسی دم بادل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔ (سنن بیہقی)

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا۔

"اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟"

انہوں نے جواب دیا۔

"اللہ عزوجل نے۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟"

انہوں نے جواب دیا۔

"اللہ عزوجل نے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پھر پوچھا۔

"ان اصنام کو، جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟"

ان دونوں مدنی مسافروں نے جواب دیا۔

"ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنالیا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد سوال کیا۔

"تو ذرا انصاف کرو اور سوچو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا یہ ادنیٰ، بے حس اور معدنی مخلوق؟ ان سے کہیں زیادہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر تیشہ چلا کر ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔ اے بندگانِ خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی اور فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمانبرداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور ساری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، بادل، چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک ہے نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں، میں اسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا رسول ہوں۔ میں صلہ رحمی کرنے اور ذاتی اور موروثی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔"

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی پر اثر باتیں سن کر میں چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو آپ ﷺ کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے فال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی۔

"اے اللہ! جس دین کی طرف حضور نبی کریم ﷺ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔"

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکلا چنانچہ مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت کے ساتھ کلمہ پڑھا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۵)

تم یہ چابی ایک دن مجھے خود دو گے

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہجرت مدینہ سے قبل حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا۔

''حیرت ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کرلوں گا۔ آبائی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نیا دین قبول کرلوں گا۔''

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لیے کھولا جاتا تھا۔ ان دنوں کے علاوہ ایک روز آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تحمل و برداشت سے کام لیا اور فرمایا۔

''اے عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا چابی عطا کروں گا۔''

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا۔

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برداشت کرلیں گے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔''

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ فرما کر حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کعبہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کعبہ کے اندر داخلے سے نہ روک سکا لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہوجانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔ پھر فتح مکہ

کے روز آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی، میں نے چابی دی اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرما دی اور کہا۔

"یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔"

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے آواز دی اور میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی۔"

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا جو آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا۔

"آپ ﷺ نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴۹)

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت شیبہ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور جب اہل مکہ کا خوف ان کے دلوں سے نکل گیا یعنی انہیں امان مل گئی تو آپ ﷺ خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا جب طواف مکمل ہو گیا تو آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کے کلید بردار عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کو بلایا اور ان سے خانہ کعبہ کی کنجی مانگی اور عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ نے حدیبیہ کے موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ دار طلحہ اپنی والدہ کے پاس گئے اور ان سے خانہ کعبہ کی کنجی مانگی۔ انہوں نے کنجی دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے ماں کو دھمکاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کنجی ضرور دو گی ورنہ میں تلوار نکال لوں گا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ اپنی ماں سے خانہ کعبہ کی کنجی لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کنجی آپ ﷺ کے حوالے کر دی۔ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے اندر لکڑیوں کو جوڑ کر بنایا گیا ایک

کبوتر دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کبوتر کو پکڑ کر توڑ ڈالا۔ پھر آپ ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اس دوران اہل مکہ سر جھکائے باہر کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے عام معافی کا اعلان کیا۔ اس موقع پر حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! حجاج کو آب زمزم پلانے کی ذمہ داری ہماری ہے آپ ﷺ خانہ کعبہ کی کنجی بھی ہمارے سپرد کر دیں تاکہ یہ شرف ہمیں حاصل ہو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر بھی عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ کنجی عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کے پاس رہے گی اور ان کا خاندان عرصہ دراز سے اس کنجی کو سنبھالے ہوئے ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کو بلایا اور خانہ کعبہ کی کنجی ان کے حوالے کر دی اور زمانہ جاہلیت میں آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ان سے کنجی مانگی تھی تو انہوں نے آپ ﷺ کو خانہ کعبہ کی کنجی دینے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے کنجی دیتے وقت ان سے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) یہ کنجی تم رکھو گے اور آج وفاداری اور احسان کا دن ہے۔"

(اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۵۷۲)

قیصر روم کے دربار میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی گواہی

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب لے کر بصریٰ پہنچے تو وہاں شاہ روم کے گورنر شام حارث غسانی کو حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب دیا اور اس نے وہ مکتوب بیت المقدس بھیج دیا کیونکہ ان دنوں شاہ روم ہرقل بیت المقدس کے دورہ پر تھا۔ شاہِ روم ہرقل کو جب یہ مکتوب ملا تو اس نے اپنے وزراء سے کہا۔

"اگر قریش کا کوئی شخص یہاں موجود ہے تو اسے میرے سامنے پیش کرو۔"

پھر انہیں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے قریشی تاجر مل گئے جو ان دنوں تجارت کی

غرض سے وہاں موجود تھے۔ شاہِ روم ہرقل نے دربار سجایا اور شاہی تاج پہن کر تخت پر بیٹھا جبکہ اس کے وزیر اور مشیر ہاتھ باندھے مؤدب اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ پھر قریشی تاجروں کے وفد کو شاہِ روم ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاہِ روم ہرقل نے ترجمان کو بلایا اور پوچھا۔

''عرب میں جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تم میں سے ان کا نزدیکی رشتہ دار کون ہے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو ان دنوں مسلمان نہ ہوئے تھے کھڑے ہوئے اور کہا۔

''میں ان کا رشتہ دار ہوں۔''

شاہِ روم ہرقل نے انہیں آگے بلایا اور دوسرے قریشی تاجروں سے کہا۔

''اگر یہ جھوٹ بولیں تو تم ان کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔''

پھر شاہِ روم ہرقل نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

''نبوت کا دعویٰ کرنے والے کا خاندان کیسا ہے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''وہ اعلیٰ نسب سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا خاندان شریف ہے۔''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''کیا ان کے خاندان میں پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''نہیں۔''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''کیا ان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ تھا؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''نہیں۔''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"جن لوگوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا وہ کمزور ہیں یا پھر زور آور۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ کمزور ہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"ان پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا پھر کمی آتی جا رہی ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"کیا کوئی ان پر ایمان لانے کے بعد بھی انہیں ناپسند کرتے ہوئے پلٹ جاتا ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"نہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"کیا دعویٰ نبوت سے پہلے تمہیں انہیں جھوٹا سمجھتے تھے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"نہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی یا وعدہ خلافی کی ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"نہیں اور ہمارے اور ان کے مابین ابھی ایک معاہدہ ہوا اب معلوم نہیں وہ اس معاہدہ کے متعلق کیا کریں؟"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"ہاں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"اس جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"کبھی ہم کامیاب ہوئے اور کبھی وہ کامیاب ہوئے۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ ہمیں کہتے ہیں اللہ ایک ہے تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ بتوں کی پوجا چھوڑ دو اور نماز پڑھو، سچ بولو، پاک دامنی اختیار کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھو۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اس سوال و جواب کے بعد شاہِ روم ہرقل نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"تم نے مجھے ان کے خاندانی نسب کے متعلق بتایا اور تمام نبیوں کا خاندانی نسب شریف ہے اور نبی ہمیشہ اچھے گھرانوں میں ہی پیدا ہوئے اور تم نے کہا کہ ان کے خاندان میں کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور اگر ایسا ہوتا تو میں کہتا کہ شاید وہ دوسروں کی نقل کر رہے ہیں اور تم نے یہ بھی کہا کہ ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا اور اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ شاید وہ بادشاہت کے لئے ایسا کر رہے ہیں اور تم نے کہا کہ انہوں نے دعویٰ نبوت سے قبل جھوٹ نہیں بولا۔ تو جو شخص کبھی کسی

انسان سے جھوٹ نہیں بولتا تو وہ اللہ کے معاملہ پر کیونکر جھوٹ بولے گا؟ اور تم نے کہا کہ کمزوروں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا تو انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی ہمیشہ کمزوروں نے ہی کی ہے اور تم نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ ان پر ایمان لانے کے بعد کوئی مرتد نہیں ہوا پس ایمان کی شان یہی ہے اور تم نے یہ بھی اعتراف کیا کہ انہوں نے کبھی کسی کے ساتھ بدعہدی یا وعدہ خلافی نہیں کی تو انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی شیوہ ہے اور تم نے کہا کہ وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں بت پرستی چھوڑ دو اور پاک دامنی اختیار کرو اور صلہ رحمی کرو تو یہ درست ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ عنقریب اس جگہ پر قابض ہوں گے جہاں میں ہوں اور میں جانتا ہوں کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے مگر میرا گمان ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ عربوں میں ہوگا اور اگر میں جان لیتا کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو میں تکالیف برداشت کر کے ان تک پہنچ جاتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔"

شاہِ روم ہرقل نے کہا۔

"مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب سناؤ۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب اسے سنایا گیا جس میں تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اللہ کے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہرقل کے نام جو روم کا بادشاہ ہے۔

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے اور میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اگر تو نے اس سے روگردانی کی تو تیری تمام عوام کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

اے اہل کتاب! ایسی بات کی جانب آؤ جو ہمارے اور تمہارے مابین یکساں ہے

اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور ہم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کو خدا نہ بنائیں اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ ہو جاؤ ہم مسلمان ہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب سنا تو اپنے درباریوں سے جو پہلے ہی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور شاہِ روم ہرقل کی گفتگو سے بیزار تھے ان سے کہا۔

"اگر تم اپنی فلاح چاہتے ہو تو ان نبی کی بیعت کرلو۔"

درباریوں نے شاہِ روم ہرقل کی بات سنی تو ناراضگی کا اظہار کیا اور وہ لوگ دربار سے فرار ہونے لگے مگر چونکہ تمام دروازے بند تھے اسی لئے وہ باہر نہ جاسکے۔

شاہِ روم ہرقل نے جب اپنے درباریوں کی بیزاری دیکھی تو وہ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا اور اس نے خیال کیا کہ شاید اس طرح اس کی حکومت کو بھی کچھ خطرہ نہ ہو چنانچہ اس نے فوراً پینترا بدلتے ہوئے ان سے کہا۔

"میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا اور میں نے دیکھ لیا تم اپنے دین میں پختہ ہو۔"

شاہِ روم ہرقل کی بات سن کر درباری خوش ہو گئے اور سجدہ میں گر پڑے۔ پھر شاہِ روم ہرقل کے کہنے پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور دوسرے قریشی سرداروں کو دربار سے نکال دیا گیا۔

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوحی حدیث ٦)

مؤرخین لکھتے ہیں۔

"شاہِ روم ہرقل تورات اور انجیل پر عبور رکھتا تھا اور وہ ماہر علم نجوم بھی تھا اس لئے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے متعلق باخبر بھی تھا اور اس نے جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زبانی آپ ﷺ کے حالات سنے تو اس کے قلب کے اندر ایمان کی چنگاری روشن ہوئی مگر حکومت اور حرص و ہوس نے ایمان کی اس چنگاری کو بجھا دیا اور وہ دین اسلام کی سعادت سے محروم رہا۔" (مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ١٦٧ تا ١٧٠)

پتھروں اور درختوں کا سلام کرنا

حضور نبی کریم ﷺ کی شان اور نبوت کی دلیل یہ بھی ہے کہ پتھر، درخت، چرند اور پرند ہر کوئی اللہ عزوجل کے حکم سے آپ ﷺ کو سلام کرتا تھا چنانچہ اس ضمن میں ابونعیم نے روایت بیان کی ہے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے آپ ﷺ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے تو جو چٹان، پتھر اور درخت ہم کو قریب راہ ملتا وہ آپ ﷺ سے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہتا۔'' (طبرانی ابونعیم)

ابلیس نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں پایا

واقدی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو صنم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین، ابلیس کے پاس گئے تو اس نے کہا۔

''یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے۔ تم اسے تلاش کرو۔''

شیاطین نے کہا۔

''ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پاسکے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ابلیس خود تلاش میں نکلا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں پایا۔ پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات میں واپس آیا اور کہا۔

''میں نے ان کو پالیا، مگر جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں۔'' (واقدی)

حکم بن العاص پر رعشہ طاری ہو گیا

حکم بن العاص بھی دین اسلام کا استہزاء اڑانے والا اور حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا دشمن تھا اور اسلام دشمنی کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ

ایک مرتبہ آپ ﷺ کا گزر حکم بن العاص سے ہوا اور وہ آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا اور آپ ﷺ کے پیچھے نازیبا حرکات کرنے لگا۔ آپ ﷺ اپنے نورِ نبوت سے جان گئے اور آپ ﷺ نے اسے نازیبا حرکات کرتے دیکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ایسا ہی ہو جا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جیسے ہی یہ فرمایا حکم بن العاص کے جسم پر رعشہ طاری ہوگیا اور وہ اس جگہ سے ہل نہ سکا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۴)

استہزاء اڑانے والوں کا کام تمام ہوگیا

مؤرخین لکھتے ہیں اسود بن عبدالمطلب، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ اور ابن اطلاطلہ، حضور نبی کریم ﷺ کی دشمنی اور تمسخر میں حد سے بڑھ گئے اور ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام، آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور یہ چاروں دشمن اس وقت طوافِ کعبہ کر رہے تھے۔ جب ولید بن مغیرہ کا گزر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا اور ولید بن مغیرہ کا وہ ہاتھ جو تیر لگنے سے زخمی ہوا تھا اور زخم اب ٹھیک ہو چکا تھا اس سے خون رسنے لگا اور اس قدر خون بہا کہ ولید بن مغیرہ اسی جگہ ہلاک ہوگیا۔ پھر عاص بن وائل جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اس کے ہاتھ پر بھی کانٹے کی وجہ سے زخم آیا ہوا تھا مگر اب زخم مندمل ہو چکا تھا لیکن جیسے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی جانب اشارہ کیا وہ زخم پھر سے تازہ ہوگیا اور اس کے باعث اس کی بھی موت ہوگئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسود بن عبدالمطلب کے پاس جا کر ایک سبز پتہ اس کے منہ پر رکھ دیا اور وہ اندھا ہوگیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام، ابن اطلاطلہ کے پاس گئے اور اس کے سر کی جانب اشارہ کیا اور اس کے دماغ سے اس کا بھیجا بہنے لگا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی جانب وحی فرمائی۔

"ہم نے آپ ﷺ کا استہزاء اڑانے والوں کا کام تمام کر دیا۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت ابتداء میں چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ میں ایک دن اپنی خالہ جن کا نام سعدی بنت کریز تھا ان کے گھر گیا۔ وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق بحث ہونے لگی۔ میری خالہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی اور کہا۔

"وہ صادق اور امین ہیں اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری خالہ سعدی بنت کریز نے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دو بیویاں ہوں گی جو انتہائی حسین اور نیک سیرت ہوں گی اور تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی حسین عورتیں نہ دیکھی ہوں گی اور نہ ہی انہوں نے تم جیسا خاوند دیکھا ہو گا۔ وہ عورتیں نبی کی بیٹیاں ہوں گی اور وہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔" (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۴۷)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خالہ کی باتیں سننے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس وقت مسلمان ہو چکے تھے اور میں نے اپنی خالہ کی باتیں ان کے گوش گزار کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) تم سمجھدار اور معاملہ فہم ہو اور ہر کام میں غور و فکر سے کام لیتے ہو، تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کے بے جان بت نہ تو کسی کو کچھ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اگر یہ پتھر کے بت کچھ فائدہ و نقصان نہیں دے سکتے تو یہ ہمارے رب کیسے ہو سکتے ہیں؟"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام کی باتیں بتائیں۔ میں ان سے متاثر ہوا اور کہنے لگا آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں یہ پتھر کے بت واقعی ہمارے معبود نہیں ہو سکتے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"تمہاری خالہ درست کہتی ہیں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے تا کہ وہ مخلوقِ خدا کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا درس دیں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جس طرح دلائل کے ساتھ مجھے دین اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا اس سے میرے دل میں دین اسلام کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۰)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں شش و پنج میں مبتلا تھا کیونکہ میرا خاندان بنوہاشم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو چکا تھا اور میرے خاندان کا ایک سردار ابوجہل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں پیش پیش تھا۔ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا تھا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس جگہ سے گزرے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تمہیں جنت کی مہمانی کے لئے بلاتا ہے تم اس کی دعوت قبول کرو، اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اسلام قبول کرنے میں ہی سب کی بھلائی اور بہتری ہے اور میں تمہیں اسی بھلائی اور بہتری کی دعوت دیتا ہوں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے متعلق ایک روایت آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات سے قبل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حسلم، حسن خلق اور صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاثیر سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ایسی گفتگو فرمائی تھی کہ میرے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق کی بدولت کئی لوگ مسلمان ہوئے اور ان کی تبلیغ میں ایک کشش تھی جس کی وجہ سے جو بھی ان کی بات سنتا وہ انہیں رد نہ کرتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلی ملاقات ہوئی تو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور وہ اس ملاقات سے بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں دین اسلام کی حقانیت واضح کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم لوگوں میں کیا مقام ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کلمہ سنا تو کانپ اٹھے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الذاریات کی آیاتِ تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ ہے۔

"اے لوگو! یقین لانے والوں کے لئے زمین میں قدرت خدا کی بے شمار نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی کئی نشانیاں ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی، یہ بات حق ہے اور ایسی ہی یقینی ہے جیسے تم بول رہے ہو۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی یہ کلمات سنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ انہیں بھی دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود مسلمان ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا شمار اسلام قبول کرنے والے اوّلین لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خواب کا ذکر بیان کرتے ہوئے جہنم کے طول و عرض کو بیان کیا اور فرمایا کہ اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے اور میں نے دیکھا کہ میرا باپ مجھے جہنم کی جانب دھکیل رہا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جہنم میں جانے سے روک رہے ہیں۔ میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہوا اور خود سے کہا یہ خواب برحق ہے اور پھر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے یہ خواب بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری بھلائی چاہتے ہیں تم ان سے رجوع کرو۔"

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس امر کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں تمہیں اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور یہ کہ میں اس کا بندہ اور رسول ہوں اور تم جن پتھروں کے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے ہو اس سے باز آ جاؤ کیونکہ نہ ہی یہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کی عبادت کون کرتا ہے؟"

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے کلمہ پڑھ لیا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب میرے باپ کو علم ہوا تو اس نے مجھ پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے اور کہا میں تمہیں کھانے کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے کہا اللہ عزوجل رازق ہے اور وہی مجھے رزق دینے والا ہے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۲۸ تا ۲۲۹)

زم زم سے نور بلند ہوا

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعثت نبوت سے قبل خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ اور اس کے گردونواح تاریکی نے ڈھانپ لیا اور یہ تاریکی زمین و آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔ پھر اچانک زم زم سے نورِ افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی اور جتنا وہ نور بلند ہوتا جاتا تھا اتنی ہی اس کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے اس کی روشنی میں خانہ کعبہ کو دیکھا اور پھر اس کے نور سے تمام اشیائی، پہاڑ، عمارات، نباتات اور یثرب کے نخلستان ایسے روشن ہوئے کہ میں ان پر نیم پختہ کھجوریں دیکھتا تھا۔ پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا۔

"پاک ہے وہ ذات! پاک ہے وہ ذات! کلمہ پورا ہوا اور ابن مارد اورج الاکمہ کے درمیان بیضۃ الحضاء میں ہلاک ہوا۔"

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس خواب کا ذکر اپنے بھائی عمرو بن سعید سے کیا تو اس نے کہا تم نے یہ خواب انتہائی عجیب دیکھا ہے اور روشن قندیل جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر سے نمایاں ہوگی کیونکہ زم زم ان کی تحویل میں ہے اور تم نے زم زم سے اس نور کو نکلتے دیکھا ہے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ غضب

منقول ہے ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے خوف سے باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے کوئی سیاہ چیز دیکھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نزدیک پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ اونٹوں کا گلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اونٹوں کے گلے میں آ کر بیٹھ گئے اور اونٹ بھاگنے لگے۔ ابو شروان جو اونٹوں کا چرواہا تھا اونٹوں کے ارد گرد دیکھنے لگا مگر اسے کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ جب وہ اونٹوں کے حلقہ میں آیا تو اس کی نگاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون ہیں جو میرے اونٹ کو لے جا رہے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم ڈرو مت میں یہاں آرام کی غرض سے آیا تھا۔"

اس نے پھر پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم گھبراؤ مت اور میں ایسا شخص ہوں جو چاہتا ہے کہ تیرے اونٹوں سے پیار کرے۔"

ابوشرواں کہنے لگا۔

"مجھے تم وہ لگتے ہو جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں تجھے اللہ وحدہٗ لاشریک اور اپنی رسالت کے اقرار کی دعوت دیتا ہوں۔"

ابوشرواں بولا۔

"میں آپ ﷺ سے کہتا ہوں کہ میرے اونٹوں کے حلقہ سے باہر چلے جائیں اور جن اونٹوں میں (نعوذ باللہ) آپ ﷺ ہوں گے وہ فلاح نہ پائیں گے۔"

اور پھر اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے اونٹوں کے حلقہ سے باہر نکال دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی گستاخی دیکھی تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! اس کی بقاء و شفاء دونوں کو معطل کر دے۔"

پھر ابوشرواں بہت بوڑھا ہوا اور وہ موت کی خواہش کرتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ تجھے تیری ہلاکت دکھائی نہیں دیتی جو حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے ہے۔

اس نے کہا۔

"ممکن ہے میں ہلاک ہو جاؤں۔ ظہورِ اسلام ہوا تو میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لے آیا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے دعائے خیر کی

اور میرے لئے استغفار کیا مگر پہلی دعا سبقت لے جا چکی تھی۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶)

زمین پر کوئی نبی مبعوث ہوا ہے

جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کے لیے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کاہنوں کو دیا کرتے تھے۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لا کر نہ دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا۔

"آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔"

پھر اونٹوں والے ایک اونٹ کی اور گایوں والے ایک گائے کی، بکری کے ریوڑ والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانی دینے لگے۔ ابلیس نے بھی کہا۔

"زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے۔"

اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا۔

"زمین کے ہر خطہ سے ایک مشت خاک لاؤ۔"

وہ اس کے پاس مٹی لے کر آموجود ہوئے اس نے ہر جگہ کی خاک کو سونگھا، پھر اس نے خاکِ حرم کو سونگھ کر کہا۔

"اس جگہ وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔"

ابلیس نے کہا۔

"کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو۔"

پھر ساتھی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشانِ نبوت نہ پا سکے۔ اس کے بعد خود ابلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اولین مقام نزول وحی (غارِ حرا) سے نکلتے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۸۵)

جبرائیل علیہ السلام نے ابلیس کو ٹھوکر ماری

شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے۔ جب سے حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا۔ جس کی اطلاع انہوں نے ابلیس کو دی۔ اس نے کہا۔

"کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے۔"

پھر وہ جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اس نے کہا۔

"میں جاتا ہوں اور ان کی گردن توڑے دیتا ہوں۔"

ابلیس آیا اور اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ابلیس کو ٹھوکر ماری اور وہ اردن کے مقام پر جا گرا۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۱۳)

جن کی گواہی

حضرت رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں ایک رات ریگزار علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اتر پڑا اور میں نے کہا۔

"میں اس وادی کے جن کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں۔"

حضرت رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اچانک ایک بوڑھا جن میرے آگے نمودار ہوا اور اس نے کہا۔

"اے شخص! جب تم کسی وادی میں ٹھہرو اور اس وادی میں تمہیں خوف معلوم ہو تو تم یہ پڑھا کرو۔" میں محمد ﷺ کے رب اللہ سے اس وادی کی وحشت سے پناہ مانگتا ہوں، اور تم کسی سے پناہ نہ مانگا کرو کیونکہ جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں۔"

حضرت رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا۔

"محمد (ﷺ) کون ہیں؟"

اس نے کہا۔

"وہ نبی عربی ہیں نہ شرقی ہیں اور عربی۔ دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔"

میں نے پوچھا۔

"ان کی سکونت کہاں ہے؟"

اس نے کہا۔

"ان کی سکونت مدینہ کے نخلستان میں ہے۔"

حضرت رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اپنی سواری پر سوار اور تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ عرض کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا واقعہ بیان فرمادیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہوگیا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم صفحہ ۲۰۲)

بھیڑیئے کا کلام کرنا

منقول ہے حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں ٹھگ تھے اور بھیڑیئے نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو چنانچہ اس ضمن میں ابن اسحق کی روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بکریاں چرا رہے تھے جب بھیڑیئے نے آپ رضی اللہ عنہ سے بات کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اشعار بھی کہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا اور کتے کے ذریعے ان کی حفاظت کرتا تھا اور ہر ٹھگ اور بھیڑیئے سے۔ جب میں نے بھیڑیئے کو سنا اس نے آواز دی اور مجھے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی اور کہا وہ یہاں سے نزدیک ہیں پس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بڑی مستعدی سے سوار ہو کر آیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بات کرتے تھے وہ جھوٹی نہ ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سچی بشارت دی یہاں تک کہ مجھ پر یہ راز عیاں ہوگیا اور میں نے روشنی کو اپنے گرد دیکھا اور جب میں چلتا ہوں تو وہ میرے آگے اور میرے پہلو میں ہوتی ہے۔"

(اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۲۳۸)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے قبولِ اسلام سے تین دن قبل خواب دیکھا کہ میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں اور پھر مجھے اچانک چاند کی روشنی دکھائی دی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا اور میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس روشنی تک پہنچنے کی سعی کر رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے چلا اور میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت لے جا چکے ہیں اور پھر میں ان کے نزدیک ہوا تو میں نے انہیں پہچانا وہ زید بن حارثہ، علی ابن ابی طالب اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہم تھے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ لوگ کب اس جگہ پہنچے تھے؟ انہوں نے کہا چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس جگہ پہنچ گئے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس خواب کے تین دن بعد وادی اجیاد میں میری ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں اللہ عزوجل کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے اقرار کی دعوت دیتا ہوں۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر کلمہ پڑھ لیا اور بلا تردد اسلام قبول کر لیا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۲۹)

اقرباء کو دعوتِ توحید دینا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد خفیہ طور پر اپنی تبلیغ جاری رکھی اور اس عرصہ میں کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ تین برس کی خفیہ تبلیغ کے بعد اللہ عزوجل نے سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل فرمائی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم دیا گیا۔

سورۃ الشعراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

"(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنے رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے مطابق کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا۔ جب تمام قریش جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

”اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟“

قریش نے یک زبان ہو کر کہا۔

”ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں صادق اور امین پایا ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کی بات سنی تو فرمایا۔

”میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہوگا۔“

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر تمام قریش طیش میں آ گئے اور آپ ﷺ کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر وہاں سے لے گیا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۰)

حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کو واپس لوٹتے دیکھا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے ان سے فرمایا۔

”ابولہب نے جلدی کی اور تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوتِ طعام دو۔“

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا جس میں بنی عبدالمطلب کو مدعو کیا گیا۔ اس دعوتِ طعام میں سیدنا امیر حمزہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ جناب ابوطالب اور ابولہب نے بھی شرکت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس دعوتِ طعام کے بعد بنی عبدالمطلب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”اے بنی عبدالمطلب! تمہارے پاس اہل عرب سے کوئی بھی ایسا شخص آج تک

نہیں آیا ہو گا جو مجھ سے بہتر کسی چیز کی تمہیں دعوت دے اور میں رب تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے منصب نبوت پر فائز کیا ہے۔

اے بنی عبدالمطلب! ایک دن ہمیں موت آن لے گی اور مرنے کے بعد ہمیں زندہ کیا جائے گا، پھر ہمارے اعمال کا حساب ہو گا اور نیکی کا بدلہ نیکی ہے جبکہ برائی کے بدلہ میں عذابِ خداوندی مقدر ہو گا۔

اے بنی عبدالمطلب! تم جانتے ہوں میں ناتواں ہوں اور مجھے تمہاری حمایت اور مدد کی ضرورت ہے تم میں سے جو بھی میری مدد کے لئے کھڑا ہو گا وہ میرا بھائی ہو گا پس تم میں سے کون ہے جو میری اس دعوت کو قبول کرے؟"

حضور نبی کریم ﷺ کے اس خطاب کے بنی عبدالمطلب نے منہ موڑ لیا اور کوئی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی مدد کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو کم سن تھے اور کمزور و ناتواں تھے وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! بلاشبہ میں کم سن ہوں، کمزور ہوں مگر میں آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور میں آپ ﷺ کی مدد کروں گا اور جو آپ ﷺ سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے جو الفاظ کہے ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بھی ظاہر ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تو میرا بھائی اور وارث ہے۔" (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۰ تا ۷۲)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے دعوتِ طعام کا انتظام کرنے کے لئے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ایک صاع غلہ اور ایک بکری کے پائے اور ایک قدح دودھ کا انتظام کرو اور پھر

بنی عبدالمطلب کو بلاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور بنی عبدالمطلب کی تعداد چالیس یا اکتالیس تھی اور میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر بکھیر دی اور فرمایا بسم اللہ کر کے شروع کیجئے اور پھر سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھایا مگر کھانا پیالے میں ویسے ہی موجود تھا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! سب کو دودھ پلاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دودھ کا پیالہ لایا اور سب نے سیر ہو کر دودھ پیا حالانکہ دودھ کی جو مقدار تھی وہ ایک بندہ کے لئے کافی تھی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے بنی عبدالمطلب کو دعوتِ توحید دی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۰)

جنات کا اسلام قبول کرنا

ایک شب حضور نبی کریم ﷺ وادی نخلہ میں نمازِ تہجد میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت کی تو نصیبین کے سات جن آپ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے قرآن مجید سنا۔ پھر نصیبین سے ایک اور جنوں کی جماعت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس وقت آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے ایک ایسا انسان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی کینہ نہ ہو میرے ساتھ چلے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے نبیذ سے بھرے ہوئے لوٹے کو پانی سے بھرا ہوا خیال کر کے ساتھ لے گئے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر ایک اونچی جگہ پر آئے اور ایک خط کھینچ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اس سے باہر نہ نکلنا اور نہ ہی کسی چیز سے ڈرنا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس خط کے درمیان بیٹھا رہا اور دور سے محفل کو

دیکھتا رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب اہل محفل کے نزدیک پہنچے تو وہ احتراماً کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی خدمت بجا لائے۔ آپ ﷺ صبح تک ان کے پاس رہے اور پھر میرے پاس آئے اور فرمایا۔

"اے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)! تم کافی دیر یہاں بیٹھے رہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"جی یارسول اللہ ﷺ! اور میں کیوں نہ بیٹھتا مجھے آپ ﷺ کے حکم کی اتباع کرنا تھی۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ان میں سے دو فرد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"میں نے تمہاری ضرورت پوری کر دی ہے اب تم کس لئے آئے ہو؟"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے عرض کیا۔

"ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"تمہارے پاس پانی ہے؟"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! کھجور کی نبیذ ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کھجور پاک ہوتی ہے اور پانی بھی پاک ہوتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور نماز ادا کی اور واپس آ گئے۔ میں نے پوچھا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ کون تھے؟"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہ نصیبین کے جن ہیں اور انہوں نے اسلام قبول کیا ہے اور ان میں ایک چیز پر اختلاف پیدا ہو گیا تھا جس کا میں نے فیصلہ کیا ہے اور انہوں نے زاد و توشہ طلب کیا

تو میں نے ہڈیاں ان کا توشہ اور گوبر ان کا چارہ مقرر کیا اور میں نے ان کی سواریاں واپس کر دیں اور بعد از اں ہڈیوں اور گوبر سے استنجا کرنا منع کر دیا۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

فرشتے دربانی کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بطاحِ مکہ میں باہر لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے وہاں بٹھا دیا اور میرے اردگرد دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا۔

"اس دائرہ سے باہر نہ نکلنا، تمہارے پاس آدمی آئیں گے ان سے بات نہ کرنا اور وہ بھی تجھ سے بات نہیں کریں گے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ فرما کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے اور میں وہاں بیٹھا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ آئے اور وہ میرے نزدیک آئے تو دائرہ میں داخل ہوئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب چلے گئے اور۔ پھر آدھی رات ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور میرے زانوؤں پر سر رکھ کر سو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری نگاہ ایسے لوگوں پر پڑی جو لباسِ فاخرہ میں ملبوس تھے اور حسن و جمال میں بے مثل تھے۔ ان میں سے بعض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرہانے بیٹھ گئے اور بعض آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں کی جانب بیٹھ گئے اور پھر ایک دوسروں سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"ایسا غلام! جو انہیں عطا ہوا ہے کسی کو بھی عطا نہ ہوگا، ان کی آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل بیدار ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے محل بنوایا، اس میں دسترخوان بچھایا اور پھر لوگوں کو دعوت خورد و نوش دی جس کو اس نے اجازت دی وہی اس دعوت سے مستفید ہوا اور جس کو اجازت نہ ملی وہ عتاب و عذاب کا نشانہ بنا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ یہ باتیں کر کے چلے گئے اور پھر حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔

''وہ جو کہہ رہے تھے کیا تم نے اسے سنا اور کچھ پتہ چلا وہ کون تھے؟''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ خبر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''وہ فرشتے تھے اور انہوں نے جو مثال دی ہے وہ یوں ہے کہ اللہ عزوجل نے جنت کو پیدا کیا اور انسانوں کو اس میں آنے کی دعوت دی اور جسے اس نے چاہا جنت میں داخل ہونے دیا اور جسے اجازت نہ دی وہ رسوائے بارگاہِ خداوندی ہوا۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

بکری کے بچے کا دودھ دینا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں بلوغت کو پہنچا تو میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور ان حضرات نے مجھ سے دودھ مانگا۔ میں نے عرض کیا۔

''میں اجرت پر کسی کے لئے مویشی چراتا ہوں اور میرے لئے ممکن نہیں آپ حضرات کو دودھ دے سکوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہارے پاس کوئی بکری کا بچہ ہے جو ابھی دودھ نہ دیتا ہو۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بکری کا بچہ لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تھن کو چھوا اور دعا کی اور پھر اسے چھوڑ دیا اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے جس میں گڑھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کا دودھ اس میں دوہا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ دودھ پیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھن سے فرمایا۔

''سکڑ جا اور وہ سکڑ گیا۔'' (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۲۵)

پانی کا زمین سے جوش مارنا

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں جناب ابو طالب نے کہا میں اپنے بھتیجے محمد ﷺ کے ہمراہ ذی المجاز میں تھا اور مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا۔

"مجھے پیاس لگی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس سے نیچے اترے اور پیچھے کی جانب چند قدم چل کر جھکے اور وہاں پانی موجود تھا آپ ﷺ نے اپنے چچا سے کہا۔

"چچا جان! یہ پانی پی لیں۔"

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب ابو طالب آئے اور انہوں نے وہ پانی سیر ہو کر نوش فرمایا۔ (خصائص الکبری جلد اول صفحہ ۲۳۰)

جن نے بعثت کی گواہی دی

حضرت ذباب بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں میرے پاس ایک بت تھا جس کی میں پوجا کرتا تھا اور میرا ایک جن بھی دوست تھا اور وہ عرب کی خبریں یمن لایا کرتا تھا۔ ایک دن میں اپنے بت کے سامنے سویا ہوا تھا کہ اچانک اس جن نے آواز دی۔

یا ذباب! یا ذباب! اسمع العجائب بعث محمد بالکتاب یدعوا بمکۃ فلا یجاب وھو صادق غیر کذاب

"اے ذباب! اے ذباب! انتہائی عجیب بات سنو مکہ میں محمد ﷺ قرآن کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جو اہل مکہ کو حق کی دعوت دیتے ہیں لیکن اہل مکہ اسے قبول نہیں کرتے اور وہ یقیناً سچے ہیں، کاذب نہیں ہیں۔"

حضرت ذباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس جن کی بات سن کر سخت حیران ہوا اور میں نے باہر نکل کر اپنی قوم سے بات کی تو اچانک ایک آنے والے نے حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی خبر دی۔ پھر میں نے اپنے بت کو پاش پاش پایا اور میں اونٹ پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میں نے اس سے قبل آپ ﷺ کی مثل کسی کو نہ دیکھا تھا اور آپ ﷺ کی جبین پاک سے نور چمک رہا تھا۔ میں آپ ﷺ کے نزدیک گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا۔

''اے ذباب (رضی اللہ عنہ)! کیسے آئے ہو؟''

حضرت ذباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں۔''

حضرت ذباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بت کے پاش پاش ہونے اور جن کا تمام واقعہ دنایا اور میں نے کلمہ پڑھ کر اللہ عزوجل کی وحدانیت اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱)

بت نے بعثت کی گواہی دی

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہماری قوم کا ایک بت تھا جس کو ہم پوجتے تھے اور ایک دن ہم نے اس بت کے قریب قربانی کی تو اس بت سے آواز آئی۔

یا ماذن اسمع تسر ظهر خیر و بطن شر بعث النبی و من مضر بدین الله الا کبر فدع نجیبًا من حجر تسلم من حریقه

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ان الفاظ کو سن کر خائف ہو گیا اور میں نے خود سے کہا۔

''کوئی نہایت اہم واقعہ ہونے والا ہے۔''

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چند دن بعد ہم نے پھر قربانی کی اور اس بت سے پھر آواز آئی۔

اقبل الی و اقبل یسمع ما لا یجل هذا نبیٌّ مرسلٌ بوحی منزل فامن به کی تعدل عن حرِ شعلها و قودها بالجندل

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سے اندازہ کیا کہ اس خبر میں میرے لئے بہتری ہے اور چند دنوں بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور میں نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

''مکہ مکرمہ میں احمد ﷺ نام کے ایک قریشی ہیں اور جو بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی جانب دعوت کو قبول کرو۔''

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا اللہ عزوجل کی قسم! یہ وہی ہیں اور جن کی گواہی بت نے دی تھی چنانچہ میں اٹھا اور بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱۲)

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرنا

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک ایسا شخص تھا جسے گانا سننے کا بے حد شوق تھا اور شراب مبالغہ کی حد تک پیتا تھا اور فاحشہ عورتوں سے میل ملاپ رکھتا تھا۔ پھر میں ایک عرصہ تک قحط کا شکار رہا اور میرا مال و اسباب سب ختم ہو گئے اور میرا کوئی بچہ بھی زندہ نہ رہا۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا اور میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیجئے اللہ عزوجل میری حرص و آرزو کو ختم کر دے اور عورتوں سے میل ملاپ کی میری خواہش کو مجھ سے دور کر دے اور میری زمین پر رحمت کی بارش نازل فرمائے۔"

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں یوں دعا فرمائی۔

اللّٰھم ابدلہ بالطرب قرأۃ القرآن و بالحرام الحلال و بالخمر و باثم فیہ و بالعھد عقد الفرج واتھم بالحیاء وھب لہٗ ولدًا

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک مسجد بنائی جس میں عبادت کرتا تھا اور اگر کوئی ستم رسیدہ یہاں آ کر تین دن عبادت کر کے دعا کرتا تو ظالم دعا کے بعد فوراً ہلاک ہو جاتا یا کوڑھی ہو جاتا تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳)

حکم خداوندی پر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی کرنا

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ جب ابولہب کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی بڑھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے اور اللہ عزوجل نے سورۂ لہب نازل

فرمائی تو اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں اور اس وقت ان دونوں شہزادیوں کی رخصتی عمل میں نہ آئی تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے میری جانب وحی فرمائی کہ میں اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی بعثت نبوی ﷺ کے تیسرے سال ہوئی۔ یہ ایک کامیاب شادی شدہ جوڑا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان کے ساتھ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے آرام و آسائش کا ہر ممکن خیال رکھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بارے میں روایات میں موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس دوران آپ ﷺ سے اصرار کر رہے تھے ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اس لئے ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہئے۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں آ گئے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ تشریف فرما ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران کفارِ مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعدازاں جنگ بدر میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوج گیا۔ اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضور نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا۔

”وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کریں۔“

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا مجھے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دارِ ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ موجود تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے جانثار کی حالت دیکھی تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میری والدہ کے لئے دعا کریں اللہ عزوجل انہیں نورِ ایمان سے منور فرمائے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے کی دعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا اسی وقت بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوئی اور حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۴۲۷)

عداس کو گذشتہ واقعات کے متعلق بتانا

جناب ابوطالب کے وصال کے بعد مشرکین مکہ کی عناد اور دشمنی کھل کر سامنے آگئی تھی اور اب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مظالم ڈھاتے تھے اور انہیں روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ دین کے لئے طائف جانے کا فیصلہ کیا اور اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

طائف امراء کا شہر تھا اور ان رئیسوں میں عمیر کا خاندان تمام قبائل کا سردار تسلیم کیا جاتا تھا اور یہ تین بھائی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب انہیں اسلام کی دعوت دی تو ان بھائیوں نے بجائے اس دعوت توحید پر لبیک کہنے کے شہر کے چند شرپسندوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے لگا دیا اور ان شرپسندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پتھر برسانے شروع کر دیئے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لہولہان ہو گئے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچاتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ زخمی حالت میں ایک باغ میں پناہ لی اور یہ باغ مکہ مکرمہ کے مشہور شخص عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ دونوں ہی وہاں موجود تھے اور وہ دونوں اگرچہ کافر تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یوں زخمی حالت میں دیکھ کر انہیں رحم آ گیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اور اپنے ایک نصرانی غلام عداس کے ہاتھوں انگوروں کا ایک خوشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھجوایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب بسم اللہ پڑھ کر وہ انگور نوش فرمائے تو عداس نے حیرانگی سے کہا۔

"یہاں کے لوگ یہ کلمہ نہیں پڑھتے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"تیرا وطن کون سا ہے؟"

عداس بولا۔

"میں نینویٰ کا باشندہ ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ تو حضرت یونس علیہ السلام کا شہر ہے اور وہ بھی میری طرح نبی تھے۔"

عداس نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ ﷺ کے قدموں کا بوسہ لیا اور اسلام قبول کرلیا۔ (طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲، زرقانی علی المواہب جلد اوّل صفحہ ۳۰۰)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف لکھی جانے والی ظلم کی دستاویز مٹا دی تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے لگے۔ آپ ﷺ ہر سال حج کے ایام میں آنے والے لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے لگے۔ آپ ﷺ کی بالعموم قبائلی عمائدین سے گفتگو یہ ہوتی تھی۔

"تم مجھے اپنے ہاں پناہ دو اور میری حفاظت کا ذمہ لو اور میں تمہیں دین اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کروں گا اور میں چاہتا ہوں کہ تم میری حفاظت کرو تاکہ میں رب کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں اور پھر اللہ عزوجل جو چاہے میرے متعلق فیصلہ کرے۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کسی بھی قبیلہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک نہ کہا اور ہر کسی کا یہی جواب ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے کبھی کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسروں کے لئے بھلائی کرے اور اللہ عزوجل نے درحقیقت آپ ﷺ کی حفاظت و اعانت کا ذمہ انصار کے سپرد کر رکھا تھا۔ پھر جناب ابوطالب فوت ہو گئے اور آپ ﷺ سب سے پہلے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے طائف روانہ ہوئے اور طائف کا سب سے بڑا قبیلہ بنی ثقیف تھا۔ آپ ﷺ نے قبیلہ بنی ثقیف کے تین

سرداروں سے ملاقات کی اور وہ تینوں بھائی تھے اور ان تینوں نے آپ ﷺ کا استہزاء اڑایا اور دعوتِ توحید کو رد کر دیا۔ پھر ان کے بہکاوے پر لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے اور آپ ﷺ لہولہان ہو گئے۔ اس دوران آپ ﷺ نے ایک انگوروں کے باغ میں پناہ لی اور وہ باغ آپ ﷺ کے بدترین دشمن عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا اور وہ دونوں اس باغ میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے پاس جانا مناسب نہ جانا اور انہوں نے اپنے ایک غلام عداس کے ذریعے آپ ﷺ کے پاس انگوروں کا خوشہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر انگور پکڑا تو عداس نے حیرانگی کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

''تم کہاں سے آئے ہو؟''

عداس بولا۔

''میں نینوی کا رہنے والا ہوں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''وہ تو مردِ صالح حضرت یونس علیہ السلام بن متی کا شہر ہے۔''

عداس نے پوچھا۔

''آپ ﷺ کو حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق کیا علم ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کی عظمت بیان فرمائی اور آپ ﷺ کسی بھی نبی کی شان میں کمی نہیں کرتے تھے۔ عداس نے آپ ﷺ سے کہا۔

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے یونس علیہ السلام کے متعلق مزید بتائیں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کی مزید صفات بیان فرمائیں اور عداس، آپ ﷺ کے قدموں میں گر پڑا اور آپ ﷺ کے زخمی قدموں کو چومنے لگا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عتبہ اور شیبہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو وہ حیران رہ گئے۔ پھر جب عداس ان کے پاس واپس لوٹا تو انہوں نے پوچھا۔

''تمہیں کیا ہوا جو تم نے محمد ﷺ کے قدم چومے اور ہم نے پہلے تمہیں کبھی ایسا

کرتے نہیں دیکھا؟"

عداس بولا۔

"انہوں نے مجھے جن باتوں کی خبر دی وہ حق ہیں اور میں اپنے علاقے کے نبی حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق جانتا ہوں اور انہوں نے مجھے اس کی خبر دی۔"

عتبہ اور شیبہ نے جب عداس کی باتیں سنیں تو استہزاء اڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ کہیں تمہیں تمہارے مذہب عیسائیت سے دور نہ کر دیں اور (معاذ اللہ) وہ فریبی ہیں۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس واقعہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۶)

یہود نے مژدہ سنایا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حج کے لئے نکلے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے درمیان ہم سے ملنے کا وعدہ فرمایا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آئی جس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے، ہم نے انہیں لیا اور اپنے اس معاملہ کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپایا جو ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے ابو جابر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اے ابو جابر (رضی اللہ عنہ)! تم ہمارے سرداروں میں سے ہو اور تم جس حال میں ہو وہ ہمیں پسند نہیں اور تم کل دوزخ کا ایندھن بنو گے۔"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ہم نے ابو جابر رضی اللہ عنہ کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہماری جو ملاقات مقام عقبہ پر ہوئی اس سے آگاہ کیا۔ ابو جابر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رات کو جب ہماری قوم کے دیگر لوگ سو رہے تھے ہم اپنے خیموں سے دبے قدموں نکلے یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھے اور ایک دوراہے پر جمع

ہو گئے۔ ہم کل ۷۳ مرد تھے اور ہماری عورتوں میں ام عمارہ بنت کعب اور ام منیع اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہما یہ دو عورتیں تھیں۔ ہم اس دوراہے پر اکٹھے ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے منتظر تھے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تھے جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے مگر اپنے بھتیجے کے ہر معاملہ میں موجود ہوتے تھے۔ ہم سب بیٹھ گئے اور پھر گفتگو کا آغاز حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کیا اور فرمایا۔

"اے گروہ خزرج! تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کو ہم میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اور ان لوگوں نے جو ہماری رائے سے متفق ہیں انہوں نے اب تک ان کی حفاظت کی ہے اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں مگر یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں اور تم سے مل کر رہنے کے سوا کوئی دوسری بات ماننے کو تیار نہیں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم انہیں جس جانب لے جا رہے ہو وہاں ان کا پورا پورا حق ادا کرو گے اور مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے اور تم اس بار کو خوشی خوشی اٹھانے کے لئے تیار ہو اور اگر تم نے انہیں ان کے مخالفین کے حوالے کیا اور ان کی مدد سے باز آنے کا خیال بھی آیا تو تم اب بھی بتا دو اور یہ اب اپنی قوم میں معزز و محفوظ ہیں۔"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ہم نے سن لیا۔"

اور پھر ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہم سے گفتگو فرمائیے اور اپنی ذاتِ بابرکات اور اللہ عزوجل کے بارے میں ہم سے جو اقرار لینا چاہیں لے لیجئے۔"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا۔

"میں تمہیں اللہ عزوجل کی جانب حق کی دعوت دیتا ہوں اور تمہیں دین اسلام کی

رغبت دلاتا ہوں۔ پھر فرمایا میں تم سے اس پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔"

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک تھاما اور عرض کیا۔

"اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہمیں یہ تمام شرائط منظور ہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت ضرور کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بیعت لیں اور اللہ عزوجل کی قسم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپاہی ہوں گے اور جنگ ہمیں بزرگوں سے وراثت میں ملی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے مابین ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ اس دوران حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ بولے۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں اور یہود میں خصوصی تعلق ہے اور ہم ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم کرلیں گے مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غلبہ عطا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں واپس لوٹ جائیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ میرا خون تمہارا خون ہوگا اور تمہارا خون میرا خون ہوگا اور تم مجھ سے ہو جاؤ گے اور میں تم سے ہو جاؤں گا، جو تم سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے صلح کروں گا۔"

(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۰۰)

محمد بن اسحٰق کی روایت ہے جب اللہ عزوجل نے ارادہ فرمایا کہ دین کو غالب کیا جائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو بلند کیا جائے اور نصرت حق کا وعدہ پورا کیا جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب معمول ایام حج میں تبلیغ دین کے لئے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان عقبہ کے مقام پر رونق افروز تھے اور یہاں انصار مدینہ کے قبیلہ بنوخزرج سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

وہ بولے۔

"ہم بنی خزرج سے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہود کے علاقے سے۔"

وہ بولے۔

"ہاں!"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم کچھ دیر بیٹھ سکتے ہو اور میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولے۔

"کیوں نہیں؟"

پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی اور دین اسلام ان پر پیش کیا اور قرآن مجید کی آیات انہیں پڑھ کر سنائیں جس کا ان پر اثر ہوا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مدینہ منورہ میں یہودی بکثرت آباد تھے اور بنی خزرج اور بنی اوس کی یہود کے ساتھ کئی جنگیں بھی ہو چکی تھیں اور جب بھی ان کی یہود سے جنگ ہوتی تھی تو یہود ان سے کہا کرتے تھے۔

"عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اور ان کے ظہور کا وقت نزدیک ہے اور ہم ان کے جھنڈے تلے جمع ہو کر تمہارا وہ حشر کریں گے جو قوم عاد اور قوم ارم کا ہوا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب بنی خزرج کے ان لوگوں کو توحید کا پیغام دیا تو وہ آپس میں کہنے لگے۔

"یہ وہی نبی ہیں جن کا مژدہ یہود ہمیں سناتے تھے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ایمان لانے میں سبقت لے جائیں۔"

چنانچہ بنی خزرج کے ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ پھر انہوں نے کہا۔

"ہم اپنے پیچھے ایسی قوم چھوڑ کر آئے ہیں کہ کوئی قوم ان سے بڑھ کر عداوت پسند اور شر پسند نہ ہوگی اور ممکن ہے کہ اللہ عزوجل انہیں بھی آپ ﷺ کا غلام بنائے اور ہم قوم میں واپس پہنچ کر آپ ﷺ کا پیغام سنائیں گے اور اگر اللہ عزوجل نے توفیق دی تو وہ ہدایت قبول کریں گے اور آپ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص قابل عزت نہیں ہے۔"

محمد بن اسحق کہتے ہیں وہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے علاقے کی جانب واپس لوٹ گئے اور وہ چھ لوگ تھے اور ان میں بنو مالک بن نجار سے حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ اور حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہم اور بنی زریق سے حضرت رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ اور بنی سلیمہ بن سعد بن سواد بن غنم سے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور بنی حرام بن کعب سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور بنی عبید بن عدی سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۷۸ تا ۲۷۹)

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کا بت

محمد بن اسحق کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کے بعد جب انصار مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے دین اسلام کی خوب تبلیغ کی تاہم کچھ لوگ اب بھی اپنے عقیدہ شرک پر قائم تھے اور ان میں ایک عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان کے بیٹے معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کی بیعت کر لی تھی۔

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ بنی سلمہ کے معززین اور سرداروں میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں ایک بت رکھا ہوا تھا جس کا نام "مناۃ" تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس کی پوجا کرتے تھے اور اسے خوب صاف ستھرا کرتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے کچھ نوجوان معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور خود عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کے فرزند معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے بت کو لے جاتے اور اس گڑھے میں پھینک دیتے جہاں لوگ کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے قوم سے کہا۔

"تمہارا برا ہو رات کو ہمارے خدا کے ساتھ یہ زیادتی کون کرتا ہے؟"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ بت کی تلاش میں نکلے اور پھر اسے کوڑے کے ڈھیر میں اوندھا پڑا ہوا پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بت کو دھویا اور صاف کر کے خوشبو لگانے کے بعد اس کی جگہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا۔

"اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ ایسا کس نے کیا ہے تو میں اسے ذلیل کروں؟"

راوی کہتے ہیں اگلی شام حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ جب گھر سے نکلے تو بنی سلمہ کے ان نومسلم جوانوں نے پھر اس بت کو کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ آئے اور پھر بت کو تلاش کر کے اسے صاف کر کے خوشبو لگا کر اپنی جگہ پر واپس رکھ دیا۔ پھر ایسا معمول ہو گیا اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے حسب معمول بت کو صاف کر کے خوشبو لگا کر اس کی جگہ پر رکھا اور اپنی تلوار میان سے نکال لی اور اس بت کے کندھے پر لٹکاتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا تیرے ساتھ ایسا کون کرتا ہے اور اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہے تو پھر اس تلوار سے ان کا مقابلہ کر۔"

پھر جب شام ہوئی تو حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ سو گئے تو بنی سلمہ کے ان نومسلم نوجوانوں نے بت کو پکڑا اور انہوں نے بت کے ساتھ جب تلوار دیکھی تو پہلے تلوار اتاری اور پھر اس بت کو ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ رسی کے ذریعے باندھ دیا اور پھر کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیا۔ اگلے دن جب آپ رضی اللہ عنہ کو پھر بت دکھائی نہ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ پھر اسے تلاش کرتے ہوئے کوڑے کے ڈھیر پر پہنچ گئے اور اس مرتبہ بت کو ایک مردہ کتے کے ساتھ رسی کے ذریعے بندھا ہوا پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس بت کا یہ حال دیکھا تو اس سے متنفر ہو گئے اور پھر بنی سلمہ کے مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دعوتِ توحید دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

اسحٰق بن یسار نے بنی سلمہ کے ایک شخص سے روایت بیان کی ہے کہ جب بنی سلمہ کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو ان میں حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور بیوی بھی تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی

بیوی سے کہا۔

"تم اپنے بچوں میں سے کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا اور میں ان سے کلام کرنا یا ان کی بات سننا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے کسی فعل کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی بیوی بولیں۔

"تم درست کہتے ہو مگر تم اپنے فلاں بیٹے کی بات سن لو اس میں حرج کیا ہے؟"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ بے دین ہو چکا ہے اب میں اس کی کیا بات سنوں؟"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا۔

"اس نے قوم کا ساتھ دیا ہے۔"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ نے اپنے اس بیٹے کو بلایا اور کہا۔

"تم نے اس (حضرت معصب رضی اللہ عنہ) سے جو کلام سنا ہے مجھے بھی وہ کلام سناؤ۔"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب کلام خداوندی سنا تو کہا۔

"کیا خوب کلام ہے اور کیا یہ سارا کلام ایسا ہی ہے؟"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا۔

"اباجان! تمام کلام خوب سے خوب تر ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نبی آخر الزماں ﷺ کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے؟"

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"میں پہلے اپنے بت سے مشورہ کروں گا اور میں دیکھوں گا وہ مجھے کیا جواب دیتا ہے؟"

راوی کہتے ہیں اس بت سے جب بنی سلمہ کے کچھ لوگ بات کرنا چاہتے تھے تو ایک بوڑھی عورت اس بت کے پیچھے کھڑی ہو جاتی تھی اور وہ بت کی طرف سے جواب دیتی تھی۔ جب حضرت عمرو بن

جموع رضی اللہ عنہ اس بت سے بات کرنے آئے تو وہ بوڑھی عورت اتفاقاً اس دن وہاں موجود نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بت سے کہا۔

"اے مناۃ! کچھ ہوش کر تجھے برباد کیا جا رہا ہے اور تو غافل ہے اور ایک شخص آیا ہے جو ہمیں تیری عبادت سے روکتا ہے اور ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم تجھے چھوڑ دیں اور میں نے یہ پسند نہ کیا کہ میں تیری اجازت کے بغیر کسی کی اطاعت کروں۔"

پھر حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ نے اس بت سے لمبی چوڑی باتیں کیں مگر اس بت نے کچھ جواب نہ دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے اور اس بت کو توڑ دیا اور کلمہ پڑھ کر دین اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۲)

عتبہ بن ربیعہ خوفِ خدا سے لرزنے لگا

منقول ہے ایک مرتبہ سردارانِ قریش کا ایک وفد حرم کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بات کر رہے تھے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تبلیغ بند کیوں نہیں کی اور آخر ان کا مقصد کیا ہے اور شاید وہ منصب اور عزت کے خواہاں ہوں؟ پھر قریش کے سرداروں نے عتبہ بن ربیعہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم جا کر معلوم کرو ان کا مقصد کیا ہے؟ عتبہ بن ربیعہ نے تنہائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور کہنے لگا۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعوتِ توحید کا کیا مطلب ہے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی سرداری چاہتے ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت اور دولت کی خواہش ہے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہتے ہیں ہمیں بتائیں میں ضمانت دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر خواہش پوری ہو گی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوتِ توحید سے باز آ جائیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ربیعہ کی تمام باتیں اطمینان سے سنیں اور پھر جواب میں قرآن مجید کی کچھ آیات تلاوت کیں جنہیں سن کر عتبہ بن ربیعہ متاثر ہو گیا اور خوفِ خدا سے اس کا بدن لرزنے لگا۔ پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا۔

"بس کیجئے میرا دل پھٹ جائے گا اور اس کلام کی عظمت میرے اندر گھر کر رہی ہے۔"

پھر عتبہ بن ربیعہ سردارانِ قریش کے پاس واپس لوٹا اور کہا۔

"محمد ﷺ جو کہتے ہیں وہ نہ ہی جادو ہے اور نہ ہی کہانت اور نہ ہی شاعری بلکہ وہ تو کوئی اور ہی کلام ہے اور میرا مشورہ یہ ہے کہ تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور اگر وہ کامیاب ہو گئے تو تمام عرب پر ان کا غلبہ ہو گا اور اس سے ہم قریش کی عزت بڑھے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو سارا عرب خود ہی انہیں ختم کر دے گا۔"

(زرقانی علی المواہب جلد اوّل صفحہ ۲۵۸)

مشرکوں کا سوالوں کے ذریعے امتحان لینا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مشرکین قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس بھیجا اور انہیں کہا کہ یہودی علماء سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت کریں اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان کے کردار سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتب کے وارث اور علم وفہم میں برتری کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں مدینہ منورہ پہنچے اور احبار سے ملے۔ احبار نے پورے حالات سن کر انہیں مشورہ دیا۔

"اے وفد قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد ﷺ سے تین سوال کرو اور اگر وہ ان سوالوں کا جواب دے دیں تو جان لو کہ ان کا دعویٰ سچا ہے اور اگر نہ دے تو ان کا دعویٰ ان کے قول کے برعکس ہے اور باطل ہے اور وہ تین سوالات یہ ہیں۔

(۱) تم ان سے پوچھو کہ پچھلے زمانے میں جو جوان گزرے ہیں ان کا کیا واقعہ ہے کیونکہ ان کا واقعہ عجیب ہے؟

(۲) تم ان سے پوچھو کہ وہ شخص جو زمین کے مشرق ومغرب کی بہت زیادہ سیر کرتا تھا اس کی خبر کیا ہے؟

(۳) تم ان سے پوچھو کہ روح کیا ہے؟"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں مکہ مکرمہ واپس آئے اور انہوں نے قریش کو ان سوالوں کے متعلق بتایا چنانچہ قریش نے اعلان کیا۔

"ہم وہ سوال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں گے جن کے جواب دینا کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے اور اگر واقعی وہ نبی ہیں تو پھر ان کے لئے ان سوالوں کے جواب دینا آسان ہوگا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر قریش نے اپنی دوراندیشی اور مصلحت کی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوالات عوامی اجتماع کی بجائے چند خاص لوگوں کے سامنے پوچھے اور تینوں سوالات بالترتیب اور یکے بعد دیگرے پوچھے۔ اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورۃ الکہف کے ساتھ بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الکہف کی روشنی میں ان کے سوالوں کے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ جوان اصحابِ کہف ہیں۔

تمہارے دوسرے سوال کا جواب کہ وہ کون ہے جو مشرق و مغرب کی بہت زیادہ سیر کرتا تھا تو وہ ذوالقرنین تھے۔

تمہارے تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ روح رب تعالیٰ کا امر یعنی حکم ہے۔"

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۴۹)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے احبارِ یہود سے کہا۔

"میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے رب سے نیکوکاری پر قائم رہنے کے لیے عہد و میثاق کروں۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں مکہ آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منیٰ میں ملنے گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا۔

"تم عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) ہو؟"

میں نے عرض کیا۔

"جی ہاں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرے قریب آجاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نزدیک ہوگیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ)! کیا تم تورات میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"میرے جواب سے پہلے آپ (ﷺ) اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ (ﷺ) بلاتے ہیں؟"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اس وقت حضور نبی کریم ﷺ پر سورۃ اخلاص نازل ہوئی چنانچہ آپ ﷺ نے اس کی تلاوت کی جسے سننے کے بعد میں نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا مسلمان ہونا لوگوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سے مجھ پر وجد طاری ہوگیا اور میں درخت سے گر پڑا۔"

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۰)

سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے نکل گئے

قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر اس کی اطلاع آپ ﷺ کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا۔

''آپ ﷺ اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔''

پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور آپ ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ آپ ﷺ کے فرمان پر جس بستر پر آرام فرما ہیں وہ ان کے لئے موت کا بستر ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کیا اور بے نیاز ہو کر اس بستر پر لیٹے رہے۔

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو انہوں نے ایک منصوبہ بنایا جس میں تمام

قبائل کا ایک ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے باہر اکٹھا ہوا تا کہ ایک لمحے میں حضور نبی کریم ﷺ پر وار کر کے انہیں شہید کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں حکم دیا۔

"صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بستر پر لیٹ گئے اور چادر اوڑھ لی۔ مشرکین مکہ نے رات بھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ جاری رکھا مگر صبح ہوتے ہی انہیں خبر ہوئی کہ ان کا منصوبہ ناکام ہو چکا اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر جا چکے ہیں۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۲، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور مٹھی بھر مٹی ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور وہ آپ ﷺ کو نہیں دیکھ سکے اور آپ ﷺ با آسانی نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

مشرکین مکہ حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے انہیں آ کر اطلاع دی۔

''تم جن کا انتظار کر رہے ہو وہ مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں۔''

مشرکین کی اس جماعت میں سے ایک شخص نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر کوئی اور سو رہا ہے۔ جب انہوں نے سوئے ہوئے کے اوپر سے چادر اتاری تو وہ سوئے ہوئے شخص حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کہاں ہیں؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں یہاں لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں حضور نبی کریم ﷺ کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں؟''

مشرکین مکہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔ قبا کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے قافلہ سے آن ملے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۹۰، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مشرکین مکہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے ناپاک ارادے سے جب گھر میں گھسے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر لیٹا دیکھا تو پوچھا۔

''تمہارے صاحب کہاں ہیں؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں ان کا پاسبان نہیں تھا جو ان کی نگہبانی کرتا۔''

مشرکین مکہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو مسجد میں لے جا کر قید کر دیا اور پھر کچھ دیر بعد خود ہی چھوڑ دیا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

سفر ہجرت کے معجزات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے متعلق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر لٹایا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے والے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفر میں رفیق بنانا:

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے

ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم جلدی نہ کرو ہوسکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔"

پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۷، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰)

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے میرے رب نے ہجرت کا حکم دیا ہے اور اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ وہ اعزاز تھا جو کسی بھی طرح نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثار اور اپنے رفیق کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دن میں کئی مرتبہ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے پھر جب آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی تو اس روز بھی آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ دوپہر کا وقت تھا اور ہم تمام گھر والے حیران تھے آپ ﷺ خلافِ عادت اس وقت تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے ہیں کیا کوئی اہم بات ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔"

والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ سب آپ ﷺ کے گھر والے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی اور اس سفر میں تم میرے ساتھی ہو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دو اونٹنیاں تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ وہ اونٹنیاں تھیں جنہیں آپ رضی اللہ عنہ چار ماہ سے پال رہے تھے کہ کسی بھی وقت ہجرت کا حکم ملا تو سفر میں دشواری پیش نہ آئے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت دوبارہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں اونٹنیاں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جسے مناسب سمجھیں سفر کے لئے ہمراہ رکھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹنی کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اس اونٹنی کی قیمت تم مجھ سے وصول کرلو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں میں اس کی قیمت ہرگز نہ لوں گا۔ میرا تمام مال آپ ﷺ کا ہی ہے اور دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں قیمت کی ادائیگی کے بغیر اس پر سفر نہ کروں گا تم اس کی وہ قیمت لے لو جس

قیمت میں تم نے اسے خریدا تھا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹنی کی قیمت ادا کی۔

روایات میں آتا ہے ہجرت کے لئے روانہ ہونے سے قبل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کچھ درہم دیئے اور فرمایا اس سے گوشت پکا لیں تاکہ سفر کے دوران کھانے کی سہولت رہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان درہم سے گوشت خریدا اور اسے پکانے لگ گئیں۔

ابوجہل اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کی تلاش میں وہاں پہنچ گیا۔ اس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اسے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا جس پر اس بدبخت نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر تھپڑ مارا جس سے کان کے نچلے حصے سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور کان کی بالی بھی ٹوٹ کر گر پڑی۔

منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان باندھنا شروع کیا۔ جب سامان باندھنے کے لئے انہیں رسی نہ ملی تو انہوں نے اپنا ازار بند دو حصوں میں تقسیم کر کے اس سے سفر کا سامان باندھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کے اس حسن عمل کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہا کو "ذات النطاقین" کا خطاب دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور جنوب کی سمت روانہ ہوئے۔ اس سفر ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے اور عبدالرحمن بن اریقط جسے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھا گیا تھا وہ ہمراہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن اریقط کے حوالے دونوں اونٹنیاں کیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ تین دن بعد انہیں غارِ ثور میں ملیں۔

حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے اور پہلا پڑاؤ غارِ ثور میں کیا۔ غارِ ثور تک کا سفر نہایت دشوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جانثار اور محافظ ہونے کا ثبوت دیا اور کئی جگہوں پر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سفر کیا۔ یہ سعادت بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کی سعادت حاصل کی۔

ام معبد کی بکری:

غار ثور مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دورانِ سفر حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گزر قبیلہ خزاعہ کی ایک نیک عورت ام معبد کے پاس سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔

"اگر اس کے پاس کھجوریں، دودھ اور گوشت ہو تو وہ انہیں فروخت کر دے۔"

ام معبد نے عرض کیا۔

"میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے ماسوائے ایک بکری کے جو بہت کمزور ہے۔"

پھر ام معبد نے وہ بکری سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ بکری حضور نبی کریم ﷺ کو دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اس بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا اور دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ برتن بکری کے دودھ سے بڑھ گیا اور حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر وہ دودھ پیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا دودھ ایک مرتبہ پھر دوہا اور جب برتن بھر گیا تو وہ برتن اس خاتون ام معبد کو دے دیا۔

جب ام معبد کا خاوند ابومعبد گھر لوٹا تو ام معبد نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔ ابومعبد نے ام معبد سے حلیہ دریافت کیا تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کر دیا۔

ابومعبد نے جب حلیہ سنا تو قسم کھا کر کہا۔

"یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر مکہ مکرمہ میں اس وقت ہو رہا ہے۔"

(مدارج النبوۃ صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷)

طبرانی کی روایت میں ہے مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضرات کے راہبر عبداللہ بن اریقط تھے۔ آپ ﷺ دونوں ساتھیوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے دونوں خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ اور نیک خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپٹی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی۔ پھر آپ ﷺ نے گوشت اور کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تا کہ ان

سے کچھ خرید لیں، مگر ان کے پاس موجود نہ تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔

"اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟"

انہوں نے کہا۔

"بیمار ہے اسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے اور دودھ سے بھی خشک ہو گئی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر اجازت دو تو میں اس سے دودھ لوں؟"

انہوں نے جواب دیا۔

"اگر آپ ﷺ ایک ایسی بکری سے دودھ کے لئے پر امید ہیں تو میرا کیا حرج ہے میری طرف سے اجازت ہے۔"

اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور ام معبد کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ بیمار بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک بڑے برتن میں دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آگئے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم کے بعد خود دودھ پیا اور ان سب افراد نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا۔

راوی کہتے ہیں جب دودھ ختم ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ نکالا اور وہ برتن پھر لبریز ہو گیا، جو ام معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام معبد سے بیعت لے کر آپ ﷺ آگے جانے کے لئے سفر پر روانہ ہو گئے۔ وہ بکری جس کا دودھ آپ ﷺ نے نکالا تھا۔ عہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں ہمیشہ صبح شام کثیر مقدار میں دودھ دیتی رہی۔

خشک درخت ہرا بھرا ہو گیا:

ام معبد کی خالہ زاد بہن ہند روایت بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سفر ہجرت میں

میرے خیمہ میں آرام فرمایا اور جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو پانی مانگا اور میں نے پانی دیا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ دھوئے، کلی کر کے پانی خیمہ کے پاس ہی ایک درخت کی جڑ میں پھینک دیا۔ صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ وہاں ایک سرسبز تنا آور درخت موجود ہے اور پھل سے لدا ہوا ہے اور اس درخت سے خوشبو آرہی تھی۔ اس درخت کا پھل شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور اگر کوئی بھوکا اسے کھالیتا تو وہ سیر ہو جاتا تھا اور اس کی تشنگی دور ہو جاتی تھی اور کوئی بیمار وہ پھل کھالیتا تو وہ شفایاب ہو جاتا اور اس کے پتے بھیڑ بکریاں کھاتے تو ان کا پیٹ بھر جاتا تھا اور ہم نے اس درخت کا نام "مبارکہ" رکھا اور لوگ دور دراز سے ہمارے پاس بیماروں کو لے کر آتے تھے جو اس درخت کا پھل کھا کر شفایاب ہو جاتے تھے۔

ہند کہتی ہیں ایک دن ہم نے دیکھا کہ اس درخت کے تمام پتے خزاں رسیدہ ہو کر گر پڑے اور ہمیں اس کا بہت دکھ ہوا۔ پھر ہمیں خبر ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا ہے اور پھر تیس برس بعد اس درخت کے تنے بھی کانٹوں سے بھر گئے اور پھل جھڑ گیا۔ پھر ہمیں خبر ملی کہ حیدرِ کرار سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور پھر ایک دن ہم نے اس درخت کے تنے سے خون نکلتے دیکھا تو ہم بے حد غمگین ہوئے اور پھر ہمیں خبر ملی کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اس کے بعد وہ درخت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خشک ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱۷)

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب میں اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے تو رات کا وقت تھا ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور صبح کے وقت ہمیں ایک چٹان نظر آئی۔ میں نے اس چٹان کے سائے میں ایک کپڑا بچھا دیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام فرمالیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام کی غرض سے تشریف فرما ہوئے اور میں نے وہاں پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اس دوران ایک چرواہا وہاں سے گزرا میں نے اس سے پوچھا کیا اس کی بکریاں دودھ دیتی ہیں تو اس نے ایک بکری میرے حوالے کر دیا جس کے تھنوں کو صاف کر کے میں نے دودھ دوہا اور دودھ کا برتن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے سیر ہو کر دودھ پیا اور باقی دودھ مجھے دے دیا جو میں نے بھی سیر ہو کر پیا۔ دودھ پینے کے بعد ہم وہاں سے

روانہ ہوئے تو راستہ میں سراقہ بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے ہمیں آن لیا۔ میں نے اسے دیکھا تو گھبرا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہماری ہی تلاش میں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ دیر بعد جب سراقہ بن مالک ہمارے نزدیک پہنچ گیا تو میں نے پھر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے بالکل نزدیک آ گیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیوں غم کرتے ہو؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی فکر ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! تو جس طرح چاہے ہماری حفاظت فرما۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا تھا سراقہ بن مالک (رضی اللہ عنہ) کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اترا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔

"میں جانتا ہوں یہ آپ ﷺ کی دعا کا اثر ہے اگر آپ ﷺ مجھے اس مصیبت سے نجات دلوا دیں تو میں انہیں جو آپ ﷺ کی تلاش میں ہیں انہیں یہاں نہیں آنے دوں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ سراقہ بن مالک (رضی اللہ عنہ) گھوڑا نکلنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ گیا۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے موقع پر اس واقعہ کو بیان کرتے

ہوئے کہتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کی خبر مشرکین قریش کو ہوئی تو انہوں نے سو اونٹ انعام مقرر کیا جو ان کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ میں نے جس وقت یہ اعلان سنا اس وقت میں اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا مجھے ایک شخص نے بتایا ابھی مکہ مکرمہ کے نواح میں فلاں جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گزرے ہیں۔ میں گھر آیا اور گھوڑے کی زین کسی اور پھر فال نکالی جو اچھی نہ نکلی۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے لالچ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوبارہ فال نکالی اور وہ بھی اچھی نہ نکلی۔ میں انعام کے لالچ میں گھر سے نکلا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا۔ جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور میں چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اتر گیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ ایسی تحریر دیں جو ہمارے درمیان نشانی ہو۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے ایک تحریر لکھ دی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ غزوہ حنین سے واپس لوٹے تو جعرانہ کے مقام پر میری ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی میں نے وہ تحریر آپ ﷺ کو دکھائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"آج بھلائی کا دن ہے تم میرے نزدیک آؤ۔"

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۷، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۳، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۷، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۰۵، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۳)

زہر کا اثر جاتا رہا:

حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے غارِ ثور میں پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے غار میں پہلے داخل ہونے دیں تاکہ میں غار کی صفائی کر سکوں اور اگر غار میں کوئی زہریلا جانور یا اذیت والی چیز موجود ہو تو اسے ہٹا

سکوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دے دی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کی صفائی کی اور پھر غار میں موجود تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کیا آپ رضی اللہ عنہ نے تمام سوراخ بند کر دیئے ماسوائے دو سوراخوں کے کیونکہ تہبند کا کپڑا ختم ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اندر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ غار میں تشریف لائے اور آرام کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کے زانوؤں پر سر مبارک رکھ کر لیٹ گئے۔ اس غار میں حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا قیام تین روز تک رہا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سوراخوں پر جو بند نہ ہوئے تھے ان پر اپنے پاؤں رکھ لئے تھے۔ اس دوران ایک بچھو نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈنک مار دیا۔ اس ڈنک کی شدت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے اف نہ کی لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ آنسو جب حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھیں کھول دیں اور جب آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"ایک بچھو نے ڈنک مارا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ڈنک والی جگہ پر اپنا لعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہو گئی۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکلیف دیکھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اس تکلیف کے عوض بروزِ محشر میرے ساتھ اجر عطا فرمانا۔"

اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی حضور نبی کریم ﷺ کو دعا کی قبولیت کی بشارت عطا فرمائی۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تین دن قیام کے متعلق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام کے دوران مجھے دین کے معاملے میں کبھی کوئی خطرہ یا پریشانی لاحق نہیں ہوئی۔

سفرِ ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین محافظ کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ غارِ ثور کی جانب سفر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کبھی حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتے۔ کبھی آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ایسے کیوں کرتے ہو تمہیں کیا پریشانی ہے؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آپ ﷺ پر حملہ نہ کر دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔"

مشرکین مکہ کا کھوجی:

غارِ ثور میں قیام کے دوران جب مشرکین مکہ کی جانب سے کرز بن علقمہ خزاعی نامی کھوجی غار کی جانب آن نکلا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حوصلہ دیا اور پھر اللہ عزوجل کے حکم سے غارِ ثور کے منہ پر سرکنڈوں کا ایک درخت اُگ آیا۔ غار کے دہانے پر ایک کبوتروں نے گھونسلا بنا دیا جس میں کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر اپنا جالا بن لیا اور غار کا منہ اس جالے سے بند ہو گیا۔ جب وہ کھوجی مشرکین مکہ کو لے کر غار کے پاس پہنچا تو وہ غار کے منہ کو اس طرح بند دیکھ کر واپس لوٹ گئے کہ یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب کھوجی کو دیکھ کر گھبرا گئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دی تھی اس واقعہ کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ توبہ کی آیت ۴۰ میں بیان کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ذمہ لگایا تھا وہ انہیں مکہ مکرمہ میں ہونے والے تمام واقعات کے متعلق شام کو آگاہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما شام کو سامانِ خوراک کے ہمراہ آتے اور دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہ کرتے تھے۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری حضرت

اسماء رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ روزانہ کھانا تیار کر کے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بھیجا کرتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تین دن بعد حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیوں کو مع سامان لے کر پہنچ گئے اور پھر اس قافلہ نے ساحل کے کنارے کنارے اپنے سفر کا آغاز کیا اور آٹھ روز کے سفر کے بعد مدینہ منورہ کے نواح میں موجود ایک بستی قبا میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

دورانِ سفر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی اپنے ۷۲ ساتھیوں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ سفر کے دوران لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے۔

''یہ میرے رہبر و رہنما ہیں۔''

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۸۲، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۸، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

جنتی نہر کا پانی:

ابن عساکر کی روایت میں غارِ ثور میں قیام کے دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''غار کے دہانے پر چلے جاؤ وہاں جا کر پانی پی لو۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر پانی پیا۔ وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر واپس آ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جنت کی نہروں کی حفاظت جس فرشتے کے سپرد کی گئی اسے اللہ عزوجل نے حکم فرمایا تمہاری خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر کا پانی غار کے دہانے تک لے آئے۔''

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے وصال کی پیشگوئی:

سفرِ ہجرت کے دوران ہی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کے ستر سواروں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اگلی صبح آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"حضور نبی کریم ﷺ کو بغیر جھنڈا کے مدینہ منورہ میں داخل نہ ہونا چاہیے۔"

پھر حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار پھاڑ کر نیزہ پر باندھی اور حضور نبی کریم ﷺ کے آگے آگے چلے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس موقع پر فرمایا۔

"تم میرے بعد خراسان کے ایسے شہر میں چلے جانا جسے ذوالقرنین نے آباد کیا تھا اور اس شہر کا نام "مرو" ہے اور تمہارا وصال اسی شہر میں ہوگا اور بروزِ قیامت اہل مشرق کا نور ان کا قائد ہوگا۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق ہوا اور حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ ایک مہم کے دوران مرو پہنچے اور وہیں قیام کیا اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱۸)

مدنی زندگی میں
رونما ہونے والے معجزات

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت

ہجرتِ مدینہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"میرے پاس دو باغ ہیں جن میں سے ایک باغ جو تمہیں پسند ہو میں تمہیں دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند ہو اسے میں تمہارے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اللہ عزوجل تمہارے مال اور اہل و عیال میں برکت عطا فرمائے تم مجھے بازار کا راستہ بتا دو۔"

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بازار کا راستہ دکھا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اب سامان کی خرید و فروخت کرنے لگے اور یوں تجارت سے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مال آنا شروع ہو گیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ تجارت کے بعد اتنا مال جمع کیا کہ جس سے آپ رضی اللہ عنہ مہر کی رقم ادا کر سکتے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر خوشبو محسوس کی تو دریافت کیا۔

''اے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)! یہ کیا ہے؟''

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے شادی کر لی ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

''تم نے اسے کتنا مہر دیا؟''

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''ایک گٹھلی کی مقدار برابر سونا مہر دیا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)! اب تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کیوں نہ کرو اللہ عزوجل تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے گا۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اس دعا کے بعد دنیا میری جانب جھک گئی اور میرا گمان تھا کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی نکل آئے گی۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۵۳)

یثرب ''مدینہ'' ہو گیا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بخار ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں جب عیادت کے لئے ان کے پاس گئی تو والد بزرگوار سے ان کا حال دریافت کیا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"بلال رضی اللہ عنہ تمہاری کیسی طبیعت ہے؟"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بخار کی شدت ہوتی تو وہ یہ شعر پڑھتے۔

کل امری مصبح فی اھله

والموت ادنی من شراك نعله

"بندہ اپنے گھر خیریت سے صبح کرتا ہے اور موت اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ پر بخار کا غلبہ ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھتے۔

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة

بواد و حولی اذخر و جلیل

و هل اردن یوما میاہ مجنة

و هل یبدون لی شامة و طفیل

"کاش مجھے وادی مکہ میں ایک رات رہنا نصیب ہو جائے وہاں اذخر گھاس اور دیگر نباتات میرے آگے پیچھے ہوں۔ کاش کہ مجھے مجنہ کا پانی پھر سے نصیب ہو جو آب نجات ہے اور کاش میں شامہ اور طفیل کو پھر سے دیکھوں۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور دونوں کی کیفیت بیان کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے اللہ! ہمیں مدینہ منورہ کی ایسی محبت عطا فرما جیسی محبت مکہ مکرمہ سے ہے اور اس سے بھی زیادہ محبت عطا فرما اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو پر فضا بنا دے اور اس کے صاع اور مد میں خیر و برکت عطا فرما دے اور یہاں کا بخار جحفہ میں بھیج دے۔" (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۰۵)

اذان کے کلمات

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے بعد اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ کوئی ایسی نشانی مقرر کی جائے جس سے لوگوں کو نماز کے وقت کا پتہ چل جائے چنانچہ ایک تجویز حضور نبی کریم ﷺ کو یہ پیش کی گئی کہ نماز سے پہلے بگل بجایا جائے لیکن آپ ﷺ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ یہ یہود کا طریقہ تھا۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی آگ جلائی جائے جس سے پتہ چل جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی انکار کر دیا کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ تھا۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی ناقوس بجا کر نماز کا اعلان کیا جائے مگر آپ ﷺ نے یہ طریقہ بھی رد کر دیا کیونکہ ناقوس بجانے کا طریقہ عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں رائج تھا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس مشاورت میں موجود تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے خواب سے آگاہ کیا کہ میں نے خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ نماز کے لئے اذان کہو۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خواب کے بعد اپنے خواب کا ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور اس نے اذان کے کلمات انہیں سکھائے۔ آپ ﷺ نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اذان کے کلمات حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سکھائیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اذان کے کلمات سیکھنے کے بعد پہلی مرتبہ اذان دی اور یوں نماز سے پہلے باقاعدہ اذان دینے کا طریقہ رائج ہوا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اذان کی آواز سن کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ وہی کلمات ہیں جو میں نے خواب میں سنے تھے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بتائے ہوئے کلمات کی تصدیق کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔

"مجھے وحی کے ذریعے پہلے ہی یہ کلمات بتا دیئے گئے تھے مگر میں اس کی تصدیق اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چاہتا تھا۔" (صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث ۵۷۴، ۵۷۵)

بیئر رومہ خریدنے والے کے لئے جنتی چشمہ

منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا نام "بیئر رومہ" تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کرتا تھا۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے لہٰذا ان کے لئے اس کنویں سے پانی خریدنا دشوار تھا۔ آپ ﷺ نے اس کنویں کا ذکر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں بھاری رقم کے عوض خرید کر وقف کر دیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب کتاب الوصایا حدیث ۴۸)

روایات میں آتا ہے مسلمان مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر کے آئے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا کیونکہ مدینہ منورہ کا پانی کھاری تھا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جو ایک یہودی جس کا نام رومہ تھا اس کی ملکیت تھا۔ رومہ اس کنوئیں کا پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رومہ سے فرمایا۔

"اگر تم اس کنوئیں کو جنت کے کنوئیں کے عوض فروخت کر دو تو تمہارے لئے یہ سودا مناسب ہوگا۔"

رومہ نے عرض کیا۔

"میرے اہل و عیال کا گزر بسر اس کنوئیں کی آمدن سے ہوتا ہے لہٰذا میں یہ کنواں فروخت نہیں کروں گا۔"

اس بات کا علم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب رومہ سے اس کنوئیں کو فروخت کرنے کے متعلق پوچھا تو اس نے کنوئیں کو فروخت کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار دینار نقد دے کر رومہ سے وہ کنواں خرید لیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! کیا مجھے بھی اس کنوئیں کے عوض جنتی کنواں ملے گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! یہ تمہارے لئے بھی ہے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے وہ کنواں خرید لیا ہے اور اسے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم گواہ رہیے کہ میں نے وہ کنواں تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔"

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۷۱)

یہ بھی منقول ہے کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا اور مدینہ منورہ میں اس وقت میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا مالک "رومہ" نامی یہودی تھا۔ اس یہودی رومہ نے اس کنوئیں کو اپنی آمدن کا ذریعہ بنا رکھا تھا اور وہ میٹھے پانی کے منہ مانگے دام وصول کرتا تھا۔ وہ لوگ جو مفلس تھے وہ میٹھے پانی کی قیمت دینے سے عاجز تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو اس پریشانی میں مبتلا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم میں سے کون ہے جو بیرِ رومہ کو خریدے اور اللہ عزوجل اس کے عوض اسے بروزِ حشر عمدہ اجر دے گا۔"

روایات میں آتا ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ، یہودی رومہ کے پاس گئے اور اس سے کنوئیں کو خریدنے کی بات کی۔ رومہ نے کنوئیں کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھاری معاوضہ ادا کرنے کی بات کی تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کنوئیں کا پانی فروخت کریں گے اور ایک دن وہ کنوئیں کا پانی فروخت کرے گا چنانچہ بارہ ہزار درہم میں یہ سودا طے پا گیا۔

راوی کہتے ہیں جس دن سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی آپ رضی اللہ عنہ اس کنوئیں کا پانی فی سبیل اللہ دے دیتے اور لوگ اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے جاتے۔ پھر جب اس یہودی رومہ کی باری ہوتی تو اس دن اس سے پانی خریدنے کوئی بھی نہ آتا تھا چنانچہ بالآخر ایک دن اس نے تنگ آ کر آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ اس سے کنواں خرید لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ ہزار درہم مزید دیئے

اور کنواں خرید لیا اور پھر اسے وقف عام کر دیا۔ (الاستعیاب جلد دوم صفحہ ۷۵ ۴، سنن کبریٰ بیہقی جلد ششم صفحہ ۱۶۸)

صحیح بخاری کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

"جو بیئر رومہ خرید کر وقف کرے گا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔"

چنانچہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر بیئر رومہ خرید کر وقف کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جنت کے حقدار ہو گئے۔

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشگوئی

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب کے متعلق منقول ہے غزوہ ذات العشیرہ کے دوران جب لشکر اسلام کا گزر ایک نخلستان سے ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس نخلستان میں کچھ دیر قیام کر لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور آرام فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر نخلستان کی مٹی لگ گئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر مٹی دیکھ کر فرمایا اے ابوتراب! اٹھو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سنی تو نیند سے بیدار ہو گئے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوتراب! کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بدبخت کے متعلق نہ بتاؤں؟"

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ بتائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"سب سے بدبخت وہ شخص ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور ایک سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہو گا جو تیری داڑھی اور چہرے کو خون آلود کرے گا۔"

(مسند امام احمد بن حنبل جلد چہارم حدیث ۱۸۳۲۱، مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث ۴۶۷۹، سنن نسائی جلد پنجم حدیث ۸۵۳۸)

غزوۂ بدر میں رونما ہونے والے معجزات

بدر مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل دور ایک گاؤں ہے اور اس گاؤں میں زمانہ جاہلیت میں سالانہ میلہ لگتا تھا اور یہاں ایک کنواں بھی تھا جس کے مالک کا نام بدر تھا اور اسی کے نام پر اس جگہ کا نام ''بدر'' مشہور ہوا۔ اس جگہ لشکر اسلام اور کفار کے مابین حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے اس دن کو ''یوم فرقان'' کا نام دیا اور قرآن مجید میں سورۃ الانفال میں تفصیلاً اور دیگر سورتوں میں اجمالاً اس معرکہ کا ذکر کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی اس فتح کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

''اور یقیناً اللہ نے تم لوگوں کی مدد فرمائی بدر میں جبکہ تم لوگ کمزور اور بے سروسامان تھے پس تم لوگ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم لوگ شکر گزار ہو جاؤ۔''

رجب المرجب ۲ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو آٹھ مجاہدین کے ہمراہ سالار بنا کر روانہ کیا اور فرمایا دو دو لوگ ایک ایک اونٹ پر سوار ہوں اور ساتھ ہی ایک خط بھی دیا اور تاکید فرمائی کہ تم اسے راستہ میں کھول کر پڑھنا اور اس پر جو ہدایات لکھی ہیں ان پر عمل کرنا۔ آپ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور راستہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو کھول کر پڑھا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تم طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان ''نخلہ'' کے علاقہ میں قیام کرو اور قریش کے تجارتی قافلوں پر نظر رکھو اور وہاں کی صورتحال سے مجھے آگاہ کرتے رہنا۔

مؤرخین لکھتے ہیں دشمنوں کے مرکز میں جا کر ان کی جاسوسی کرنا انتہائی خطرناک کام تھا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی تکریم کرتے ہوئے یہ جانثار اس جگہ پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے لشکر کے ہمراہ نخلہ میں قیام کیا اور اس وقت رجب المرجب کی آخری تاریخ تھی۔ اتفاقاً قریش کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا جس میں عمرو بن حضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ کے دو بیٹے عثمان بن عبداللہ اور نوفل بن عبداللہ اور حکم بن کیسان تھے اور ان کے اونٹوں پر کھجور اور دوسرا سامانِ تجارت لدا ہوا تھا۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر ہم نے انہیں جانے دیا تو یہ مکہ مکرمہ جا کر ہماری خبر کر دیں گے اور وہ ہمیں قتل یا گرفتار کر لیں گے اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو شہر حرام یعنی وہ مہینہ جس میں قتال حرام ہے اس میں جنگ کرنے کا گناہ ہم پر ہوگا۔ پھر باہم مشورہ سے طے پایا کہ انہیں روکنا چاہیے تاکہ اپنی جان بچائی جا سکے اور پھر حضرت واقد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر تیر چلایا اور عمرو بن حضرمی اس تیر کے لگنے سے مارا گیا۔ عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن کیسان کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ نوفل بن عبداللہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں مالِ غنیمت بنا کر مدینہ منورہ لوٹ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مالِ غنیمت کا خمس پیش کیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ جو لوگ قتل یا گرفتار ہوئے تھے وہ سب قریش کے معززین میں سے تھے اور عمرو بن حضرمی جو مارا گیا تھا وہ عبداللہ حضرمی کا بیٹا تھا اور وہ پہلا کافر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ عثمان بن عبداللہ، مغیرہ کا پوتا تھا اور مغیرہ کا شمار قریش کے امراء میں ہوتا تھا جبکہ حکیم بن کیسان، عمرو مخزومی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ قریش کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ غضبناک ہوگئے اور بدلہ کی آگ میں جلنے لگے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوہ بدر اور دیگر تمام جنگیں جو مشرکین مکہ سے لڑی گئیں ان سب کا بنیادی سبب عمرو بن حضرمی کا قتل ہے اور اسے حضرت واقد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ تمیمی نے تیر مار کر قتل کیا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا۔

"میں نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہ دی تھی اور تمہارا کام صرف ان کی نگرانی کرنا تھا۔" (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳، زرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۷)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ قریش کے ساتھ ابھی جنگ نہ چاہتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی بجا تھی۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ البقرہ کی ذیل کی آیت نازل فرمائی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ:۲۱۷)

”تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہے گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔“

ان آیات کے ذریعے اللہ عزوجل نے قریش کے مشرکین کے اس اعتراض کو رد کر دیا کہ مسلمانوں نے شہر حرام میں قتال کیا اور اللہ عزوجل نے ان پر واضح کر دیا کہ تم بھی تو مسلمانوں پر ظلم کرتے رہے ہو اور تم نے انہیں مسجد حرام میں عبادت سے روکا اور انہیں شہر چھوڑنے پر مجبور کیا لہٰذا تمہارا یہ اعتراض بے جا ہے اور تمہارا اگر زور چلتا تو تم مسلمانوں کو دین حق چھوڑنے پر مجبور کر دیتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس فرمانِ خداوندی کے بعد قریش کا مال اور ان کے قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر قریش کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے اپنے فدیہ کے عوض اپنے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

مورخین لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے والے آٹھ مجاہدین میں حضرت

سعد بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہم بھی تھے جو لاپتہ ہو گئے تھے اور انہیں قریش نے قیدی بنالیا تھا اور انہیں چھڑانے کی غرض سے ہی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے عمرو حضرمی کے قافلہ پر حملہ کیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کے وفد سے فرمایا جب تک میرے دونوں ساتھی صحیح سلامت واپس نہیں آجاتے ہم ان قیدیوں کو رہا نہیں کریں گے اور پھر جب دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح سلامت واپس لوٹ آئے تو آپ ﷺ نے قریش کے ان قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۳)

غزوہ بدر کا حقیقی سبب عمرو بن حضرمی کا قتل تھا اور قریش میں عمرو بن حضرمی کے قتل کے بعد سخت اشتعال پایا جاتا تھا اور ہر کافر یہی کہتا تھا کہ وہ عمرو کے قتل کا بدلہ لے گا مگر پھر صورتحال اس وقت بدلی جب حضور نبی کریم ﷺ قریش کے جس قافلے کی تلاش میں ذی عشیرہ تک گئے تھے اور وہ قافلہ نہیں ملا تھا اس کے متعلق خبر آئی کہ اب وہ قافلہ ملک شام سے واپس لوٹ رہا ہے اور مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہے۔ اس قافلے میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) بن حرب جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کے علاوہ مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) اور وہ بھی اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور ان کے علاوہ تیس سے چالیس لوگ اور تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور فرمایا۔

"مشرکین مکہ کے کئی گروہ مدینہ منورہ اور اطراف میں لوٹ مار کرتے ہیں اور اس مرتبہ ہم ان کے قافلے کو لوٹ لیتے ہیں تاکہ قریش کی ملک شام سے تجارت ختم ہو جائے اور وہ مجبوراً ہم سے صلح کر لیں۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سامانِ تجارت لے کر مدینہ منورہ کے نزدیک سے گزرے تو حضور نبی کریم ﷺ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر بات کی مگر آپ ﷺ خاموش رہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر بات کی مگر آپ ﷺ پھر بھی خاموش رہے۔ آخر کار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو انصار کے رئیس تھے وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑوں کو سمندر میں

ڈال دیں گے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور مشورہ کیا اور پھر مجاہدین کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ بدر کے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۵۵)

منقول ہے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے تو وہ امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے کیونکہ سفر شام کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ منورہ سے گزرتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ٹھہرا کرتا تھا۔ ایک روز امیہ بن خلف نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"تھوڑی دیر توقف فرماؤ تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں اس موقع پر جا کر تم طوافِ کعبہ کر لینا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دوپہر میں طوافِ کعبہ میں مصروف تھے کہ اتفاقاً ابوجہل پہنچ گیا اور اس نے کہا۔

"نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟"

ابوجہل کی بات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سن لی اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔"

ابوجہل نے کہا۔

"کس قدر بے خوفی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجودیکہ تم نے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔"

راوی کہتے ہیں اس کے بعد دونوں میں سخت کلامی ہوئی اور یہ صورت حال دیکھ کر امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اے سعد (رضی اللہ عنہ)! اس قدر جذباتی نہ بنو اور ابوالحکم (ابوجہل) کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو کیونکہ یہ اس شہر کا سردار ہے۔"

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر تم لوگ مجھ کو طواف سے روکتے ہو تو میں بھی تمہارے لیے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔"

امیہ بن خلف برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہو جانے کی تلقین کرتا رہا۔
اس کے اس طرز عمل پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے فرمایا۔

"تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوالحکم تیرا قاتل ہے۔"

امیہ بن خلف نے کہا۔

"کیا یہ مجھے قتل کرے گا؟"

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یقیناً۔"

امیہ بن خلف کے ذہن کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔ وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔

"ابن معاذ (رضی اللہ عنہ) نے ایک خاص خبر مجھے سنائی ہے۔"

اس نے پوچھا۔

"کیا بتایا ہے؟"

امیہ بن خلف نے کہا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے امیہ کا قاتل ابوالحکم ہے۔"

بیوی نے کہا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔"

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ بن خلف کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا۔

"تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تم سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی؟"

امیہ بن خلف نے کہا۔

"یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔"

امیہ بن خلف کے انکار کرنے پر ابو جہل نے کہا۔

"تم قریش کے سرداروں میں ہو، تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے، خواہ چند روز میں لوٹ آنا مگر ساتھ میں چلنا ضروری ہے۔"

راوی کہتے ہیں امیہ بن خلف لشکر کفار کے ساتھ بدر پہنچا اور پھر وہاں جہنم واصل ہوا۔

(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۵۲ تا ۵۵۳)

کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے؟:

بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی قریش جب بدر کی طرف مجتمع ہو کر آئے اور رات میں جحفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبدالمطلب بن عبد مناف کا ایک شخص تھا۔ جس کا نام جہیم بن صلت تھا۔ جہیم نے اپنے سر کو ٹیک دیا اور وہ سو گیا۔ پھر وہ چونک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔

"کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس کھڑا تھا۔"

لوگوں نے کہا۔

"نہیں اور تو کیا پاگل پن کی باتیں کر رہے ہو؟"

اس نے کہا۔

"میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار کھڑا تھا۔"

اس نے کہا۔

"ابو جہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابو البختری، امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے۔"

اس کے ساتھیوں نے کہا۔

''شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے۔''

اور یہ بات ابوجہل سے بیان کی اس نے کہا۔

''بنی مطلب کے جھوٹ کے ساتھ بنی ہاشم کے جھوٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے؟''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا:

روایات میں آتا ہے کہ ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے پاس جنگی ہتھیار اور دیگر ساز و سامان نہ ہونے کے برابر تھا۔مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ سے نکلنے کی خبر پہنچی تو وہ جنگ کے ارادہ سے نکل پڑے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

''صورتحال بدل بھی سکتی ہے اور ہوسکتا ہے ہمارا مقابلہ مشرکین مکہ سے ہو جائے اور ہوسکتا ہے کہ جنگ کی نوبت نہ آئے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوش و خروش کی لہر دوڑ گئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ایک میل دور جانے کے بعد اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور لشکر میں موجود کم سن مجاہدین کو مدینہ منورہ واپس جانے کا حکم دیا۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو اس وقت کم سن تھے وہ واپس جانے پر راضی نہ ہوئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بے قراری دیکھی تو انہیں ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ میں سیدنا عثمان ابن عفان کو بھی اپنے ہمراہ نہ رکھا اور انہیں مدینہ منورہ میں اپنی بیمار بیوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لئے رہنے دیا اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں امام مقرر کیا جبکہ حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں حاکم مقرر کیا۔(زرقانی جلد اول صفحہ ۴۱۱)

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ھ میں بیمار ہوگئیں اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے

لئے تشریف لے جارہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں رہیں اور ان کے ہمراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں شامل نہ ہونے کا غم تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فتح بدر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم بھی بدر میں شمولیت کرنے والوں میں سے ہو۔"

مؤرخین لکھتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی چالاکی:

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں انتظامات کے بعد مدینہ منورہ سے نکلے اور بدر کی جانب چل دیئے اور مقام صفراء پر پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے دو لوگوں کو بھیجا کہ وہ خبر لائیں قریش کا قافلہ کہاں پہنچا ہے؟ (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۱۱)

حضور نبی کریم ﷺ کے لشکر کی خبر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھی ہو گئی تھی اور ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ قریش کو اس کی خبر دے اور خود راستہ بدل کر سمندر کی جانب چلا گیا۔ ضمضم بن عمرو غفاری مکہ مکرمہ پہنچا اور اس نے اپنا گریبان چاک کر لیا اور چلانے لگا۔

"ہمارے سامانِ تجارت کو مسلمانوں نے روک رکھا ہے اور وہ اسے لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا تم اپنے ہتھیار اٹھاؤ اور جلدی چلو۔"

مشرکین مکہ نے جب یہ خبر سنی تو ان کا سکون غارت ہو گیا اور وہ جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ ابولہب جو ان دنوں بیمار تھا وہ اپنی بیماری کی وجہ سے ان کے ساتھ نہ ہوا۔ عمرو بن حضرمی کی موت کا واقعہ چونکہ ابھی تازہ تھا اس لئے ہر مشرک اس جوش و خروش کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہو رہا تھا کہ وہ عمرو بن حضرمی کا بدلہ لے گا۔ مشرکین مکہ کے سردار روزانہ دس دس اونٹ ذبح کرتے تھے تاکہ لشکر کے کھانے کا انتظام ہو اور مشرکین مکہ کے لشکر کی سربراہی عتبہ بن ربیعہ کے ہاتھ تھی۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) چونکہ ضمضم بن عمرو غفاری کو بھیجنے کے بعد راستہ بدل چکا تھا اور جب وہ محفوظ

مقام پر پہنچ گیا تو اس نے مشرکین مکہ کو ایک خط لکھا کہ ہم لوگ بحفاظت ہیں لہٰذا تم لوگ بھی اب گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا یہ خط جب سردارانِ قریش کو ملا تو انہوں نے جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیا مگر ابوجہل اس موقع پر بگڑ گیا اور کہنے لگا۔

"ہم اسی شان کے ساتھ بدر جائیں گے تاکہ عرب کے دیگر قبائل پر اور مسلمانوں پر ہمارا رعب و دبدبہ قائم ہو۔"

سردارانِ قریش نے ابوجہل کے مشورہ کو مان لیا مگر بنی عدی اور بنی زہرہ واپس لوٹ گئے اور ان دونوں قبائل کے علاوہ قریش کے دیگر تمام قبائل اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے اور اپنا بغض و عناد ظاہر کیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۶۱۸ تا ۶۱۹)

مکہ نے اپنے جگر گوشے ہمارے قدموں میں ڈال دیئے:

مشرکین مکہ کا لشکر مسلمانوں کے لشکر کے آنے سے قبل ہی بدر پہنچ گیا اور اس نے بہترین جگہوں پر قبضہ کر لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بدر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ وہ مشرکین مکہ کے متعلق خبر لائیں۔ انہوں نے مشرکین مکہ کے دو غلاموں کو گرفتار کر لیا جو پانی بھرنے پر مقرر تھے اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا۔

"قریش کے سرداروں میں کون کون ہے؟"

ان غلاموں نے بتایا۔

"عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، نضر بن حارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدود وغیرہم اس لشکر میں موجود ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ نام سنے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے۔" (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۰۲)

اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا:

حق و باطل کے درمیان اس پہلے معرکہ میں ۳۱۳ مجاہدین جن میں ۶۰ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں میدان جنگ میں اترے۔ مشرکین مکہ ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس میدانِ جنگ میں اترے۔ لشکر اسلام کے پاس سامانِ حرب کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سائبان بنایا جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور وہ جنگی ساز و سامان سے لیس تھے جبکہ لشکر اسلام کی تعداد ۳۱۳ تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور یوں دعا کی۔

”اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔“

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔“

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے بھائی حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غزوہ بدر میں ایک اونٹ پر سوار تھا اور جب ہم بدر پہنچے تو ہمارا اونٹ بیمار ہو گیا۔ میرے بھائی نے منت

مانی کہ اگر اللہ عزوجل نے ہمیں بدر میں فتح دی تو میں واپسی پر اس اونٹ کو ذبح کروں گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کا گزر ہمارے پاس سے ہوا اور آپ ﷺ ہمیں دیکھ کر رک گئے اور پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور کلی اور فرمایا اونٹ کا منہ کھولو۔ ہم نے اونٹ کا منہ کھولا اور آپ ﷺ نے وضو کا استعمال شدہ پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا۔ پھر اس کے سر، گردن، کوہان اور دم پر چھینٹے مارے اور ہمیں سوار ہونے کے لئے کہا۔ پھر وہ اونٹ ہمیں بٹھا کر خوب دوڑنے لگا اور جب ہم بدر سے واپس لوٹے تو میرے بھائی نے اپنی منت پوری کرتے ہوئے اس اونٹ کو ذبح کر دیا اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کر دیا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

کفار کے مقتولین کی پیشگی نشاندہی:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر میں جنگ کے آغاز سے قبل ہی ان جگہوں کی نشاندہی فرما دی جہاں پر کفار کا قتل مقدر ہو چکا تھا اور آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا یہاں فلاں ہلاک ہو گا اور یہاں فلاں ہلاک ہو گا اور پھر آپ ﷺ نے جن جن مقامات کی نشاندہی کی تھی وہیں پر کفار کے مقتولین کی لاشیں پڑی تھیں۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل کی قسم! جس نے اپنے رسول ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ ﷺ نے جو خط اور لکیریں کھینچی تھیں اس سے ذرا بھر تجاوز نہ ہوا تھا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے میدانِ بدر کی خبر دریافت کی یعنی کون کہاں کہاں قتل ہوا؟ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

عتبہ بن ربیعہ کی بے قراری:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ بدر کے موقع پر ہم صف بندی کر رہے تھے اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ مشرکین کے ایک شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر سوار اپنے لشکر میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا اور قریب نہ تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کچھ دیر بعد

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بتایا۔

''وہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو کفار کو جنگ سے روک رہا ہے اور واپس جانے کا مشورہ دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے قریشی سردارو! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو عتبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے اور ابوجہل نے اس کا مشورہ نہیں مانا۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۳۰۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوۂ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام کی غرض سے لیٹ گئے اور فرمایا۔

''جنگ شروع نہ کرنا جب تک مجھے اجازت نہ ملے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہری نیند سو گئے اور کچھ دیر بعد بیدار ہوئے اور اللہ عزوجل نے خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم دکھائی دیئے یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوئے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۳۰۴)

غزوۂ بدر کا آغاز اس وقت کے جنگی قواعد وضوابط کے مطابق پہلے فرداً فرداً ہوا۔ میدانِ جنگ میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ جنگ میں اترا۔ ان تینوں سے مقابلے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین انصاری نوجوانوں کو میدانِ جنگ میں اتارا۔ عتبہ بن ربیعہ نے جب ان انصاری نوجوانوں کو دیکھا تو اس نے للکار کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مقابلے میں ہمارے بھائیوں کو میدانِ جنگ میں بھیجیں جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں انصاری نوجوانوں کو واپس بلایا اور حضرت سیدنا امیر حمزہ، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عبیدہ بن حارث اس وقت ضعیف تھے اور ان کی عمر اس وقت قریباً اسی برس تھی لیکن حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا جبکہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ اور حیدرِ کرار حضرت

سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ایک ہی وار میں اپنے مدمقابل کی گردنیں اڑا دیں جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے اس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر رہے تھے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عتبہ کی گردن اڑا دی جس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا اور میں نے اپنے دائیں اور بائیں نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ دو نوجوان لڑکے جو انصار سے تھے وہ میرے ساتھ کھڑے تھے میں نے انہیں دیکھا تو خیال کیا میرے گرد کوئی طاقتور ہوتے تو زیادہ اچھا تھا۔ پھر ان میں سے ایک میری جانب متوجہ ہوا اور پوچھا چچا جان! ابوجہل کون ہے آپ رضی اللہ عنہ ہمیں دکھائیں۔ میں نے کہا تمہیں ابوجہل سے کیا غرض؟ وہ بولا میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عہد کیا ہے کہ میں ابوجہل کو دیکھوں گا تو اسے مار ڈالوں گا یا پھر خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نے بھی مجھ سے ایسا ہی کہا اور میں نے انہیں اشارہ سے بتایا وہ فلاں شخص ابوجہل ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں شکروں کی مانند ابوجہل پر جھپٹے اور پلک جھپکتے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۱۶۴)

غزوۂ بدر کے موقع پر سعید بن العاص کا بیٹا "عبید" سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے تھا اور جب وہ مشرکین کی صف سے نکلا تو انتہائی غرور کے ساتھ بولا۔

"اے مسلمانو! جان لو میں ابوکرش ہوں۔"

عبید کی مغرورانہ آواز کو سن کر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ لشکر اسلام سے برآمد ہوئے اور عبید کے سامنے آن کھڑے ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عبید کی دونوں آنکھوں کے سوا باقی تمام جسم لوہے کے لباس میں چھپا ہوا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی آنکھ کا نشانہ لے کر برچھی کا ایسا زوردار وار کیا کہ برچھی نے اس کی آنکھ چھید ڈالی اور اس کی کھوپڑی میں گھس کر اس کی ہڈی کو پاش پاش کر دیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ عبید کی لاش پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہوئے اور بھرپور زور لگایا

جس کے بعد وہ برچھی اس کی کھوپڑی سے باہر نکلی اور برچھی کا اگلا سرا مڑ کر خم دار ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس برچھی کی زیارت ایک عرصہ تک لوگ بطورِ تبرک کرتے رہے اور یہ برچھی غزوہ بدر کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحویل میں رہی تھی اور خلفائے راشدین نے بھی اس برچھی کو اپنے پاس رکھا۔ پھر یہ برچھی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس رہی اور ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تو یہ برچھی بنو امیہ کے پاس چلی گئی اور پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۱۷۳)

روایات میں آتا ہے غزوہ بدر میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کی جانب سے شریک تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے مشرک والد کفار کی جانب سے اس جنگ میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اس جنگ میں شروع میں تو اعراض برتا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے والد نے آپ رضی اللہ عنہ کی تلاش جاری رکھی اور پھر بالآخر جب آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ والد بار بار آگے بڑھ رہا ہے اور باوجود نظر انداز کئے جانے کے مقابلہ پر آمادہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو قتل کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول حدیث ۳۲۳)

مشرکین کی بصارت اور مدافعت زائل ہو گئی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر میں صفوں کی ترتیب کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریاں لے کر مشرکین کے لشکر کی جانب پھینکیں اور ان کی وجہ سے مشرکین کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۰۷)

اللہ عزوجل کی نصرت آن پہنچی:

صحیح روایات میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کے موقع پر عریش میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنودگی آ گئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں بیدار ہوئے کہ تبسم فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''بشارت ہو اللہ عزوجل کی نصرت آن پہنچی ہے اور جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں ان

کے سامنے کے دونوں دانتوں پر غبار ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ عریش سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ اس وقت پڑھ رہے تھے۔

سیھزم الجمع ویولون الدبر

(مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۳۲۰)

عقبہ بن ابی معیط کے قتل کی پیشگوئی:

منقول ہے عقبہ بن ابی معیط نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ہاں کھانے پر بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا۔

"اے عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ عزوجل کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔"

عقبہ بن ابی معیط نے گواہی دی اور حضور نبی کریم ﷺ نے کھانا تناول فرما لیا۔ کچھ دن بعد عقبہ بن ابی معیط کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ بن ابی معیط کی عصبیت بیدار ہوگئی اور وہ اپنے دوست سے کہنے لگا۔

"مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہوگئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟"

اس نے بتایا۔

"اس کی صورت یہ ہے کہ تو محمد (ﷺ) کی مجلس میں جا اور حضور (ﷺ) کے چہرے پر تھوک دے۔"

عقبہ بن ابی معیط بدنصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک کو صاف کر لیا اور فرمایا۔

"اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں کا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑا دوں گا۔"

راوی کہتے ہیں جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ بن ابی معیط نے انکار کیا اور لوگوں کو انکار کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے محمد (رسول اللہ ﷺ) نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑا دیں گے۔"

لوگوں نے اس کے اطمینان کے لیے کہا۔

"ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقہ دیتے ہیں پھر وہ کس طرح پاسکیں گے؟"

چنانچہ وہ ان کے اصرار اور انتظام کی وجہ سے ساتھ ہو گیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی اونٹنی نے اس کو ایک چٹیل زمین پر لا کر ڈال دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"صبر نے اس کی گردن مار دی۔" (دلائل النبوۃ صفحہ ۴۲۸)

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تندرست ہو گیا:

منقول ہے غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کٹا ہوا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں تھا اور عکرمہ بن ابوجہل کے وار سے وہ ہاتھ کٹ گیا تھا اور چمڑے سے لٹک رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن لگا کر اس ہاتھ کو اپنی جگہ پر رکھ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو وہ ہاتھ صحیح ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۳۲۸)

ابن اسحق کی روایت میں ہے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن الاسدی نے غزوۂ بدر میں اپنی تلوار سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ تلوار آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! تلوار ٹوٹ گئی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک سوکھی لکڑی کا تنہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیا اور اس میں شاخ نہ تھی اور فرمایا جاؤ اس سے جا کر لڑو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس تنے کو لہرایا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تیز چمکدار تلوار کی مانند ہو گیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح دی اور وہ تلوار آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہمیشہ رہتی تھی۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۳۲۸)

مشرکین کے مقتولین سے خطاب:

حضور نبی کریم ﷺ کی بہترین جنگی حکمت عملی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت نے جلد ہی مشرکین مکہ کے قدم اکھاڑ دیئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔ حق و باطل کے اس معرکہ میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا۔

حق و باطل کی اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔ کفار کا سردار اور دین اسلام کا بڑا دشمن ابوجہل بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ غزوۂ بدر میں چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے جنہیں میدانِ بدر میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ کے اختتام پر کفار کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو ایک ایک کر کے پکارنا شروع کیا اور فرمایا۔

''کیا تم لوگوں نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچ پایا ہے۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ایسے اجسام سے باتیں کرتے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جتنا میری بات کو وہ سنتے ہیں اتنا تم بھی نہیں سنتے۔''

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۰۹)

غزوۂ بدر میں شمولیت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"اہل بدر میں شامل تمام حضرات سے اللہ عزوجل واقف ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں بخش دیا اور آج کے بعد یہ جو بھی عمل کریں مگر جنت ان کے لئے واجب ہو چکی ہے۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱، صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۳۱، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۷، سیرتِ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۸۱)

جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام نے صدیق اکبر اور حیدرِ کرار رضی اللہ عنہم کی مدد کی:

مسند احمد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن مجھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میں سے ایک کی مدد جبرائیل علیہ السلام کرتے ہیں جبکہ دوسرے کی مدد میکائیل علیہ السلام کرتے ہیں۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو ایسا نقصان پہنچا کہ آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آن پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارکہ سے اس کو آنکھ کے حلقہ میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہوگئی۔

(خصائص الکبری جلد اول صفحہ ۳۰۹)

چار جلیل القدر ملائکہ:

غزوہ بدر میں ملائکہ نصرتِ خداوندی کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بدر کے کنوئیں سے پانی لا رہا تھا کہ ہوا کا ایک ایسا جھونکا آیا کہ میں نے ایسا جھونکا کبھی محسوس نہیں کیا اور پھر یکے بعد دیگرے چار جھونکے آئے اور یہ دراصل چار جلیل القدر ملائکہ تھے یعنی حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام اور ہر ایک

کے پاس ایک ہزار فرشتوں کا گروہ تھا اور ان میں سے تین گروہ حضور نبی کریم ﷺ کے خیمہ کے دائیں جانب جمع ہو گئے اور یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام تھا جبکہ ایک گروہ بائیں جانب کھڑا ہوا اور یہ میرا مقام تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۶)

ملائکہ آسمان کی مدد:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوۂ بدر کے دن ایک انصاری نوجوان نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں میدانِ جنگ میں ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا اور ابھی وہ میری تلوار کی زد میں آیا ہی تھا کہ اس کے سر پر ایک تازیانہ پڑا اور وہ منہ کے بل گر پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ ملائکہ آسمان کی امداد تھی۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۶)

منقول ہے غزوۂ بدر میں حضرت ابوزدہ رضی اللہ عنہ مشرکین کے تین لوگوں کے سر قلم کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ تیرے دائیں ہاتھ والے کی مدد کا نتیجہ ہے۔"

حضرت ابوزدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ان میں دو آدمیوں کو میں نے قتل کیا ہے جبکہ تیسرے کو ایک خوبصورت اور سفید شکل شخص نے قتل کیا اور میں نے سر کو اٹھا لیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہ بھی ملائکہ آسمان کی مدد تھی۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۶)

فرشتے زبیر (رضی اللہ عنہ) کے مشابہ اترتے ہیں:

روایات میں آتا ہے غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سر پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرہ کو ڈھانپ رکھا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا۔

"فرشتے زبیر (رضی اللہ عنہ) کے مشابہ اترتے ہیں۔" (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم صفحہ ۲۷۷)

آواز کا نشان نہ ملا:

جب مشرکین مکہ میدانِ بدر میں پہنچے تو ان کے نوجوانوں کی ایک جماعت پیچھے رہ گئی اور وہ مکہ مکرمہ میں چاندنی رات میں شعرگوئی کرتے رہے پھر انہیں ایک آواز سنائی دی اور کوئی شخص ان کے نزدیک شعر پڑھ رہا تھا جس کا مضمون مسلمانوں کی فتح پر مشتمل تھا۔ جب ان نوجوانوں نے اس آواز کا پیچھا کیا تو انہیں کوئی نشان نہ ملا اور وہ حیران و پریشان واپس لوٹ آئے اور جب وہ مقامِ حجر پر پہنچے اور صورتحال دریافت کی اور پھر اس واقعہ کے ایک دن بعد مشرکین مکہ کو عبرتناک شکست ہوئی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵)

ملائکہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے:

غزوہ بدر میں شکست کے بعد جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) مکہ مکرمہ واپس پہنچے تو ابولہب نے ان سے جنگ میں شکست کی وجوہات دریافت کیں۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے کہا۔

"لشکر اسلام کے پاس بے شمار ہتھیار تھے اور وہ جہاں چاہتے مارتے تھے اور ہم نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے چہرے سفید تھے اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور زمین و آسمان کے درمیان اڑتے دکھائی دیتے تھے اور ہم ان کا مقابلہ کسی بھی طرح نہیں کر سکتے تھے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۷)

قیدیوں کے متعلق فیصلہ:

غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کے ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں دے دیا اور ان میں سے کچھ کو بعد میں فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ روایات میں آتا ہے جب قیدیوں کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! قیدیوں میں اکثر کا تعلق آپ ﷺ کے خاندان سے ہے انہیں مناسب فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے تاکہ جو فدیہ ان سے حاصل ہو اس سے مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنانے میں مدد ملے اور ہم اس فدیہ سے اپنے جنگی اخراجات کو بھی پورا کر سکیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میری رائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی میری رائے میں ان سب کے سر قلم کر دیئے جائیں تاکہ مشرکین کو علم ہو سکے کہ ہمارے دلوں میں کفار کے لئے نرم گوشہ موجود نہیں۔ ہماری اس سختی کو دیکھ کر ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔"

مورخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے ان دونوں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو خاموشی سے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل بہت نرم کئے ہیں اور وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہے اور بعض کے دلوں کو سخت کیا ہے اور وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے اللہ! جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے جو میرا انکار کرے تو اس کو بھی بخش دے اور تو ہی رحم فرمانے والا ہے۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! تیرا حق ہے اور یہ تیرے بندے ہیں چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے اور تیرا قول غالب اور حکمت والا ہے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! ان کے مال تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں کو

سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب دیکھے بغیر تجھے ماننے والے نہیں ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور فیصلے کو ترجیح دی اور متعدد قیدیوں کو مناسب فدیہ کے عوض رہا کر دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی رہائی:

روایات میں آتا ہے غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکین نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو زبردستی مجبور کر کے اپنے ساتھ رکھا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ بھی قیدی بنائے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مضبوطی کے ساتھ باندھا گیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ تکلیف کی شدت سے کراہ رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اپنے بستر پر کروٹیں بدل رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ اگلے دن جب مسجد میں تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بے سکونی کے متعلق بتایا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس بے سکونی کی وجہ پوچھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے چچا کو رسیوں سے انتہائی سختی سے باندھا گیا ہے اور وہ کراہ رہے ہیں چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ گئے اور ان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سب کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

(اسد الغابہ جلد پنجم ۱۸۵)

مؤرخین لکھتے ہیں غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جب قیدی بنائے گئے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بیس اوقیہ سونا تھے جو آپ رضی اللہ عنہ جنگی اخراجات کے لئے ساتھ لے کر آئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ان دو لوگوں میں سے تھے جن کے ذمہ مشرکین مکہ کے طعام کا انتظام تھا اور ابھی تک خرچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ گرفتار ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ سونا رکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"اسے میرے مالِ فدیہ میں دے دیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جو مال دشمنانِ اسلام کی معاونت کے لئے ہو وہ فدیہ نہیں ہے۔"

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر مجھ سے کہا گیا کہ میں اپنے عزیزوں کا بھی فدیہ ادا کروں۔ میں نے عرض کیا۔

"میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں فدیہ کہاں سے دوں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے میری بات سنی تو فرمایا۔

"وہ مال کہاں ہے جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اور ام الفضل (رضی اللہ عنہا) نے دفن کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ام الفضل (رضی اللہ عنہا) کو اس مال کے بارے میں وصیت کی تھی کہ اگر مارا جاؤں تو یہ مال میرے تینوں بچوں فضل، عبداللہ اور قثم (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔"

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"آپ ﷺ کو اس کی خبر کس نے دی اور یہ بات میرے اور میری بیوی کی درمیان تھی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اس کی خبر اللہ عزوجل نے دی ہے۔"

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"مجھے یقین ہے آپ ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور میں نے جب یہ رقم ام فضل رضی اللہ عنہا کو دی تھی تو اس وقت ان کے اور میرے درمیان ماسوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہ تھا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ کو ان کی بات سے آگاہ کرنا:

حضرت قباث بن اشیم کنانی رضی اللہ عنہ بدر کے دن مشرکوں کے ساتھ موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کی قلت اور اپنے ساتھیوں کی کثرت جو سوار و پیادے تھے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا لیکن جب کافروں میں بھگدڑ پڑی تو بھاگنے والوں کے ساتھ بھی بھاگا۔ میں اپنے دل میں کہتا جاتا تھا میں نے عورتوں کے سوا کبھی کسی کو اس طرح بھاگتے نہیں دیکھا ہے۔"

حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ خندق کے بعد جب میرے دل میں بھی اسلام

کا نور ضوفشاں ہوا تو میں مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں قبولِ اسلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ مجھے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تم ہی وہ کہنے والے ہو جس نے بدر کے دن کہا تھا کہ میں نے اس امر کی مانند کبھی نہیں دیکھا کہ عورتوں کے سوا کوئی اس طرح بھاگا ہو؟''

حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے عرض کیا۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں، یہ بات تو وہ ہے جو مجھ سے نکل کر کسی دوسرے تک نہیں پہنچی۔ یہ تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا اگر آپ (ﷺ) نبی نہ ہوتے تو اللہ عزوجل آپ ﷺ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۱)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار:

روایات میں آتا ہے کہ ۲ ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ میدانِ بدر میں پیش آیا اور اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ جو حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اور اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے وہ بھی قیدی بن کر آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو ان قیدیوں کے عزیز و اقارب تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قید کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آسکے۔ آپ ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنی ہردلعزیز بیوی یاد آگئیں اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے پاس

میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں اور ابو العاص (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہوگا کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جاتے ہی میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ میرے پاس بھیج دیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لیا اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۴)

عمیر رضی اللہ عنہ بن وہب کو ان کے قول سے آگاہ کرنا:

عمیر بن وہب، صفوان بن امیہ سے بدر کے مصائب کا تذکرہ کر رہا تھا۔ عمیر بن وہب کا بیٹا بھی اسیران بدر میں سے تھا۔ یہ دونوں حجر اسود کے نزدیک بیٹھ گئے۔ صفوان نے کہا۔

"بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدمزہ اور بے کیف ہے۔"

عمیر نے اس کی بات سن کر سرد آہ بھری اور بولا۔

"سچ کہتے ہو زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا۔ ہر شے اجنبی اور منظر سنسان اور زمین و آسمان اداس معلوم ہوتے ہیں۔"

تھوڑی دیر توقف کے بعد عمیر نے پھر سکوت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے صفوان! اگر میری گردن پر بار قرض نہ ہوتا اور اہل و عیال کی کفالت کی فکر نہ ہوتی تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو موت کے گھاٹ اتارتا (نعوذ باللہ) وہ مجھے پکڑ لیتے تو میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔"

عمیر کی یہ سنجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا۔

''اے شریک رنج اور راز دار عمیر! تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل وعیال کا نفقہ وہی ہوگا جو میرے اہل وعیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش ہوگی میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔''

اس کے بعد صفوان نے عمیر کے لیے ایک گھوڑے کا انتظام کیا۔ رخت سفر دیا اور ایک عمدہ تلوار صیقل کرنے اور دھار بنانے کے لیے آہن گر کے حوالے کی۔ عمیر نے صفوان سے کہا:

''اس منصوبے کو میرے لوٹ کر آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔''

اس کے بعد عمیر روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی (ﷺ) کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو باندھا اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا اتفاقاً اسی وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''ہٹو عمر (رضی اللہ عنہ) بیٹھو۔''

پھر عمیر سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا۔

''عمیر تمہارا آنا کیونکر ہوا؟''

عمیر نے جواب دیا:

''اپنے قیدی سے ملنے جو آپ (ﷺ) کے پاس قید ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جھوٹ بولنا بری بات ہے اور عمیر مردانگی کے خلاف ہے۔''

عمیر نے پھر کہا۔

''میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے سوا کچھ نہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول و قرار کیا ہے؟"

عمیر نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا۔

"آپ ﷺ کیا کہتے ہیں میں نے تو اس سے کچھ بھی طے نہیں کیا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا تمہیں صفوان نے ایک خاص مقصد کے لیے اس شرط یا قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل و عیال کا کفیل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟"

عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ میں تو آپ ﷺ کا مطیع ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرارداد راز دارانہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے، میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا یقیناً اللہ عزوجل نے اس درجہ سربستہ راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا پس میں اللہ عزوجل پر اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر سچے دل سے ایمان لاتا ہوں۔"

اس واقعہ کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس چلے گئے اور جا کر دعوت دین میں مصروف ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۰)

فرشتوں نے حضرت سائب رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا:

حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل کی قسم! غزوہ بدر کے موقع پر مجھے کوئی گرفتار نہ کر سکا اور پھر جب میں بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگا تو ایک خوبصورت، بلند قامت نوجوان نے جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا اور آسمان سے اترا تھا اس نے مجھے پکڑ کر باندھا اور پھینک دیا۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا اور چلا کر کہنے لگے یہ کس کا قیدی ہے؟ جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے جایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں کس نے پکڑا تھا۔ میں چونکہ کچھ بتانا نہ چاہتا تھا لہٰذا خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے

ایک نے مقید کیا ہے اور پھینک دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے تم لے جاؤ یہ تمہارا قیدی ہے۔

حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگرچہ میں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی مگر یہ بات مجھے کبھی نہیں بھولی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۹)

حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ کی کنیزیں اور اونٹ:

منقول ہے حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کے بعد مدینہ منورہ آئے تاکہ اپنے قیدیوں کو رہائی دلوا سکیں اور آپ رضی اللہ عنہ فدیہ کے طور پر چند کنیزیں اور اونٹ لائے تھے مگر انہیں راستہ میں چھوڑ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب فدیہ کے متعلق پوچھا تو عرض کیا۔

"میں خالی ہاتھ آیا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ کنیزیں اور اونٹ کہاں گئے جو تم ساتھ لے کر چلے تھے۔"

حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اسی وقت کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱)

جدہ والوں کے نیزے:

مؤرخین لکھتے ہیں غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی اعانت فرمائی اور اللہ عزوجل نے قلیل تعداد کے باوجود لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ اس معرکہ میں کفار کے کئی سردار جہنم واصل ہوئے اور ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا۔

معرکہ کے اختتام پر جب قیدیوں کا معاملہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا۔

"ان سب کی گردنیں اڑا دی جائیں، مجھے میرے رشتہ دار دے دیں اور علی رضی اللہ عنہ

اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے رشتہ دار دے دیں اور ہر کوئی اپنے نزدیکی کی گردن اڑائے گا تا کہ لوگ جان جائیں کہ ہمارے قلوب میں مشرکین کے لئے ذرہ بھر بھی رحم نہیں ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا۔

"ان سب کو معاف کر دیا جائے اور ان سے فدیہ وصول کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کل کسی کو ہدایت نصیب ہو اور وہ ہمارا معاون و مددگار ہو۔"

حضور نبی کریم ﷺ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مشورہ پسند آیا اور آپ ﷺ کے حکم پر کئی قیدیوں کو فدیہ کے عوض رہائی مل گئی۔ وہ قیدی جنہیں ابھی تک رہائی نہ ملی تھی ان میں نوفل (رضی اللہ عنہ) بن حارث بھی تھے اور وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور نہ چاہتے ہوئے بھی مشرکین کے ساتھ مل کر لشکر اسلام کے مقابلہ پر آئے تھے اور اب ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کی کوشش تھی کہ کسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ ان پر نہ پڑے مگر آپ ﷺ نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔

"تم فدیہ ادا کر کے رہائی کیوں نہیں پاتے؟"

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"میرے پاس کچھ نہیں جو میں فدیہ ادا کر سکوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو فرمایا۔

"کیا جدہ والے نیزے نہیں دے سکتے؟"

راوی کہتے ہیں حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو بے چین ہو گئے اور دل میں خیال آیا کہ ان نیزوں کے متعلق میرے سوا کسی کو علم نہیں تھا پھر آپ ﷺ کو ان کی خبر کیسے ہوئی؟ پھر دل میں خیال آیا آپ ﷺ واقعی اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں اور اللہ عزوجل نے ہی آپ ﷺ کو غیب کی خبر دی ہے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ نیزے منگوائے اور بطور فدیہ ادا کر دیئے اور ساتھ

ہی اسلام قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور پھر فتح مکہ سے چند دن قبل حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مقام ابواء پر پہنچے تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے واپس مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''واپس اس شرک والی جگہ پر جانے سے کیا فائدہ؟ وہاں کے لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑا کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔''

پھر حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو آمادہ کیا کہ وہ مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ترک کر دیں اور مدینہ منورہ کی جانب چلیں۔ پھر دونوں بھائی مدینہ منورہ پہنچے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور خوشی و مسرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ دمک اٹھا۔

(اسد الغابہ جلد نہم صفحہ ۳۲۶)

حکم خداوندی پر سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی کرنا

ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں اور پھر جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور جنگ کے دوران شدید زخمی ہو گئے اور انہی زخموں کی وجہ سے حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے زخم درست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اس مرتبہ جنگ میں کچھ گہرے زخم آئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش

فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا۔

''اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا۔

''مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔''

جب کچھ دن گزرنے کے بعد والد بزرگوار نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اور ان سے کہا۔

''اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیتا ہوں۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ والد بزرگوار بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہوئے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے انکار

کر دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا۔

''جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۱۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۸ تا ۵۴۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آنسو بہاتے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہی مقرر فرمایا۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۳۶۷)

ابن عساکر کی روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے میری جانب وحی فرمائی کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ)

سے کروں۔" (کنز العمال جلد یازدہم حدیث ۳۲۷۹۴)

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ذوالنورین یعنی دو نوروں والے کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابونعیم کی روایت میں ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہمیں اس کا علم نہیں کہ کوئی اور شخص ایسا ہو جس کے گھر میں نبی کی دو صاحبزادیاں بیاہ کر آئی ہوں ماسوائے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۸)

حکمِ خداوندی پر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی کرنا

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں۔"

ایک دن سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم بات کر رہے تھے کہ ہم سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں مگر وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ بڑھانا چاہئے تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں چنانچہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو پتہ چلا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قائل کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگیں اور وہ جانتے ہیں حضور نبی

کریم ﷺ ان کی شرافت، قرابت اور جانثاری کی بناء پر انہیں اپنی صاحبزادی کا رشتہ دے دیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے نکاح کا پیغام سنا تو آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے میں اپنی لاڈلی بیٹی کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تمام مہاجرین وانصار میں منادی کرواؤ کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائیں چنانچہ مہاجرین وانصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آجانا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفتہً دے دی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا اس سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خود آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۳ تا ۴)

حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ کوئی گھر کرائے پر لے لیں تاکہ رخصتی عمل میں آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن نعمان کا گھر کرایہ پر لے لیا اور یوں دخترِ رسول اللہ ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد یعنی نکاح کے قریباً سات یا آٹھ ماہ بعد ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمام مہاجرین و انصار کو اپنے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوتِ ولیمہ سے بہترین دعوتِ ولیمہ کوئی نہ تھی۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ہشتم صفحہ ۱۵۸)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائیں تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھائی گئی تھی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ موجود تھا۔ گھر میں ایک گھڑا پانی کا تھا اور ایک برتن جس سے پانی پیا جا سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں تم اپنے اہل کے قریب نہ جانا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے پوچھا میرا بھائی کہاں ہے؟ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا

آپ ﷺ کے بھائی اور بیٹی کے شوہر ادھر ہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پھر اس پر کچھ پڑھنے کے بعد وہ پانی پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیا کہ وہ بھی اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''لو تم اپنے اہل کو سنبھالو۔''

پھر دونوں کو دعا دیتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''آپ ﷺ نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا ہے جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟''

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارا نکاح خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کیا ہے۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

''الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا اور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور

ان کو خوش نصیب بنانا، ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔" (کنز العمال جلد ۱۱ حدیث ۳۲۹۲۳)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جب خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً اکیس برس تھی جبکہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً پندرہ برس تھی۔ (مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۲۳۹)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کا گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ایک دن حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"بیٹا! میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے نزدیک بلوالوں۔"

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"بابا جان! حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے کئی مکانات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کے قرب و جوار میں موجود ہوں اگر ان سے کہا جائے تو وہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"حارثہ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے بھی مہاجرین کو اپنے بہت سے مکانات دیئے ہیں اس لئے اس سے کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے۔"

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد خاموش ہوگئیں۔ کچھ روز بعد جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو اس کا علم ہوا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان سے متصل اپنا ایک مکان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میری تمام چیزیں آپ ہی کی ملکیت ہیں آپ انہیں جیسے چاہیں استعمال میں لا سکتے ہیں میرے نزدیک آپ اور آپ کے گھر والے ہر شے سے مقدم ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اپنے اہل خانہ سمیت اس مکان میں منتقل ہو جائیں۔"

میرا اللہ مجھے بچائے گا

ربیع الاوّل ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کو خبر ملی کہ نجد کے مشہور بہادر دعثور بن الحارث محاربی نے مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے۔ آپ ﷺ اس خبر کے ملنے کے بعد چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے اس سے مقابلے کے لئے نکلے۔ دعثور بن الحارث محاربی کو اس کی خبر ہوئی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر پہاڑوں پر چڑھ گیا اور اس کے لشکر کا ایک سپاہی "حبان" پکڑا گیا جس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر موسلا دھار بارش ہوئی اور آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے لیٹ کر اپنے کپڑے خشک کرنے لگے۔ پہاڑ کی بلندی سے کفار نے آپ ﷺ کو تنہا دیکھا تو دعثور بن الحارث کو خبر دی۔ دعثور بن الحارث تلوار میان سے نکالے پہاڑ سے اترا اور آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا۔

"اب آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرا اللہ مجھے بچائے گا۔"

اسی وقت اللہ عزوجل کے حکم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور دعثور بن الحارث کو ایک ایسا گھونسہ مارا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور وہ کانپنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار اٹھا لی اور اس سے فرمایا۔

"اب تجھے کون بچائے گا؟"

دعثور بن الحارث نے اسی طرح کانپتے ہوئے کہا کوئی بھی نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اس پر ترس آ گیا اور آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ دعثور بن الحارث نے آپ ﷺ کا عفو دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں واپس جا کر دین اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۱۵)

حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کا زخم اچھا ہو گیا

کعب بن اشرف یہودیوں کا ایک امیر اور صاحب ثروت شخص تھا اور یہودی علماء اور مذہبی پیشواؤں کو اپنے مال سے تنخواہ دیتا تھا۔ کعب بن اشرف شاعر بھی تھا اور اس کا اثر و رسوخ یہودیوں کے علاوہ دیگر قبائل عرب پر بھی تھا۔ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت عداوت تھی اور اس نے غزوہ بدر میں سردارانِ قریش کے قتل اور مسلمانوں کی فتح پر غم مناتے ہوئے قریش سے مکہ مکرمہ جا کر تعزیت بھی کی تھی۔ سردارانِ قریش جو غزوہ بدر میں مارے گئے تھے ان کی یاد میں کعب بن اشرف نے ایک مرثیہ بھی لکھا تھا جسے سن کر مشرکین مکہ میں ماتم کی لہر دوڑ گئی تھی۔ کعب بن اشرف مکہ مکرمہ میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سے بھی ملا اور انہیں مسلمانوں سے غزوہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے ابھارا اور ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ خانہ کعبہ بھی گیا اور غلافِ کعبہ پکڑ کر عہد لیا کہ مسلمانوں سے غزوہ بدر کا انتقام لیا جائے گا۔ پھر کعب بن اشرف مکہ مکرمہ سے واپس لوٹا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا۔ کعب بن اشرف کی یہ تمام قبیح حرکات اس امن معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک عرصہ تک اس کی گستاخیاں برداشت کرتے رہے اور پھر بالآخر جب صبر کی حدود ختم ہو گئیں تو ایک دن حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابونائلہ، حضرت عباد بن بشر، حضرت حارث بن اوس اور حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہم کعب بن اشرف کے گھر گئے اور اس کے قلعہ نما گھر کے پھاٹک پر چڑھ کر اندر گئے اور اسے قتل کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اگلے دن صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں کعب بن اشرف کا سر ڈال دیا۔ اس واقعہ میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ تلوار کی نوک سے زخمی ہو گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارث بن اوس کے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگایا تو حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کا زخم اسی وقت درست ہو گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۱۰)

غزوۂ احد میں رونما ہونے والے معجزات

۳ھ میں غزوۂ احد کا واقعہ پیش آیا۔ احد ایک پہاڑ ہے جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اور حق و باطل کے مابین دوسرا بڑا معرکہ اسی جگہ پر ہوا اسی لئے اس معرکہ کو تاریخ میں غزوۂ

احد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

غزوہ بدر میں جو مشرکین مارے گئے تھے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے شب ہجرت حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ تیار کیا تھا۔ غزوہ بدر میں شکست کے بعد قریش نے بدلہ لینے کی غرض سے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ جمع کیا۔ اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے مکہ سے سرزمین نخلستان کی طرف ہجرت کی تو میں نے خیال کیا کہ شاید یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ سرزمین نخلستان مدینہ منورہ کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا میں نے تلوار کو گھمایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی اس کی تعبیر یوم احد کی مصیبت ہے۔ اسی سلسلہ میں خواب میں پھر میں نے اسی شکستہ تلوار کو گھمایا تو وہ تلوار بہت اچھی درست حالت میں ہوگئی تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آخر میں ہم کو فتح عطا فرمائی اور مسلمان پھر مجتمع ہو گئے۔''

ربیع الاول ۳ ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ سے واپس لے گیا اور یوں آپ ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ

بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تاکہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں روک سکیں۔ ابتداء میں مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جو نئے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے جب مشرکین کو میدانِ جنگ سے بھاگتے دیکھا تو مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

سدی کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ احد کے موقع پر مشرکین سے مقابلہ کے لئے نکلے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیر اندازوں کے ساتھ پہاڑ کی جڑ پر متعین کیا اور پھر جب باقاعدہ جنگ شروع ہوئی تو مشرکوں کے علمبردار طلحہ بن عثمان نے میدان میں نکل کر لشکر اسلام کو للکارا اور کہا۔

"تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ہمیں جہنم واصل کرو گے اور اگر ہم نے تمہیں شہید کیا تو تم جنت میں جاؤ گے پس تو کون مرد ہے جو مجھے جہنم واصل کرے یا پھر خود جنت میں چلا جائے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر فرمایا۔

"قسم ہے پروردگار کی میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تجھے جہنم میں نہ پہنچا دوں یا پھر تیری تلوار کے وار سے خود جنت میں نہ پہنچ جاؤں۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار سے اس کا پاؤں کاٹ دیا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی اور اللہ عزوجل کی قرابت کا واسطہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم نے اسے چھوڑ دیا؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"جب اس کی شرمگاہ کھل گئی تو اس نے مجھے اللہ عزوجل اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان پر لشکر اسلام نے مشرکین پر حملہ کر دیا اور ابتداء میں انہیں

سخت نقصان پہنچایا اور انہوں نے میدانِ جنگ سے فرار ہونے میں عافیت جانی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور انہیں ہندہ کے غلام حبشی نے شہید کر دیا۔

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے احد کے دن حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے دو تلواروں سے لڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے میں اسد اللہ ہوں اور کبھی وہ آگے جاتے تھے اور کبھی پیچھے جاتے تھے اور اسی حالت میں یکا یک پھسل کر گر پڑے اور پھر وحشی نے انہیں دیکھ لیا اور کھینچ کر انہیں نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۰)

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد کے دن مشرکین کے لشکر کے ہمراہ تھی اور اس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر غلبہ پائے گی تو ان کا کلیجہ کھائے گی اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کا مثلہ بنایا گیا اور مشرکین نے ہند کو آپ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ دیا۔ ہند نے اسے چبایا اور نگلنا چاہا مگر نگلنے پر قادر نہ ہوئی تو اسے تھوک دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب احد کے دن حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو مثلہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں تلاش کرتی ہوئی آئیں اور انہیں اس وقت کچھ علم نہ تھا۔ پھر حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات حیدرِ کرار

حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کہا تم اپنی ماں کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں تم اپنی پھوپھی کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان سے پوچھتی رہیں اور ان دونوں نے انہیں صحیح نہ بتایا اور یوں ظاہر کیا جیسے انہیں کچھ علم نہیں ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنی پھوپھی کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی اور حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگیں۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۱)

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرنے والے سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

اللہ عزوجل نے سورۂ آلِ عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

"اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔"

ابی بن خلف کا انجام بد:

منقول ہے ابی ابن خلف نے جب اپنا فدیہ ادا کیا تو اس نے کہا۔

"میں اپنے گھوڑے کو سولہ رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔"

پھر غزوۂ احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے اسلحہ و سامان حفاظت سے لدا

ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا۔

"محمد (ﷺ) اگلی مرتبہ تو بچ گئے مگر اب ان کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔"

احد کا میدان کارزار گرم تھا کہ ابی بن خلف نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب گھوڑا دوڑایا۔ اس کے تیور دیکھ کر جانثارانِ رسول ﷺ نے اس کو موت کا ذائقہ چکھانا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس کا راستہ چھوڑ دو۔"

اور حضور نبی کریم ﷺ نے خود اس کے جسم پر زرہ کے درمیان ترقوہ پر نیزے کی انی کا چرکا لگایا۔ ابی بن خلف زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرا اور مکہ مکرمہ تک زندہ نہ پہنچ سکا اور راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ ابی بن خلف جب زخمی ہو کر گرا تو اس کے کچھ ساتھی اسے پوچھنے آئے مگر وہ بیل کی طرح ڈکرا رہا تھا۔ انہوں نے کہا۔

"کیوں اتنا شور مچا رہا ہے۔ تجھے تو ایک معمولی سی خراش آئی ہے۔"

اس نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کیا۔

"میں ابی کو قتل کروں گا۔"

اس کے بعد اس نے کہا۔

"قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ پر گزری ہے اگر وہ اہل ذی المجاز پر ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے۔"

اور اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی وہ راستہ میں مرگیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۲)

مخیرق یہودی کے متعلق فرمان:

منقول ہے مخیرق ایک یہودی عالم تھا اور صاحب ثروت اور متمول تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصافِ سے باخبر تھا مگر حب مال اور حب دین و خویش اس کے مسلمان ہونے میں مانع تھے۔ جب غزوۂ احد کا آغاز ہوا تو یہ ہفتہ کا دن تھا اور اس نے یہودیوں سے کہا۔

"آج حضور نبی کریم ﷺ کی مدد اور نصرت تم پر واجب ہے۔"

وہ بولے۔

"آج ہفتہ ہے ہم کیسے لڑ سکتے ہیں؟"

مخیرق بولا۔

"آج ہفتہ کا حکم ختم ہو چکا ہے۔"

پھر مخیرق خود مسلح ہو کر غزوۂ احد میں شریک ہوا اور اس نے اپنی قوم کو بتایا۔

"میں جام شہادت نوش فرمانے جا رہا ہوں اور تم میرا مال و دولت سب حضور نبی کریم ﷺ پر قربان کر دینا وہ اللہ عزوجل کے حکم پر جیسا چاہیں گے کریں گے۔"

پھر مخیرق میدانِ احد میں انتہائی بے جگری اور بہادری سے لڑا اور شہید ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا۔

"وہ تمام یہودیوں میں بہترین تھا۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر اس کی دولت غرباء میں تقسیم فرما دی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یوم احد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بڑی قربانی دی اور اس دن واپس لوٹنے والوں میں پہلا فرد میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کریں کہ وہ اس دن شدید زخمی ہوئے تھے اور سب سے پہلے ہم نے آپ ﷺ کا حال درست کیا اور پھر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کے جسم پر اس وقت ستر سے زیادہ تلواروں اور تیروں کے زخم تھے اور ان کی ایک انگلی بھی ضائع ہو چکی تھی پھر ہم نے ان کی حالت بھی درست کی۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اول حدیث ۲۶۹)

غزوۂ احد کے موقع پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ اٹھائے ہوئے تھے اور جس وقت مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ پر حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کے اس حملہ کو روکا اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا۔ حضرت قیس بن

حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بچایا اور وہ ہاتھ بالکل شل ہو چکا تھا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب فی مناقب طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حدیث ۹۱۹)

حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے موقع پر مہاجرین کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا اور ابن قمیہ سمجھا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ ہیں اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا دایاں بازو شہید ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا اور کہا۔

وما محمدٌ الا رسول

ابن قمیہ نے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر دوسرا وار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا بایاں بازو بھی شہید ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے جھنڈے کو تھامے رکھا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ جھنڈا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۵)

روایات میں آتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے شہید ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کفار پر ٹوٹ پڑے اور پھر اس دوران خبر ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ دیگر جانثاروں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر ایک محفوظ جگہ منتقل ہو گئے۔ اس دوران ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے اونچی آواز میں کہا۔

"اے گروہِ محمد (ﷺ)! کیا تم میں محمد (ﷺ) ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر بعد کوئی جواب نہ پا کر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اونچی آواز میں پکارا۔

"اے گروہِ محمد (ﷺ)! کیا تم میں ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) ہیں؟"

اس مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کچھ دیر بعد پھر بولا۔

"ضرور یہ لوگ مارے گئے ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی ہرزہ سرائی سن کر پکارا۔

"اے دشمن خدا! ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے یہ سن کر پکارا ہبل بلند ہوا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پکارا۔

"اللہ عزوجل بلند و برتر ہے۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر کہا۔

"معرکہ احد، معرکہ بدر کے برابر ہوگئی یعنی ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر پکارا۔

"نہیں ابوسفیان! یہ برابری نہیں کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو گھوڑا دوڑاتے ہوئے بھاگ گئے۔ (اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۴۸)

یہ جہنمی ہے:

منقول ہے ایک شخص جس کا نام قزمان تھا کسی وجہ سے غزوۂ احد میں شریک نہ ہوا اور مدینہ منورہ میں ہی پڑا رہا۔ عورتوں نے اسے طعنہ دیا کہ تو ہماری طرح گھر میں کیوں پڑا ہے اٹھ اور جا جہاد میں شریک ہو۔ اس نے غصہ میں تلوار اٹھائی اور پھر سب حیران رہ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا۔

"یہ جہنمی ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرانگی کا اظہار کیا اور اس موقع پر قزمان نے نعرہ مارتے ہوئے کہا۔

"بھاگنے سے موت بہتر ہے۔"

اسی جوش میں قزمان نے سات مشرکین کو قتل کر دیا۔ پھر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا۔

"اللہ عزوجل تجھے مرتبہ شہادت عطا فرمائے۔"

قزمان نے ان کی بات سنی تو کہا۔

"خدا کی قسم! میں دینِ اسلام کی خاطر نہیں لڑتا اور میں تو اس لئے لڑ رہا ہوں کہ یہ

ہمارے نخلستانوں پر قبضہ نہ کر لیں۔"

پھر قزمان کو ایک زخم آیا اور اس کا درد شدید تھا۔ جب درد کی شدت بڑھی تو اس نے اپنے ہی خنجر کو اپنے سینہ میں گھونپ دیا۔ وہ لوگ جو اس کی حقیقت سے بے خبر تھے انہوں نے کہا وہ شہید ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے ایک فاجر کے ذریعے دین اسلام کی مدد کی۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۴)

ملائکہ نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا:

حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ بن ابی سلول سے اس رات ہوئی جب اگلے دن صبح حضور نبی کریم ﷺ غزوہ احد کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے شادی کے وقت ان سے فرمایا۔

"تم رات اپنی بیوی کے پاس بسر کرو۔"

چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق رات اپنی زوجہ کے پاس بسر کی اور جب صبح نمازِ فجر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس جنگ میں روانگی سے قبل آئے تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو خلوت میں لے گئیں اور یوں آپ رضی اللہ عنہ کو غسل کی حاجت ہوئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس خوف سے کہ لشکر نکلنے کو تیار تھا اور کہیں میں جہاد سے محروم نہ رہ جاؤں بغیر غسل کے کپڑے پہنے اور لشکر کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ انتہائی جانثاری اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"پہاڑ کے دامن میں کون ہے اور ملائکہ آسمان سے چاندی کے کوزے بھر بھر کر لا رہے ہیں اور کسی کو غسل دے رہے ہیں۔"

حضرت ابوسید عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے وہاں جا کر دیکھا تو وہاں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا جسد خاکی موجود تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ ہم نے اس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ کو دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس بھیجا تو انہوں نے بتایا کہ جنگ پر روانگی سے قبل انہیں غسل کی حاجت تھی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶)

ملائکہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مدد کی:

حضرت حارث بن ضمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ احد میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں تھے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔

"کیا تم نے عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ہے؟"

میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ پہاڑ کی ڈھلوان سے نیچے اتر رہے تھے تو مشرکین نے انہیں گھیر لیا اور میں ان سے الجھنے لگا اور پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں یہاں آ گیا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ملائکہ اس وقت عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) کی مدد کر رہے ہیں۔"

حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان کے گرد سات مشرکین کے لاشے دیکھے۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"دو کو میں نے قتل کیا ہے جبکہ پانچ کو نامعلوم شخص نے قتل کیا ہے۔"

حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۵)

لعابِ دہن لگانے سے زخم ٹھیک ہو گیا:

حضرت ابو درہم کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد کے بعد اسلام قبول کیا اور غزوۂ بدر کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہادری اور شجاعت کی بناء پر دادِ تحسین وصول کی۔ منقول ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ

انتہائی بے جگری سے لڑ رہے تھے کہ اچانک کسی مشرک کا تیر آپ رضی اللہ عنہ کی گردن میں آن پر پیوست ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تیر نکالنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے اور پھر اسی حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تیر باہر نکالا اور پھر زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وہ زخم ٹھیک ہو گیا اور پھر زندگی بھر اس زخم میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

(معجزاتِ انبیاء علیہم السلام صفحہ ۶۱۲ تا ۶۱۳)

ملائکہ مدد اور نصرت پر آمادہ تھے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میدانِ احد میں بھگدڑ مچی تو میں نے ایک آواز سنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کہیں دکھائی نہ دیئے۔ میں نے سوچا۔

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ نہیں سکتے اور نہ ہی شہید ہوئے ہیں آخر ماجرا کیا ہے؟ یقیناً اللہ عزوجل نے ہم پر اپنا غضب نازل فرمایا ہے اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے اٹھا لیا ہے اور اب اس سے بڑھ کر اور کوئی کام باقی نہیں کہ ہم لڑیں اور شہید ہو جائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر زندہ رہنا بے کار ہے۔“

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی نیام توڑ کر پھینک دی اور بے جگری سے لڑنے لگا اور میں نے ایک بڑے مجمع پر حملہ کر کے اسے منتشر کر دیا۔ پھر مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجمع میں گھرے ہوئے ملے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تھے کہ ملائکہ مدد اور نصرت پر کمر بند تھے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷)

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

”یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

”تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔“

احد پہاڑ کا زلزلہ رک گیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

"اے احد! ٹھہر جا تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔"

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۷۸)

تم اس عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی کرو گے

محرم الحرام ۴ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ خالد بن سفیان ہزلی نے مدینہ منورہ پر حملہ کی غرض سے ایک لشکر ترتیب دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلے کے لئے بھیجا اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے موقع ملتے ہی خالد بن سفیان ہزلی کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی اس جانثاری پر اپنا عصا انہیں دیا اور فرمایا۔

"تم اس عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی کرو گے۔"

حضرت عبداللہ بن انیس رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بروزِ حشر یہ میرے پاس بطورِ نشانی ہو گا۔"

اور پھر وصال کے وقت اس عصا کو وصیت کے مطابق حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۶۴)

بلیغ الارض

عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوہ احد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

"ہم میں اسلام موجود ہے اور آپ ﷺ ہماری جانب کچھ لوگوں کو بھیجئے وہ ہمیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کریں اور ہمیں قرآن کی تعلیم دیں۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جن میں حضرت خلیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور جب یہ جماعت مقامِ رجیع پر پہنچی تو ان لوگوں نے بدعہدی کی اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھیر لیا اور تلواریں نکال لیں۔ جب ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا تو انہوں نے کہا۔

"بخدا! ہم مقابلہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو تمہیں اہل مکہ کے ہاتھ فروخت کریں گے تاکہ کچھ کما سکیں۔"

ان چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تین نے ان کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے جبکہ باقی تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت خلیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی تھے انہیں یہ مکہ لے گئے اور انہیں مشرکین مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ حضرت خلیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے عقبہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

حضرت خلیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں مشرکین کے نامی گرامی سردار حارث بن عامر کو جہنم واصل کیا تھا چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے رجیع میں گرفتار کیا تو حارث بن عامر کے بیٹوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید کر اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔

"الٰہی! میں یہاں اپنے پاس کسی کو نہیں پاتا جن کے ذریعے میں تیرے حبیب کی بارگاہ میں اپنا سلام پہنچا سکوں لہٰذا تو میرا سلام اپنے حبیب کی بارگاہ تک پہنچا دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس وقت مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک محفل میں موجود تھے کہ آپ ﷺ نے باآوازِ بلند وعلیکم السلام کہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! ہم یہاں کسی کو نہیں دیکھتے جس نے آپ ﷺ کو سلام کیا ہو؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تمہارے بھائی خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں اس وقت سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور انہوں نے سولی پر چڑھائے جانے سے پہلے مجھے سلام کہا ہے اور میں نے ان کے سلام کا جواب دیا ہے۔''

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جن دنوں حارث بن عامر کے بیٹوں کی قید میں تھے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ بے موسم انگور کا پھل کھا رہے تھے۔ حارث بن عامر کی بیٹی کہتی ہے۔

''اللہ عزوجل کی قسم! میں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جیسا کسی اور کو نہیں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ قید جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں میں انگوروں کا خوشہ پکڑے انگور کھا رہے تھے اور اس وقت انگوروں کا موسم نہ تھا اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کو پھل پہنچانے والا کوئی تھا۔''

منقول ہے جب مشرکین نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔

''مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔''

ان لوگوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو نماز کے لئے چھوڑ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ مجھے موت کا خوف ہے تو میں نماز کو طول دیتا اور اے اللہ! تو انہیں شمار کر لے اور انہیں گن گن کر مارنا اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھنا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

''مقام تنعیم میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا جسم سولی پر لٹک رہا ہے جو مسلمان

ان کے جسم کو لے کر آئے گا میں اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔"

حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم اس نوید کو سننے کے بعد گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انتہائی تیز رفتاری سے رات کو سفر کرتے ہوئے اور دن کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہتے ہوئے مقامِ تنعیم میں پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ چالیس کے قریب کفار اس سولی کے نزدیک پہرہ دیتے ہوئے سو گئے ہیں۔ ان دونوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے جسم کو سولی سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے تازہ خون بہہ رہا تھا جس کے نشانات کو دیکھتے ہوئے کفار کا ایک لشکر ان دونوں حضرات کے پیچھے روانہ ہوا۔ ان حضرات نے دیکھا کہ کفار انہیں پکڑ سکتے ہیں تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کو زمین پر رکھا اور جیسے ہی جسم کو زمین پر رکھا زمین نے جسم کو نگل لیا اور یوں برابر ہو گئی جیسے کبھی شق نہ ہوئی ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کو بلیغ الارض یعنی زمین جسے نگل گئی کا لقب دیا۔

کفار کا لشکر جب حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم تک پہنچا تو انہوں نے کہا۔

"ہم دو شیر ہیں جو جنگل کی جانب جا رہے ہیں اور اگر تم ہمارا راستہ روکنا چاہتے ہو تو روک کر دکھاؤ۔"

کفار نے جب ان دونوں کے پاس حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے جسم کو نہ پایا تو واپس لوٹ گئے۔

(اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۷۳، تاریخ طبری جلد دوم حصہ اوّل صفحہ ۱۹۶، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب غزوۂ الرجیع حدیث ۱۳۵۰)

بئیر معونہ کا واقعہ

صفر المظفر ۴ ھ میں بئیر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ ابو براء عامر بن مالک جو اپنی بہادری کی وجہ سے عرب میں "برچھیوں سے کھیلنے والا" یعنی ملاعب الاسنہ کہلاتا تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا اور کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میرے ساتھ میرے وطن نجد بھیج دیں مجھے امید ہے وہاں کے لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجد کے کفار میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نقصان پہنچائیں گے۔ ابوبراء عامر بن مالک نے کہا میں ان کی حفاظت کا ضامن ہوں اور وہ انہیں کچھ نقصان پہنچائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیا اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت ابوبراء عامر بن مالک کے ہمراہ بیرِ معونہ پہنچی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قافلے کے سردار حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب لے کر عامر بن طفیل کے پاس اکیلے گئے جو نجد کا رئیس اور سردار تھا اور ابوبراء عامر بن مالک کا بھتیجا تھا۔ عامر بن طفیل نے مکتوب پڑھا اور ایک شخص کو اشارہ کیا جس نے پیچھے سے نیزہ مار کر حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور پھر نجد کے دیگر قبائل کے مشترکہ لشکر کو بیرِ معونہ بھیجا کہ وہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شہید کر دیں۔ بیرِ معونہ پر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے مگر جب دیر ہوگئی تو یہ آگے بڑھے اور پھر ان کا سامنا عامر بن طفیل کے لشکر سے ہوا اور عامر بن طفیل کے لشکر نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے سوا دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا اور ان شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو سفر ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو عامر بن طفیل نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اور پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے بالوں کی لٹ کاٹ کر چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور جب مقام "قرقرہ" پہنچے تو ایک درخت کے سائے میں بنی کلاب کے دو کافروں کو سوتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا اور یہ خیال کیا میں نے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لیا ہے جبکہ ان دونوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دے دی تھی۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ابوبراء عامر بن مالک کی غداری اور عامر بن طفیل کے حملہ کے متعلق بتایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحابِ بیرِ معونہ کی شہادت کا شدید غم ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے ان قبائل پر لعنت بھیجتے رہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کفار کے خون بہا دینے کا حکم

دیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۵۵)

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ جب مسلمان بیئر معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمری گرفتار ہوا تو ان سے عامر بن طفیل نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے ایک شہید مقتول کی جانب اشارہ کیا۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔

"یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔"

اس کا جواب سن کر عامر بن طفیل نے کہا۔

"ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی جانب جاتے دیکھا اور میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا اور اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا اے ہمارے رب! ہمارے مسلمان بھائیوں کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی خبر پہنچا دے کہ تو ہم سے اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے چنانچہ میں تمہیں ان کی دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں خبر دے رہا ہوں۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ہمارے ہاں کسی کو بھیجیں جو ہمیں قرآن سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم کے لئے ستر انصاری قراء کو روانہ کیا مگر ان لوگوں نے راستہ میں ہی گھیر کر انہیں شہید کر دیا۔ ان انصاری قراء نے بوقت شہادت عرض کیا۔

"اے اللہ! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری حالت کی خبر دیجئے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عین اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ عزوجل کے ان دوستوں نے یہ دعا مانگی ہے۔

اللهم بلغ غائبنا ان قد يقيناك فرضينا عنك ورضيت عنا

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

مٹی کا ڈھیلا

حضرت ابو براء رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں دو گھوڑے اور دو اونٹ بطورِ تحفہ بھیجے اور اس وقت حضرت ابو براء رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول کرتا تو ابو براء (رضی اللہ عنہ) کا ہدیہ بھی قبول کر لیتا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ بیمار ہیں اور انہوں نے اپنی شفایابی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ تحفہ بھیجا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر اس پر اپنا لعابِ دہن مس کیا اور فرمایا۔

''یہ اسے دے دو وہ اسے پانی میں گھول کر پی لے۔''

حضرت ابو براء رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور اللہ عزوجل نے انہیں شفاء عطا فرما دی۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۷)

صحبت بابرکت کا اثر

۴ھ میں غزوہ ذات الرجیع پیش آیا اور حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اس غزوہ میں شہید ہوئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو دشمنوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر قلم کر کے سلافہ بنت سعد کو بھیجنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس نے منت مانی تھی کہ جو آپ رضی اللہ عنہ کا سر قلم کر کے لائے گا وہ اسے سو اونٹ بطورِ انعام دے گی اور آپ رضی اللہ عنہ کا سر پیالہ میں رکھ کر اس میں شراب ڈال کر پیئے گی۔ اللہ عزوجل نے بھڑوں کو حکم دیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کے گرد منڈلاتی رہیں چنانچہ جو بھی آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کے نزدیک آتا وہ بھڑیں اسے ڈنک مار دیتیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں مشرکین نے خیال کیا کہ رات کے وقت بھڑیں چلی جاتی ہیں چنانچہ ہم رات کو آئیں گے اور اس وقت سر کاٹ لیں گے۔ پھر وہ رات کے وقت آئے تو اس وقت ایک طوفان آیا اور حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کا جسم دور جا پڑا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی تھی کہ ان کے جسم کو کوئی مشرک نہ چھوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی کسی مشرک نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کو نہیں چھوا تھا اور اللہ عزوجل نے شہادت کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کو مشرکین کے چھونے سے محفوظ رکھا اور یہ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت کا اثر تھا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۸)

مصیبت کے وقت مانگی جانے والی دعا

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس لوٹے اور آپ رضی اللہ عنہ اس دن بہت خوش تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مصیبت میں مبتلا ہو وہ یہ دعا مانگے۔

اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا

"اے اللہ! میری مصیبت میں میرا اجر لکھ دے اور اس سے بہتر میرے لئے اس کا قائم مقام بنا دے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو میں نے اس دعا کو پڑھنا اپنا معمول بنا لیا اور جب میں یہ دعا مانگتی تو میرے دل میں یہ خیال بھی آتا کہ ابوسلمٰی (رضی اللہ عنہ) سے بہتر کون ہوگا کہ وہ تو صحابی رضی اللہ عنہ تھے مگر چونکہ اس دعا کی تعلیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی لہٰذا میں اسے باقاعدگی کے ساتھ پڑھتی رہی۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اگر کسی عورت کا شوہر اس کی زندگی میں فوت ہو جائے اور وہ عورت شادی نہ کرے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اگر ایسے ہی کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے اور وہ شادی نہ کرے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا آؤ پھر ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو پہلے مرے گا وہ دوسری شادی نہیں کرے گا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تم ایسا عہد نہ کرو

اور اگر میں پہلے مر جاؤں تو تم دوسری شادی کر لینا اور پھر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے یوں دعا مانگی۔

"اے اللہ! اگر میں مر جاؤں تو ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کو مجھ سے بہتر شخص عطا فرمانا۔"

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اور جب بچہ کی ولادت ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہا کی عدت بھی ختم ہوگئی۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ رشتہ میں آپ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے انہوں نے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے اس رشتہ سے بھی انکار کر دیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کا پیغام بجھوایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام پر مرحبا کہا اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس پیغام کو قبول کر لیا کیونکہ یہ ایک بہت بڑی سعادت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہو رہی تھیں۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو قبول کر لیا مگر تین عذر پیش کیے۔

۱۔ میں بہت زیادہ غیرت کھانے والی ہوں اور اگر مجھ میں کوئی ایسی چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی دی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ میں آئیں تو پھر میرا انجام بخیر نہ ہوگا۔

۲۔ میں بچوں والی ہوں اور میرے بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے۔

۳۔ میرا کوئی وارث نہیں جو میرے نکاح کا اہتمام کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے نکاح کا پیغام لے کر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ آئے تھے انہوں نے یہ تینوں عذر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ تینوں عذر سنے تو خود ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا۔

"تم نے جس غیرت کا ذکر کیا تو میں بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تم سے دور ہو اور تم نے بچوں کا ذکر کیا تو ان کے لئے اللہ عزوجل ہی کافی ہے اور تم نے کہا کہ تمہارا کوئی وارث نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں اور تمہارا موجود وارث ہو یا پھر غائب وارث کوئی بھی مجھ پر اعتراض نہیں کر سکتا۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰ تا ۵۱)

زخمی تندرست ہو گئے

ہجرت کے چوتھے برس حضور نبی کریم ﷺ نے پانچ لوگوں جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے انہیں خیبر بھیجا تاکہ وہ سلام بن ابی الحقیق کو قتل کریں۔ انہوں نے رات کے وقت اس کے گھر میں گھس کر اسے قتل کیا اور جب باہر نکلے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ میں اپنی کمان وہیں بھول آیا ہوں۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ واپس گئے اور اپنی کمان لے کر آرہے تھے کہ پاؤں زخمی ہو گیا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی پگڑی باندھ لی اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس لوٹ آئے۔ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا تو اپنے زخمی پاؤں کا بھی ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست رحمت اس زخمی پاؤں پر پھیرا تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا پاؤں اسی وقت درست ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۹)

غزوہ ذات الرقاع میں رونما ہونے والے معجزات

یہودی قبائل کی مدینہ منورہ سے جلاوطنی کے بعد مشرکین مکہ اور یہودیوں کے روابط مزید مضبوط ہو گئے تھے اور اب وہ مشترکہ طور پر حضور نبی کریم ﷺ اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ کو جب بھی کسی سازش کی خبر ملتی آپ ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ اس سازش کو ختم کرنے کے لئے روانہ ہو جاتے چنانچہ محرم الحرام ۵ھ میں آپ ﷺ ذات الرقاع کی مہم پر چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ کے شمال میں بنوغطفان کی سرحد پر تشریف لے گئے۔ لشکر اسلام جب بنوغطفان پہنچا تو یہودی قبائل لشکر اسلام کی ہیبت کی وجہ سے فرار ہو گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۷)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر لشکر اسلام کے پاس سواریوں کی کمی تھی یہاں تک کہ چھ چھ لوگوں کے لئے ایک اونٹ تھا اور سب باری باری اونٹ پر سوار

ہوتے تھے جبکہ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ہمارے پاؤں بھی زخمی ہو گئے تھے اور کچھ کے تو پاؤں کے ناخن بھی جھڑ گئے تھے اور ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹتے تھے اسی لئے اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع یعنی پیوندوں والا غزوہ ہو گیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۸۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس غزوہ ذات الرقاع میں ایک اونٹ تھا جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے مگر اونٹ کی سست روی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا لے کر اونٹ پر تین مرتبہ گھسایا اور پھر پانی کا چلو بھر کر اس پر چھڑکا اور بیٹھنے کا حکم دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے ہم میں ایک سچا رسول مبعوث فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر تیز چلاتے تھے میرا اونٹ پیچھے نہیں رہتا تھا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰)

غورث کا دعویٰ باطل ہو گیا:

بنی محارب کا ایک شخص غورث ایک دن اپنی قوم سے بولا۔

"میں تمہارے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا۔"

قوم نے پوچھا۔

"تم یہ کیسے کرو گے؟"

اس نے جواب دیا۔

"میں انہیں اچانک قتل کروں گا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غورث نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس مقام پر تشریف فرما تھے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تلوار رکھی تھی۔ غورث نے کہا۔

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی تلوار دکھایئے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی تلوار دے دی اور اس نے تلوار گھمائی اور اس کا ارادہ آپ ﷺ کو ضرب لگانے کا تھا اور اس نے تلوار کو بار بار گھما کر آپ ﷺ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور کہنے لگا۔

''کیا آپ ﷺ کو مجھ سے خوف نہیں آتا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے غورث کی بات سنی تو فرمایا۔

''میں تم سے نہیں ڈرتا۔''

غورث بولا۔

''میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس کے باوجود بھی آپ ﷺ نہیں ڈرتے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''ہرگز نہیں اور میرا اللہ مجھے بچانے والا ہے۔''

غورث نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ ﷺ کی تلوار آپ ﷺ کو واپس لوٹا دی اور خود وہاں سے چلا گیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۶۴، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۴۳۴)

حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکین کے امیر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا کی اور اس کے بعد مشرکین نے کہا۔

''مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک نماز کی حالت میں ان پر حملہ کر دیتے۔''

حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے آیت خوف نمازِ ظہر اور نمازِ عصر کے مابین نازل فرمائی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۴۳۵)

درخت چلنے لگے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوہ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف

لے گئے اور میں پانی کا لوٹا لے کر آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم نے ہر جگہ نگاہ دوڑائی کہ شاید کوئی آڑ کی جگہ مل جائے اور پھر ہمیں اس میدان کے کنارے دو درخت دکھائی دیئے۔ آپ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے نزدیک تشریف لے گئے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل کے حکم سے میرا حکم مان۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ درخت حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ یوں چل دیا جیسے اونٹ کو نکیل سے پکڑ کر چلایا جاتا ہے اور پھر آپ ﷺ اسے دوسرے درخت کے پاس لے آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل کے حکم سے میری اطاعت کر۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ دونوں درخت مل گئے اور میں حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر بیٹھ گیا اور خود سے باتیں کرنے لگا۔ پھر میری نگاہ اٹھی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہوں پر موجود ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر اقدس سے دائیں اور بائیں جانب اشارہ کیا اور پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا۔

''اے جابر (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! جی ہاں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان دونوں کی ایک ایک ٹہنی کاٹ کر اپنے پاس رکھ لو اور جس جگہ میں کھڑا تھا اس جگہ ایک ٹہنی دائیں اور ایک ٹہنی بائیں جانب گاڑ دو۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اٹھا اور ایک پتھر کو توڑ کر اس کی دھار بنائی اور پھر دونوں درختوں کی ایک ایک ٹہنی کاٹی اور اسے گھسیٹ کر اس جگہ لایا جہاں حضور نبی کریم ﷺ

کھڑے تھے اور حسب فرمان ایک ٹہنی دائیں جانب اور ایک ٹہنی بائیں جانب گاڑ دی اور واپس آ کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے حسب فرمان کر دیا ہے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

''جابر (رضی اللہ عنہ)! میں نے وہاں دو قبریں دیکھی تھیں اور ان قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا تھا چنانچہ میں نے پسند کیا میری شفاعت سے ان سے عذابِ قبر اس وقت تک دور رہے جب تک وہ ٹہنیاں تر ہیں۔''

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۳۶ تا ۳۴۷)

انگلیوں کی پوروں سے پانی جاری ہو گیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

''جابر (رضی اللہ عنہ)! لشکر میں اعلان کرو کہ لوگ وضو کریں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اعلان کیا۔

''مسلمانو! وضو کر لو۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! لشکر میں پانی موجود نہیں ہے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کچھ پانی رکھا کرتے تھے تاکہ ٹھنڈا بھی رہے اور بوقت ضرورت جب پانی موجود نہ ہو تو آپ ﷺ کو پانی مہیا کیا جا سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جابر (رضی اللہ عنہ)! تم فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور وہ میرے لئے پانی رکھتے ہیں تم ان سے پوچھو کے مشکیزے میں کچھ پانی ہے تو دے دیں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گیا اور ان انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو ان

کے پاس مشکیزے میں پانی نہ تھا اور مشکیزے میں صرف چند قطرے تھے۔ میں نے تمام صورتحال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ مشکیزہ لانے کا حکم دیا اور جب میں وہ مشکیزہ لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا اور پھر وہ مشکیزہ میرے حوالے کر دیا اور فرمایا۔

"لگن لانے کا اعلان کرو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اعلان کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لگن لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے آگے رکھا اور دست مبارک کو اس کے اندر یوں پہنچا دیا کہ اس کے پیندے سے انگلیاں لگ گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حکم کی تعمیل کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کی پوروں سے پانی جاری ہو گیا اور کچھ دیر میں لگن پانی سے لبالب بھر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے جابر (رضی اللہ عنہ)! اعلان کرو جسے جتنی ضرورت ہو وہ اس پانی سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اعلان کیا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آتے رہے اور پانی پیتے رہے اور وضو کرتے رہے مگر لگن جوں کی توں پانی سے بھری رہی۔ پھر کچھ لوگوں نے گرسنگی کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل جلد کھانے کا انتظام فرما دے گا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں گئے اور وہاں ہمیں ایک بڑا جانور مل گیا جسے گھیر کر ہم نے ذبح کیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۷۴)

شتر مرغ کے انڈے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ ذات الرقاع کا ارادہ کیا تو علبہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش

کئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"انہیں پکا لو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ لیا اور میں روٹی تلاش کی مگر مجھے روٹی نہ ملی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ انڈے بغیر روٹی کے سیر ہو کر کھائے اور جب میں نے کاسہ میں دیکھا تو انڈوں کی پہلی سی مقدار وہاں موجود تھی۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۳۸)

کھویا ہوا اونٹ مل گیا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جابر (رضی اللہ عنہ)! کہو کیا حال ہے؟"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ کھو گیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ تمہارا اونٹ ہے جاؤ اسے پکڑ لاؤ۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس جانب گیا جس جانب حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا مگر مجھے اونٹ نہ ملا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں واپس لوٹا تو آپ ﷺ میرے ساتھ آئے اور پھر ہم اس اونٹ تک پہنچ گئے اور آپ ﷺ نے اونٹ پکڑ کر مجھے دے دیا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۳۸)

نبی کے غصہ سے ڈرو

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے تو تبیع محاربی گھوڑی پر سوار ایک اونٹ کی مہار پکڑے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔

”میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لا یعلم الغیب الا اللہ

اس کے بعد اس نے پوچھا۔

”بارش کب ہوگی؟“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”یہ اللہ عزوجل کی ذات بہتر جانتی ہے۔“

اس نے پھر پوچھا۔

”میں کیا کروں؟“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”یہ میں نہیں جانتا۔“

اس نے کہا۔

”میں کس زمین پر مروں گا؟“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”مجھے علم نہیں۔“

پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیب الیٰ

اس ملعون نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔

”میرا یہ اونٹ مجھے اللہ عزوجل سے بھی زیادہ عزیز ہے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”مجھے میرا اللہ میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور جان و مال اور اولاد سے بھی عزیز ہے۔“

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سجدہ میں سر رکھا اور فرمایا۔

"اے محاربی! میرا اللہ مجھے بتاتا ہے کہ تیری داڑھی کے نیچے ایک زخم ہوگا اور تیرا سارا گوشت و پوست اسی زخم سے بہہ جائے گا اور پھر تو جہنم میں جلے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق سبیع محاربی کے چہرے پر کچھ عرصہ بعد زخم ہوا اور اس سے گوشت ابل ابل کر باہر گرنے لگا اور اس کی بدبو سے لوگ اس سے دور بھاگنے لگے اور پھر اس ملعون نے کہا۔

"حضور نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ سچ تھا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۰)

خواب کو حقیقت میں بدل دیا

شعبان ۵ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان گذشتہ واقعات کے پس منظر میں لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا اور مدینہ منورہ سے مریسیع پہنچے تا کہ بنی مصطلق جو سازشوں میں مصروف تھے ان کی سرکوبی کی جا سکے۔ بنی مصطلق، لشکر اسلام کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی صفوں کو منظم کیا اور ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے بنی مصطلق کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ اس غزوہ میں بنی مصطلق کے رئیس حارث بن ابی ضرار کی بیٹی "جویریہ" حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں اور ام المومنین کے منصب پر فائز ہوئیں۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸)

روایات میں آتا ہے کہ شعبان المعظم ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا اور خود بنی مصطلق کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنی مصطلق جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مریسیع کے مقام پر دونوں گروہوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ایک زبردست معرکہ کے بعد اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ اس معرکہ میں بے شمار کفار جہنم واصل ہوئے اور بے شمار قیدی بنائے گئے اور ان قیدیوں میں ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بھی تھیں جو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کے حصہ میں آئیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر کے ہمراہ

ہمارے قبیلے بنی مصطلق پر چڑھائی کی تو اس معرکہ سے تین دن قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ سے چاند آ رہا ہے اور وہ میری آغوش میں آن گرتا ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر کسی سے بھی کرنا مناسب نہ جانا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بنی مصطلق پر حملہ کیا اور ہم قیدی بنا لئے گئے۔ اس وقت میں نے اپنے خواب کی یہ تعبیر نکالی کہ میں جلد آپ ﷺ کی زوجہ بنوں گی اور پھر اللہ عزوجل نے بھی میرے اس خواب کو حقیقت میں بدل دیا اور آپ ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر مجھ سے نکاح فرما لیا۔

مورخین لکھتے ہیں ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا غزوۂ بنی مصطلق میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس سے فرمایا۔

"مجھ سے مکاتبت کر لیں۔"

یعنی جب میں مطلوبہ رقم دے دوں گی تو مجھے آزاد کر دیا جائے گا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے تیس تولہ سونے پر ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے مکاتبت کر لی مگر آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"میں بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی ہوں اور میرے لئے یہ ایک بارِ گراں ہے کہ میں یوں قیدی بنائی جاؤں اور میں چونکہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں تو میں نے ان سے تیس تولہ سونے پر مکاتبت کر لی ہے مگر میرے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں لہٰذا آپ ﷺ میرے حال پر رحم فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تم کہو تو میں تمہارے لئے اس سے بہتر تجویز کرتا ہوں؟"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تم کہو تو میں تمہاری جانب سے یہ فدیہ ادا کر کے تمہیں آزاد کر دوں اور پھر اپنی بیوی بنا لوں۔"

ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کر لیا۔

مورخین لکھتے ہیں ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث رضی اللہ عنہ بن ابی ضرار کو جب

علم ہوا کہ ان کی بیٹی کو بھی قیدی بنایا گیا تو وہ اپنی بیٹی کو فدیہ دے کر چھڑوانے کی غرض سے مدینہ منورہ کی جانب چلے اور انہوں نے اپنے ساتھ بے شمار اونٹ لے لئے جنہیں بطورِ فدیہ دے کر وہ اپنی بیٹی کو آزاد کروانا چاہتے تھے مگر ان اونٹوں میں دو اونٹ ایسے بھی تھے جو انہیں عزیز تھے چنانچہ جب وہ مدینہ منورہ کے نواح میں پہنچے تو انہوں نے ان دونوں اونٹوں کو وہیں چھپا دیا تاکہ واپسی پر لے جائیں اور یہ دونوں اونٹ فدیہ سے محفوظ رہیں۔ پھر جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فدیہ کی بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"اس میں وہ دو اونٹ کم ہیں جنہیں تو فلاں گھاٹی میں چھپا آیا ہے۔"

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سنی تو کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں اور اس بات کا علم میرے سوا کسی کو نہ تھا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے نہ ہوتے تو اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یوں آگاہ نہ فرماتا۔"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنا کر مدینہ منورہ لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے وہ اپنے کچھ رفقاء کے ہمراہ مدینہ منورہ آئے تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو آزاد کروا سکیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"میں اس کا اختیار تمہاری بیٹی کو دیتا ہوں وہ جیسا چاہے گی ویسا ہی ہوگا۔"

پھر حضرت حارث رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سے ملے تو ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

"میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے بعد ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر نکاح کر لیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو اس کی خبر آناً فاناً سارے شہر میں پھیل گئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا بنی مصطلق کے جتنے بھی قیدی ہیں انہیں آزاد کر دیا جائے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنے قبیلہ والوں پر کسی کو باعث برکت نہیں پایا اور آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے سو سے زائد گھرانے آزاد ہوئے۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۹۷ تا ۹۸، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵۴ تا ۵۵۶، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۹۷)

گمشدہ اونٹ کے متعلق بتانا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آندھی چلی تھی وہ بعد میں دن کے آخری حصے پرسکون ہوگئی۔ لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خیر خبر لی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش میں لوگ ہر طرف نکل گئے۔ ایک منافق چند انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مصروف کلام تھا۔ جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا۔

"اے اہل مدینہ! کیا اللہ عزوجل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتلائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو عادت ہے کہ وہ بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باتیں سننے کے لئے آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اس کے اقوال بیہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے۔"

اور اس کا قول انہی الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا۔

"سن لو اور تم میں اگر وہ بھی پہنچ گیا ہے تو وہ بھی سن لے۔ اللہ عزوجل نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے اے لوگو! جاؤ اور جا کر دیکھو وہ سامنے کی گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔"

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے۔ منافق اس "دید و شنید" کے بعد بہت زیادہ اور امکانی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز کیا تھا۔ ان انصاری

لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا۔ منافق نے سوال کیا۔

"میں تم کو قسم دیتا ہوں کیا آپ حضرات میں سے کوئی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اٹھ کر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر بتایا ہے؟"

لوگوں نے کہا۔

"بھئی ہم تو جب سے اسی طرح اور اسی جگہ بیٹھے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچنے اور کچھ بتانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

اس نے کہا۔

"میں نے تو حضور نبی کریم ﷺ سے وہ بات سنی ہے جو یہاں تم لوگوں سے کہی تھی۔ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی بعض اوقات میں بتائی ہوئی درپردہ اور غیبی نوعیت کی باتوں پر شبہ تھا۔ الحمدللہ وہ رفع ہوگیا اور میرا یقین حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت پر راسخ ہوگیا۔" (دلائل النبوۃ صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر اللہ عزوجل کی گواہی

شعبان ۵ ھ میں واقعہ افک پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ غزوہ بنی مصطلق کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ تھی۔ اس سفر میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر مدینہ منورہ سے کچھ دور رات کے وقت یہ قافلہ قیام پذیر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے قافلہ سے قدرے فاصلہ پر چلی گئیں۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار تھا جو آپ رضی اللہ عنہا کے گلے میں تھا۔ دوران رفع حاجت وہ ہار وہیں کہیں گر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہار کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ نے روانگی کی تیاریاں شروع

کر دیں اور ساربانوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی ڈولی یہ سمجھ کر دوبارہ اونٹ پر رکھ دی کہ آپ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اس ہار کو ڈھونڈنے کے بعد واپس پہنچیں تو قافلہ وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے پردہ کا بھی ہوش نہ رہا۔ پھر وہاں سے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو قافلہ کے پیچھے تھے تاکہ اگر کسی کا کوئی سامان رہ جائے تو اسے اٹھا سکیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فوراً اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ آپ رضی اللہ عنہا کے قریب لا کر بٹھا دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں اور انہوں نے اونٹ کی مہار تھام لی۔ جب حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر لشکر اسلامی سے جا ملے تو ساربانوں کو خبر ہوئی ڈولی میں آپ رضی اللہ عنہا موجود نہیں ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قافلے سے بچھڑ جانا معمولی واقع تھا مگر منافقین نے اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی منافق اور دیگر منافق کہنے لگ گئے کہ نعوذ باللہ آپ رضی اللہ عنہا اب پاکدامن نہیں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کے الزامات سنے تو شدید بیمار ہو گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان الزامات کی وجہ سے قدرے پریشان تھے جس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی پہلے جیسی تیمارداری نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے گھر آ گئیں جہاں ایک ماہ تک آپ رضی اللہ عنہا بستر پر بیمار پڑی رہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی باتیں سن رہے تھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ عزوجل کے کلام کا انتظار تھا۔

مورخین لکھتے ہیں ایک ماہ کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کلام سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ جاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پھر اللہ عزوجل کا فرمان لوگوں کو سنایا جس میں اللہ عزوجل نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہی دی اور تہمت لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ

"جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی وہ تم میں سے ہی ایک گروہ ہے اس تہمت کو تم اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اس میں ہر اس شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں سے جو اپنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے تمہاری پاک دامنی کی گواہی دی ہے اور تم پر تہمت لگانے والے عنقریب ذلیل وخوار ہوں گے میں صرف اللہ عزوجل کی گواہی کا انتظار کر رہا تھا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۳۰۰، البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۲، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۱ تا ۲۴۴، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵)

غزوۂ خندق میں رونما ہونے والے معجزات

۵ھ کی مشہور جنگوں میں سب سے مشہور اور فیصلہ کن جنگ غزوۂ احزاب ہے جسے تاریخ میں غزوۂ خندق کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر شہر کے گرد خندق کھدوائی اس لئے اس جنگ کو غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کو جب مدینہ منورہ سے نکالا تو بنونضیر کے یہودی خیبر میں جا کر آباد ہوئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان کو عزت واحترام دیا اور ان میں سے سلام بن ابی الحقیق، حیی بن اخطب اور کنانہ بن ربیع کو اپنا سردار مان لیا اور یہودی چونکہ مسلمانوں کے خلاف انتقام کی آگ میں جل رہے تھے اور انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے یہودیوں کا ایک گروہ مکہ مکرمہ گیا اور مشرکین مکہ کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا کہ وہ ان کا ساتھ دیں گے تو ہم مسلمانوں کو

ختم کر دیں گے۔ مشرکین مکہ پہلے ہی انتظار میں تھے چنانچہ انہوں نے یہودیوں سے معاہدہ کر لیا۔ یہودیوں نے بنی اسد کو بھی اپنا ہم نوا بنالیا اور مشرکین مکہ نے بنی سلیم کو اپنا ہم نوا بنالیا اور ان کے علاوہ دیگر قبائل بھی ان کے ساتھ متحد ہو گئے اور یوں کفار کا ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔

کچھ مؤرخین کے مطابق کفار کا لشکر دس ہزار نفوس پر مشتمل تھا جبکہ کچھ مؤرخین کے مطابق کفار کا لشکر چوبیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)

حضور نبی کریم ﷺ کو کفار کی جنگی تیاریوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ غزوۂ احد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنا درست نہ ہوگا اور ہمیں شہر کے اندر رہ کر دفاع کرنا چاہئے اور شہر کے گرد خندق کھودنی چاہئے تاکہ کفار کے لشکر کا راستہ روکا جا سکے اور شہر میں داخلے کا صرف ایک راستہ رکھا جائے جبکہ باقی تمام راستوں پر پانچ گز گہری خندق کھودی جائے۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو مان لیا اور ۸ ذیقعدہ ۵ ھ کو تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خندق کی کھدائی شروع کی۔ آپ ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے خود ہی حد بندی فرمائی اور دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دس دس گز زمین تقسیم کی اور بیس دن کی محنت کے بعد خندق تیار ہو گئی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ خندق کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم جاڑے کے موسم میں صبح کے وقت کئی کئی دن کے فاقوں کے باوجود جوش و خروش سے خندق کی کھدائی میں مصروف ہیں تو آپ ﷺ نے ذیل کی رجز پڑھی۔

اللھم ان العیش عیش الاخرۃ
فاغفر الانصار ولمھاجرۃ

"اے اللہ! بلاشبہ زندگی تو بس آخرت کی ہے لہٰذا تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔"

انصار اور مہاجرین نے حضور نبی کریم ﷺ کی رجز کے جواب میں ذیل کی رجز پڑھی۔

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجھاد ما بقینا ابدا

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کی، جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔'' (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود بھی خندق کی کھدائی میں مصروف تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شکم مبارک پر گرد و غبار کی تہہ جم گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مٹی اٹھاتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جوش دلانے کے لئے ذیل کی رجز پڑھتے تھے۔

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاولیٰ قد بغوا علینا
اذا ارادوا فتنۃ ابینا

''اللہ کی قسم! اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے پس اے اللہ! تو ہم پر سکونِ قلبی نازل فرما دے اور جنگ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ بلاشبہ کفار نے ہم پر ظلم کیا اور جب بھی لوگوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔'' (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوہ خندق کے موقع پر لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے انتہائی پھرتی کے ساتھ کہا میں ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیسری مرتبہ دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"ہر نبی کا ایک مصاحب ہوتا ہے اور میرا مصاحب زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

(صحیح مسلم کتاب فضائل باب من فضائل طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم صفحہ ۱۰۹)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نہایت جوش وخروش سے خندق کی کھدائی کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو یوں جوش وخروش سے کام کرتے دیکھا تو فرمایا یہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ پھر جب خندق کی کھدائی کے دوران آپ رضی اللہ عنہ پر نیند کا غلبہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ وہیں سو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے خوش طبعی کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے ہتھیار اتار لئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا تو تبسم فرمایا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے ہوئے فرمایا۔

"اے نیند کے باپ! جلدی اٹھو۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ایسا مذاق کسی سے نہ کیا کرو۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم صفحہ ۳۰۲)

بکری کے گوشت میں برکت:

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریان گوشت لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ابورافع (رضی اللہ عنہ)! مجھے بازو دے دو۔"

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دے دیا اس کے بعد پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بازو دے دو۔"

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دے دیا۔ تیسری مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بکری کا بازو دے دو۔"

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر تم یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم برابر دیتے رہتے۔" (ابویعلی)

وزنی پتھر ایک ہی وار سے پاش پاش ہو گیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا تو ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکا یک پاش پاش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور جبرائیل علیہ السلام نے بتایا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر جبرائیل علیہ السلام نے بتایا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کر لیں گے تو اے پرستارانِ حق! تم کو نصرت خداوندی اور تائید ایزدی کی یہ بشارت ہے۔"

منافقین نے اس موقع پر کہا۔

"مسلمانوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے حالانکہ تم لوگ خندقیں کھود رہے ہو اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کر سکو۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۱)

واقدی کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے سفید محلات کی تعریف فرمائی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! وہ ایسے ہی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل

کے سچے رسول ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"شام بہر حال فتح ہو گا اور ہر قل اپنے سلطنت کے کسی دوسرے حصہ میں بھاگ جائے گا اور شام کا حاکم بنے گا اور کوئی بھی تم سے جنگ نہیں کر سکے گا۔ یمن بھی یقینا فتح ہو گا اور کسریٰ قتل ہو کر رہے گا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہو گا۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ اس دن فرمایا تھا میں نے حرف بہ حرف اسے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں خندق کی کھدائی کے دوران ایک ایسی چٹان نمودار ہوئی جو بہت بڑی تھی اور سب نے باری باری کوشش کی مگر وہ چٹان کسی سے نہ ٹوٹی اور پھر ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ ﷺ اٹھے اور آپ ﷺ تین دن سے بھوکے تھے اور آپ ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے آپ ﷺ نے پھاوڑا پکڑا اور ایک ہی وار کیا اور وہ چٹان ریت کے بھربھرے ٹیلے کی مانند بکھر گئی۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ طعام:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے شکم اطہر پر پتھر بندھے دیکھے تو میرا دل بھر آیا اور میں آپ ﷺ سے اجازت لے کر گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تین دن سے فاقہ کرتے دیکھا ہے اور اب مجھ سے برداشت نہیں ہوا کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ وہ بولی ایک صاع جو کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں نے کہا تم وہ جو پیس کر آٹا گوندھو اور میں گھر میں موجود بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت بنایا اور بیوی سے کہا تم سالن تیار کرو میں حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر آتا ہوں۔ میری بیوی نے کہا تم چند لوگوں کو آپ ﷺ کے ہمراہ لانا اور کہیں ایسا نہ ہو کہ کھانا کم ہو اور میں رسوا ہو جاؤں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں واپس لوٹا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر آہستہ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے گھر ایک صاع جو اور ایک بکری کا بچہ تھا میں نے کھانا تیار

کروایا آپ ﷺ ساتھ چلیں اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ہمراہ لے لیں جو یہ کھانا تناول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا۔

"اے خندق والو! جابر (رضی اللہ عنہ) نے دعوت کی ہے سب آؤ اور اس دعوت میں شریک ہو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چل دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم کسی کو کھانا نہ دینا۔ پھر آپ ﷺ آئے اور گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا اب روٹی پکواؤ اور ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا۔ پھر روٹیاں پکنی شروع ہوئیں اور میں سالن ڈال ڈال کر دیتا رہا اور یوں ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھانا پیٹ بھر کر کھایا اور اب بھی آٹا ویسے ہی موجود تھا اور ہانڈی میں سالن بھی بدستور موجود تھا اور ہانڈی چولہے پر جوش مار رہی تھی۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۸)

کھجوروں میں برکت:

غزوۂ خندق کے موقع پر جب خندق کی کھدائی جاری تھی ایک بچی آئی اور اس کے پاس کچھ کھجوریں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔

"میری ماں نے میرے باپ کے لئے کھجوریں بھیجی ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کو ہاتھ میں لیا اور اس پر رومال ڈال دیا اور پھر تمام اہل خندق کو بلایا اور انہیں وہ کھجوریں دیتے رہے اور تمام اہل خندق نے شکم سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور جب رومال ہٹایا گیا تو آپ ﷺ کے دست اقدس پر چند کھجوریں موجود تھیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۲)

آندھی نے مشرکین کے قدم اکھاڑ دیئے:

خندق کی تیاری کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو شہر میں رہنے کی ہدایت کی اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو ان پر نگران مقرر کیا اور تین ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ منورہ سے باہر

نکل کر سلع پہاڑ کے دامن میں قیام کیا۔ سلع پہاڑ آپ ﷺ کی پشت پر تھا جبکہ سامنے خندق تھی۔ آپ ﷺ نے مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیا جبکہ انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۱۱۱)

دشمنانِ اسلام کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

اللہ عزوجل نے غزوۂ خندق کے متعلق سورۃ الاحزاب میں یوں ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جب تم پر فوجیں ٹوٹ پڑی تو ہم نے تیز آندھی بھیجی اور ایسی فوج جن کو تم دیکھ نہیں سکتے اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔"

غزوۂ خندق میں محاصرہ کے دوران مسلمانوں نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا انہیں اکثر و بیشتر تین تین دن بعد کھانا میسر آتا تھا مگر انہوں نے اللہ عزوجل کی جانب سے اس آزمائش میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ خود بھی فاقہ سے رہا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کئی کئی روز فاقہ سے رہے مگر کسی نے بھی اس کا شکوہ نہ کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو سردی کا اثر نہ ہوا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے مشرکین کی خبر لینے بھیجا۔ میں گھبراہٹ، سردی اور خوف کے باوجود بھی چل دیا اور

حضور نبی کریم ﷺ نے جاتے وقت مجھے یوں دعا دی۔

"اے اللہ! اس کی حفاظت فرمانا سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے۔"

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے میرے حق میں یوں دعا فرمائی تو میرا خوف جاتا رہا اور سردی کا احساس بھی باقی نہ رہا اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید میں موسم گرما میں چل رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے روانگی کے وقت مجھے نصیحت فرمائی کوئی حرکت نہ کرنا اور تم صرف مشرکین کے گروہ کے حالات دیکھ کر واپس لوٹ آنا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب مشرکین کے گروہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور وہ آگ تاپ رہے ہیں۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو ان کے سالار تھے وہ بھی آگ تاپ رہے تھے۔ میں نے سوچا یہ اچھا موقع ہے میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دوں اور میں نے ابھی اپنے ترکش سے تیر نکالا ہی تھا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی بات یاد آ گئی کہ کوئی حرکت نہ کرنا اور صرف حالات دیکھ کر لوٹ آنا چنانچہ میں نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کا ارادہ مؤخر کر دیا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر شدید آندھی آئی اور مشرکین کے گروہ کا یہ حال تھا ان کے خیمے اڑ رہے تھے اور ان پر ریت اور کنکریوں کی بارش ہو رہی تھی، ان کے گھوڑے اور اونٹ بھاگ رہے تھے اور وہ واپس چلو واپس چلو کا شور مچا رہے تھے۔ اس دوران کسی کو مجھ پر شک ہو گیا شاید میں کوئی جاسوس ہوں اور اس دوران ہر کوئی اپنے ساتھ والے کا ہاتھ پکڑ کر پوچھتا کہ تو کون ہے؟ میں نے بھی جلدی سے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے واپس آ کر تمام واقعہ حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ آپ ﷺ میری باتیں سن کر تبسم فرما رہے تھے اور خوشی کا اظہار چہرے سے ہو رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاؤں کے قریب لٹا دیا اور اپنی چادر کا کچھ حصہ میرے اوپر ڈال دیا اور میں نے اپنے سینہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک سے چمٹائے رکھا۔ (صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد والسیر باب الوفاء بالعہد صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

عمرو بن عبدود کا جہنم واصل ہونا:

منقول ہے عرب کا مشہور شہسوار عمرو بن عبدود ایک جانب سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عمرو بن عبدود کے بارے میں مشہور تھا وہ اکیلا سو کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے للکارا اور فرمایا۔

"اے عبدود کے بیٹے! مجھے معلوم ہے تو نے اعلان کر رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تجھ سے دو باتوں کا مطالبہ کرے تو ایک بات تو ضرور مان لے گا؟"

عمرو بن عبدود نے مغرورانہ لہجے میں کہا ہاں! میں نے اعلان کر رکھا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے دعوتِ اسلام دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن عبدود نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر میری دوسری بات یہ ہے کہ آگے بڑھ اور مجھ سے مقابلہ کر۔ عمرو بن عبدود بولا میرے تمہارے والد کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تو میری تلوار کا نشانہ بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو میری تلوار سے جہنم واصل ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عمرو بن عبدود غصے میں آ گیا اور تلوار لہراتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اگلے ہی لمحے عمرو بن عبدود کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ کفار نے اپنے سردار عمرو بن عبدود کا سر قلم ہوتے دیکھا تو ان کے حوصلے پست پڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۸۴)

کتب سیر میں دشمنانِ اسلام کے محاصرے کی مدت بیس روز بیان کی جاتی ہے۔ بیس روز کے محاصرے کے بعد شدید طوفان آیا جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کے بدن طوفانی ہواؤں سے چھلنی ہونے لگے۔ اس خوف و ہراس کی کیفیت کو دیکھ کر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو کہ کفار کے تمام لشکروں کا سالارِ اعلیٰ تھا وہ سمجھا شاید قیامت آ گئی ہے۔ اس نے ڈر کے مارے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہادری کو سراہتے ہوئے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) کا یوم خندق میں مقابلہ کرنا قیامت تک میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔"

روایات میں آتا ہے غزوہ خندق کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار "ذوالفقار" بھی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۳)

منقول ہے جب قریش میدانِ جنگ سے بھاگ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا۔

لم یغزو کم قریش بعد عامهم ولکنکم نغزونهم

یعنی قریش اب تم سے جنگ نہیں کریں گے بلکہ تم قریش سے جنگ کرو گے اور یقیناً اس واقعہ کے بعد قریش نے کوئی جنگ نہ کی حتیٰ کہ مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے زندہ ہو گئے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ اگر کوئی دعوت پر بلاتا تو آپ ﷺ اس سے انکار نہ کرتے تھے۔

منقول ہے ایک دن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا فلاں دن آنا۔ پھر جب مقررہ دن آیا تو آپ ﷺ اس دن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو خوشی سے پھولے نہ سمائے اور انہوں نے اپنے گھر میں مشک ملے پانی کا چھڑکاؤ کیا اور آپ ﷺ کو عزت و احترام سے نشست پر بٹھایا۔ پھر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور اسے پکانے کا انتظام کرنے لگے۔

راوی کہتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے اور ان کے بڑے بیٹے نے چھوٹے بیٹے سے کہا آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہمارے باپ نے بکری کے بچے کو کیسے ذبح کیا ہے؟ اور پھر اس نے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹا کر اس پر چھری چلا دی اور اسے ذبح کر دیا۔ جب حضرت جابر

بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے دیکھا تو وہ بھاگ کر آئیں اور اس دوران بڑا بیٹا بھاگ کر گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ ماں اس کے پیچھے چھت پر چڑھی تو اس نے ڈر کے مارے چھت سے چھلانگ لگا دی اور یوں بے تحاشہ خون بہہ جانے کی وجہ سے اس کی موت ہو گئی۔

راوی کہتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے دونوں بچوں کی موت پر صبر کیا اور واویلا نہ کیا کہ کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دلگرفتہ ہوں۔ اس نے دونوں بچوں پر کپڑا ڈال دیا تاکہ اس واقعہ کی خبر کسی کو نہ ہو اور نہ ہی اس نے اس کی خبر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ہنڈیا پکا کر کھانا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہیں اپنے دونوں بیٹوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر آؤ۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے بچوں کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا۔

"وہ دونوں باہر گئے ہیں اور گھر میں موجود نہیں ہیں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہی بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے ان دونوں کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم ہے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنایا تو انہوں نے بچوں کی لاشوں سے کپڑا ہٹا دیا اور تمام واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔ پھر دونوں میاں بیوی روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں گر پڑے اور آناً فاناً اس بات کی خبر اردگرد کے لوگوں کو بھی ہو گئی۔ اس وقت پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں بچوں کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا

کریں اللہ عزوجل انہیں زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بچوں کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا مانگی اور اللہ عزوجل کے حکم پر وہ بچے زندہ ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۴)

ملائکہ نے ہتھیار نہیں اتارے

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ خندق کے بعد گھر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل فرماتا ہے ابھی آپ ﷺ اپنے ہتھیار نہ کھولیں کیونکہ بنو قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی وقت اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی شخص نمازِ عصر ادا نہ کرے یہاں تک کہ ہم بنو قریظہ پہنچ جائیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر لے کر بنو قریظہ پہنچے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک دستہ کے ہمراہ مقدمۃ الجیش پر مقرر فرمایا۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا بنو قریظہ کے قلعہ کے سامنے گاڑ دیا۔ بنو قریظہ جو اچانک لشکر اسلام کے آنے کا سن کر قلعہ بند ہو گئے تھے انہوں نے قلعہ کی چھتوں پر چڑھ کر گالی گلوچ شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اس دوران بنو قریظہ پہنچ گئے اور آپ ﷺ نے قلعہ کے محاصرے کا حکم دے دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں پچیس روز کے محاصرے کے بعد بنو قریظہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی انہیں زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے وہ جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ غزوہ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے انہیں بنو قریظہ بلایا گیا اور انہوں نے فیصلہ کیا بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کا مال و اسباب کو ضبط کر لیا جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اس روشنی میں کیا کہ بنو قریظہ نے غزوہ خندق میں کفار

اور دیگر یہودی قبائل کو پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ایک خندق کھودی گئی جہاں مردوں کو ایک ایک کر کے لایا جاتا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم ان کی گردنیں اڑاتے جاتے تھے۔ ان مردوں میں حی بن اخطب بھی شامل تھا جسے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مارا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۴)

یہ بھی منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خندق سے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو اسی روز بنی قریظہ کا معاملہ پیش آیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں رونق افروز تھے اور جسم اقدس سے گردوغبار جھاڑ کر اور سینہ اقدس سے ہتھیار اتار کر غسل فرما رہے تھے اور سر مبارک کو ابھی ایک جانب سے دھویا تھا اور دوسری جانب سے دھونے کا ارادہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پر موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ سفر سے واپسی پر ان کے گھر سب سے پہلے جاتے تھے کہ ایک شخص آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے چہرے اور ان کے سامنے کے دانتوں پر غبار تھا اور وہ سفید اونٹ پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر سے ان کے سر پر پڑی گرد کو جھاڑا اور کچھ باتیں کیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر تشریف لائے اور فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں بنی قریظہ کی جانب متوجہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ سر پر استبرق کا عمامہ باندھے ہوئے تھے جس پر قطیفہ دیبا کی چادر تھی جبکہ بخاری کی حدیث میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھیار اتار دیئے جبکہ ہم ملائکہ نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے اور بنی قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے اور اللہ عزوجل حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی جانب چلیں۔ واللہ! ہم ان کے قلعوں کو تہس نہس کر دیں گے اور میں زلزلہ لاتا ہوں جیسا کہ مرغی کے انڈے کو پتھر پر مارتے ہیں۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸)

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں ملائکہ کی شرکت

منقول ہے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا زخم صحیح ہو گیا مگر انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

"اے اللہ! تو جانتا ہے مجھے اس قوم سے تیری راہ میں جہاد سے بڑھ کر کوئی چیز مرغوب نہیں ہے جس نے تیرے حلیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی اور انہیں مکہ سے نکالا۔

اے اللہ! میرا گمان ہے تو نے ہمارے اور قریش کے مابین جنگ موقوف کر دی ہے اور اگر قریش سے کوئی جنگ باقی ہے تو پھر مجھے بھی زندہ رکھ تا کہ میں تیری راہ میں جہاد کروں۔

اے اللہ! اگر تو نے ہمارے اور قریش کے مابین جنگ کو موقوف کر دیا ہے تو پھر میرے زخم کو پھاڑ دے اور مجھے موت دے دے۔"

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور ان کا زخم اسی رات پھٹ گیا اور اس وقت ان کے خیمے میں بنی غفار کے کچھ لوگ بھی تھے انہوں نے جب خون دیکھا تو گھبرا گئے اور کہنے لگے۔

"یہ خون کیسا ہے؟"

پھر انہیں بتایا گیا یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا خون ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد چہارم صفحہ ۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا خون بہہ رہا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس گئے اور انہیں اس حال میں گلے لگا لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا خون حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اور داڑھی پر بھی بہہ رہا تھا۔ اس وقت جو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خون سے بچانا چاہتا اسی قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم صفحہ ۲۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار تیز تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تیز تیز چل رہے تھے اور ان کی جوتیوں کے تسمے

لٹ گئے اور چادریں کندھوں سے گر پڑیں۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں تیز چلنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ملائکہ ہم سے قبل وہاں نہ پہنچ جائیں اور انہیں حنظلہ رضی اللہ عنہ کی مانند غسل دیں"۔

اور پھر جب حضور نبی کریم ﷺ وہاں پہنچے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ کہہ رہی تھیں۔

"سعد (رضی اللہ عنہ) کی وفات سے سعد (رضی اللہ عنہ) کی ماں کی خرابی ہوگئی"۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ام سعد رضی اللہ عنہا کے علاوہ ہر رونے والی جھوٹی ہے"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم صفحہ ۲۳)

حدیبیہ میں پیش آنے والے معجزات

یکم ذیقعد ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے یکم ذی الحجہ ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور آپ ﷺ کا ارادہ عمرہ کرنے کا تھا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں

انکاری ہے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور انہیں حدیبیہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جب حدیبیہ کے نزدیک پہنچے تو خبر ملی کہ قریش نے ایک جماعت بھیجی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ہے جو ہمیں راہ دکھائے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں نے یہ راستہ کئی بار دیکھا ہے اور میں حاضر ہوں چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا اور مقام حدیبیہ تک میں آپ ﷺ کا ہم سفر رہا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۷)

حدیبیہ میں قیام کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد کا غلط مطلب نکالا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ ان سے جنگ کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ سرداران قریش کو جا کر قائل کریں ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ان کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان کے گھر چلے گئے۔

روایات میں آتا ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"ہم تمہیں طوافِ کعبہ کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خانہ کعبہ کا طواف نہ کرلیں گے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس

روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۸، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۷)

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور سفیر مکہ مکرمہ بھیجا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) خوش نصیب ہیں وہ بیت اللہ شریف کی زیارت کر لیں گے جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہمیں یہ سعادت نصیب ہوتی ہے یا نہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات کا علم ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) ہرگز طواف نہیں کرے گا جب تک ہمیں مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں مل جائے گی۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی۔

"جب تک ہم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔"

اس بیعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت کے لئے پیش کیا۔

ایک روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارتِ کعبہ اور عمرہ کی ادائیگی کے غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمراہ تھے۔ راستے میں ایک مقام حدیبیہ پر قیام فرمایا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دوسرے سرداران قریش کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ

ہمارا ارادہ کسی جنگ کا نہیں ہے ہم صرف خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور جو مسلمان مکہ مکرمہ میں ہیں ان سے کہنا گھبراؤ مت عنقریب مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا۔"

چنانچہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق روانہ ہوئے اور مقام یلدح میں مشرکین کے پاس پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام انہیں پہنچایا۔ مشرکین نے جواب دیا۔

"س سال تو ہم محمد ﷺ کو مکہ مکرمہ میں نہیں آنے دیں گے۔"

ابان بن سعید، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے ساتھ سوار کر کے مکہ مکرمہ لے گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام کو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دیگر اشراف کی ایک جماعت کو جو قوم کے ساتھ شہر سے باہر نہیں آئے تھے پہنچایا مگر ان کو بھی قوم کے ساتھ متفق پایا۔ قریش نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اگر آپ رضی اللہ عنہ کعبہ کا طواف کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کر لیں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے بغیر خانہ کعبہ کا طواف کروں۔"

اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر مکہ مکرمہ کے ضعیف مسلمانوں کے پاس پہنچے اور ان کو مکہ مکرمہ کی فتح کی بشارت سنائی۔ ادھر مقام حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) خوش نصیب ہیں جو مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور خانہ کعبہ کے طواف سے مشرف ہوں گے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں جانتا ہوں کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) میرے بغیر کبھی طواف نہیں کرے گا۔"

پھر جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو واپس آنے میں دیر ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ قریش نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں شیطان نے یہ ندا دی کہ اہل مکہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ جب یہ خبر حدیبیہ میں موجود مسلمانوں میں پھیل گئی تو حضور نبی کریم رضی اللہ عنہ نے ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کافروں کے مقابلہ میں جہاد میں ثابت قدم رہنے کی بیعت لی۔ اس بیعت میں چونکہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) موجود نہیں ہیں اور اللہ اور رسول کے کام گئے ہوئے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ اس بیعت کی فضیلت سے محروم رہیں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا۔

"یہ ہاتھ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہے اور میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بھی بیعت لیتا ہوں۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بزرگی و فضیلت کا کیا کہنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ان کا دست مبارک ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ اس موقع پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

"اے پیغمبر! جو تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد سہیل بن عمرو کی قیادت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ سہیل بن عمرو نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حیدر کرار حضرت سیدنا علی

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لکھو۔

باسم اللھم

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لکھو۔

ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سہیل بن عَمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھ دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ہوں۔''

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۴، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۴)

میں اللہ کا سچا نبی ہوں:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے نبی نہیں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"کیا ہم حق پر اور کفار پر باطل پر نہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"بے شک ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"پھر آپ ﷺ نے دین کے معاملے میں ہم پر یہ ذلت کیوں گوارا کی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ میری مدد ضرور فرمائے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا میں نے کہا تھا کہ ہم اس سال طواف کریں گے؟"

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"انشاء اللہ تم ضرور بیت اللہ شریف کا طواف کرو گے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گیا اور ان سے وہی سوال پوچھے جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! یاد رکھو! حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں وہ اللہ کی

نافرمانی نہیں کرتے تم بھی ان کا دامن پکڑے رکھو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ حق پر ہیں۔"

معاہدہ حدیبیہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بطور گواہ دستخط کئے۔ اس معاہدے کے بعد مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی آمدورفت میں آسانی ہوگئی اور فتح مکہ تک بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ معاہدہ حدیبیہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیاسی سوچ کا عکاس ہے اس معاہدہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کی جانب سے اس بات پر اطمینان ہوگیا کہ اب وہ جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۶، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۶۷)

یہ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں:

روایات میں آتا ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر بھیجا اور عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ کر کہا۔

"آپ ﷺ نے اتنے آدمی اس لئے جمع کئے اور ان کو اس لئے لے کر آئے کہ ان کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائیں۔ آپ ﷺ جان لیں قریش اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر باہر نکل آئے ہیں اور وہ چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ بزورِ طاقت آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے اور اگر کل لڑائی ہوئی تو آپ ﷺ کے یہ ساتھی آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تشریف فرما تھے انہوں نے عروہ بن ثقفی سے کہا۔

"تو کیا سمجھتا ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں گے۔"

عروہ بولا۔

"یہ کون ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما ہیں۔"

عروہ بولا۔

"اللہ کی قسم! اگر مجھ پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان نہ ہوتا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی سخت کلامی کا جواب دیتا۔"

پھر عروہ عربوں کے رواج کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ پکڑ کر باتیں کرنے لگا۔

اس دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو زرہ پہنے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا۔

"اے عروہ! تیرا برا ہو تو بڑا سخت مزاج ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود ثقفی کے مابین ہونے والی گفتگو سنی تو تبسم فرمایا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۶۰ تا ۳۶۱)

حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمان:

مؤرخین بیان کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشرکین مکہ کے مابین معاہدہ تحریر ہو چکا تھا اور ابھی اکابرین کے دستخط نہ ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو کے فرزند حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے آئے۔ سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔

"معاہدہ پر دستخط کرنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بیٹے ابو جندل (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس واپس بھیج دیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ابھی فریقین کے دستخط نہیں ہوئے اور جب دستخط ہوں گے تب یہ معاہدہ نافذ العمل ہو گا۔"

یہ سن کر سہیل بن عمرو بولا۔

"پھر میں یہ معاہدہ نہیں کروں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم اپنے پاس سے اجازت دے دو میں ابوجندل (رضی اللہ عنہ) کو اپنے پاس رکھ لوں گا۔"

سہیل بن عمرو بولا۔

"میں ایسی کوئی اجازت نہیں دوں گا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے جب اپنے باپ کی بات سنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے زخم دکھا کر فریاد کی اور کہا دیکھو میں پھر سے مشرکین کے پاس بھیجا جا رہا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم صبر کرو اللہ عزوجل جلد تمہارے لئے اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے کوئی سبب پیدا فرمائے گا اور ہم چونکہ معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے بدعہدی کرنا صحیح نہیں ہے۔"

حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس لوٹ گئے۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۳۴)

حضرت ابوالبصیر رضی اللہ عنہ کی رہائی:

مؤرخین لکھتے ہیں جو لوگ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے مشرکین کے ہاتھوں بڑے مصائب برداشت کئے تھے اور انہیں زنجیروں سے باندھ کر کوڑے مارے جاتے تھے اور اگر ان میں سے کوئی قید سے فرار ہو جاتا تو وہ مدینہ منورہ آجاتا تھا مگر معاہدہ حدیبیہ سے بظاہر یہ راستہ بند ہو گیا کیونکہ اس معاہدہ میں یہ شرط بھی تھی کہ جو شخص بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ جائے گا اسے واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا جائے گا۔

معاہدہ حدیبیہ کے بعد جو صحابی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے فرار ہو کر مدینہ منورہ آئے وہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ تھے۔ مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ رضی اللہ عنہ کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم جانتے ہو ہمارا اور مشرکین کا معاہدہ ہوا ہے لہٰذا تم اس معاہدہ کی وجہ سے ان

کے ساتھ چلے جاؤ۔"

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کافروں کے حوالے کرتے ہیں اور یہ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت چھوڑ دوں اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار نہ کروں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم جاؤ اللہ عزوجل جلد تمہاری رہائی کا سبب پیدا فرمائے گا۔"

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ کے وفد کے حوالے کر دیا گیا اور جب یہ وفد آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر مقامِ ذوالحلیفہ پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر سے کہا تمہاری تلوار بہت اچھی ہے۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف پر اپنی تلوار آپ رضی اللہ عنہ کو دکھائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔ اس کے ساتھی نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ ڈر کر بھاگا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر ہانپنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو اس سے یوں خوفزدہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے تمام واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ بھی اس دوران ننگی تلوار لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے معاہدہ کے رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری پوری کر دی مگر اللہ عزوجل نے مجھے ان کے چنگل سے نجات دلا دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ پر خفگی کا اظہار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگ گئے اور ساحل سمندر کے پاس ایک مقام "عیص" میں مقیم ہوا اور اس دوران حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اپنی زنجیر کاٹ کر بھاگے اور وہ بھی مقامِ عیص پر پہنچ گئے اور پھر آہستہ آہستہ جو بھی مسلمان، مشرکین مکہ کے چنگل سے فرار ہوتا وہ مقامِ عیص پر پناہ لے لیتا اور یوں مشرکین مکہ کے چنگل سے فرار ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس جماعت کی تعداد ستر تک پہنچ گئی۔

مورخین لکھتے ہیں مقامِ عیص وہ جگہ تھی جہاں سے مشرکین کے تجارتی قافلے گزرتے تھے ان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین کے تجارتی سامان کو لوٹنا شروع کر دیا۔ پھر مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مکتوب بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کی اس شرط کو ختم کرتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ سے فرار ہو کر مدینہ منورہ آئے گا تو اسے دوبارہ ان کے حوالے کیا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان فرار ہو کر مدینہ منورہ آئے تو آپ ﷺ کو اجازت ہے کہ اسے اپنے پاس رکھ لیں چنانچہ معاہدہ حدیبیہ کی اس شرط کے خاتمہ کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ آجاؤ۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب ملا تو آپ رضی اللہ عنہ پر اس وقت حالت نزع طاری تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب کو اپنی آنکھوں اور سر پر لگایا اور آپ رضی اللہ عنہ کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مقام عیص پر ہی مدفون کیا اور اس جگہ بطورِ یادگار ایک مسجد بھی تعمیر کی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲)

تیر پھینکنے سے کنوئیں کا پانی ابلنے لگا:

منقول ہے جب حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حدیبیہ کے کنوئیں پر قیام کیا تو اس کنوئیں میں پانی کی مقدار بہت کم تھی اور کچھ ہی دیر میں وہ پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تشنگی پیاس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور فرمایا۔

"اسے کنوئیں میں پھینک دو۔"

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس تیر کو کنوئیں میں پھینکا گیا تو اس کنوئیں میں پانی جوش مارنے لگا اور پھر چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پانی سے سیراب ہوتے رہے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۶۰، شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷)

لعابِ دہن سے کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ میں آئے اور ہم چودہ سو مسلمان تھے اور

ہمارے پاس پچاس بکریاں تھیں جن کو ہم سیراب نہیں کر سکتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کنوئیں کے منڈیر پر بیٹھے اور دعا فرمائی اور اپنا لعابِ دہن کنوئیں میں ڈالا اور کنواں جوش مارنے لگا اور پھر ہم نے اپنی اور ان جانوروں کی پانی کی ضرورت اس کنوئیں سے پوری کی۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۶۹)

وضو کے پانی سے کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا:

بخاری کی روایت میں ہے مقام حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شدت اور پانی کی شکایت کی تو حضور نبی کریم ﷺ کنوئیں کی منڈیر پر تشریف لائے اور ایک ڈول پانی طلب کیا اور پھر اس پانی سے وضو کیا اور وہ پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا اور پھر اس پانی سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مویشی سیراب ہوئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۷)

انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حدیبیہ کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشنگی اور پیاس نے مغلوب کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پانی کا ایک کوزہ تھا جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت آپ ﷺ کی جانب متوجہ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔

''تمہیں کیا ہوا؟''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

''ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو کوزہ میں بھگویا اور آپ ﷺ کی پانچوں انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا اور ہم سب اس پانی سے سیراب ہوئے اور ہم نے وضو کیا۔

راوی کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہاں کتنے لوگ موجود تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری تعداد پندرہ سو کے قریب تھی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۶۹، شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۷)

موئے مبارکہ کی برکت:

حضور نبی کریم ﷺ نے مقام حدیبیہ پر اپنے سر کے بال کٹوائے اور انہیں ایک سبز درخت کے نیچے پھینک دیا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"میں نے بھی آپ ﷺ کے چند بال حاصل کئے اور پھر جب میرے پاس کوئی بیمار آتا تو میں وہ موئے مبارکہ پانی میں بھگو کر وہ پانی اس مریض کو پلاتی تھی اور وہ مریض اللہ عزوجل کے حکم سے شفایاب ہو جاتا تھا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۸)

سامانِ خورد و نوش میں برکت:

منقول ہے کہ حدیبیہ میں بیس دن قیام کے بعد جب لشکر اسلام واپس مدینہ منورہ کی جانب عازم سفر ہوا تو سامانِ خورد و نوش کی کمی کی شکایت حضور نبی کریم ﷺ سے کی گئی۔ آپ ﷺ نے اونٹوں پر لدے ہوئے سامان خورد و نوش کی جانب اشارہ کیا۔ پھر ایک شخص نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی معیت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم اپنا تھوڑا تھوڑا زادِ راہ ایک جگہ اکٹھا کریں تو آپ ﷺ اس کی زیادتی کی دعا فرما دیں بے شک اللہ عزوجل آپ ﷺ کی دعا رد نہیں کرتا۔"

راوی کہتے ہیں پھر سب نے اپنا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس وقت کسی کے پاس چند کھجوریں تھیں اور کسی کے پاس تھوڑے سے ستو تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اور اللہ عزوجل نے اس میں خیر و برکت عطا فرما دی اور سامان خورد و نوش کا اتنا ذخیرہ جمع ہو گیا کہ اسے سنبھالنے سے عاجز ہو گئے اور اس وقت شدید گرمی تھی اللہ عزوجل نے بارش نازل فرما دی اور سب لوگ سیراب ہو گئے اور سفر کے لئے پانی بھی مشکیزوں میں بھر لیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۸ تا ۱۴۹)

ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ

حضرت رفاعہ بن منذر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابولبابہ تھی اور انہیں غزوہ بدر میں شمولیت سے اس لئے روک دیا گیا تھا کہ ان کا قد چھوٹا تھا۔ جب یہودیوں کے ایک قبیلے بنو قریظہ کے لوگ قلعہ بند ہو گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے محاصرہ کے دوران فرمایا۔

''تم اپنے قلعوں سے نکل آؤ۔''

انہوں نے جواباً کہا۔

''آپ ﷺ ابولبابہ کو ہماری جانب بھیجیں ہم ان سے اس معاملہ میں مشورہ کریں گے۔''

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنی اوس سے تھا اور وہ بنی قریظہ کا حلیف قبیلہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان کی جانب بھیج دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ ادھر پہنچے تو ان کی عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے حال پر رحم آ گیا۔ انہوں نے کہا۔

''کیا ہم تمہارے نبی ﷺ کے کہنے پر قلعہ سے باہر آ جائیں؟''

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''ہاں۔''

مگر ساتھ ہی اپنے حلق پر انگلی پھیر کر اشارہ سے کہا کہ وہ تمہیں ذبح کر دیں گے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے احساس ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ سے خیانت کی ہے تو میرا جسم کانپنے لگا اور میں واپس آیا تو آپ ﷺ موجود نہ تھے۔ میں مسجد نبوی ﷺ چلا گیا اور وہاں جا کر میں نے خود کو ایک ستون سے باندھ لیا اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا میں خود کو نہیں کھولوں گا۔ آپ ﷺ کو میرے متعلق اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اگر وہ خود کو باندھنے سے قبل میرے پاس آ جاتا تو میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا اور اب میں بھی اسے تب تک نہیں کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس

کی توبہ قبول نہ فرمالے۔"

حضرت عبداللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھے جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں وحی کا نزول ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل یونہی ہر وقت تبسم فرماتا رکھے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ پر تبسم فرماتا ہوں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز کے لئے مسجد پہنچے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ستون سے کھول دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۰)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے پاس میرے بھائی کا خط آیا جسے پڑھ کر میں دین اسلام کی جانب راغب ہوا۔ اس سے قبل مجھے ایک خواب بھی دکھائی دیا کہ میں ایک تنگ ویرانے میں ہوں اور وہاں سے نکل کر سرسبز و شاداب کشادہ شہر کی جانب جاتا ہوں۔ اس خواب اور خط کے بعد میں مدینہ منورہ روانگی کے لئے نکلا اور راستہ میں میری ملاقات اتفاقاً حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے ہوئی اور تینوں اکٹھے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اپنی سواریوں کو ایک جگہ بٹھایا۔ ہمارے آنے کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"مکہ مکرمہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہماری جانب پھینک دیا۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے بھائی مل گئے اور ہم ان کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا اور میں نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"نزدیک ہو جاؤ۔"

اور پھر جب میں نزدیک ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمام تعریفیں اس ذاتِ پاک کے لئے ہیں جس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں جانتا تھا تم دانا ہو اور مجھے تمہاری دانائی سے بھلائی اور خیر کی امید تھی۔" (اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۶۱)

موئے مبارکہ کی برکت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا اور آپ ﷺ نے اپنا سر منڈوایا، لوگ آپ ﷺ کے بالوں کو لینے کے لئے دوڑتے تھے اور میں بھی ان میں شامل تھا مجھے آپ ﷺ کی پیشانی کے بال ملے اور میں نے ایک ٹوپی بنوا کر وہ بال ان میں رکھ لئے اور پھر میں جب بھی کسی جنگ میں حصہ لیتا تو اس ٹوپی کو پہن لیتا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے ان موئے مبارکہ کے وسیلہ سے دعا مانگتا پس اللہ عزوجل مجھے کامیاب کر دیتا۔" (اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۶۳)

دیو قامت مچھلی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ساحل سمندر کے نزدیکی علاقے میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تین سو مجاہدین کا لشکر روانہ کیا اور میں بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ ابھی ہم راستہ میں ہی تھے اور ہمارا زادِ راہ جو سوائے کھجوروں کے کچھ نہ تھا وہ ختم ہونے کے قریب آ گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے تمام بقیہ ماندہ کھجوریں لشکر میں موجود افراد میں تھوڑی تھوڑی تقسیم فرما دیں یہاں تک کہ ہم ایک کھجور روزانہ پر گزارہ کرنے لگے۔ پھر جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو وہاں ہمیں کچھ مچھلیاں مل گئیں جن پر ہم گزارہ کرنے لگے اور ہم نے اٹھارہ دن ان مچھلیوں پر گزارہ کیا یہاں تک کہ وہ مچھلیاں بھی ختم ہو گئیں۔ پھر جب ہم دوبارہ ساحل سمندر پر پہنچے

تو وہاں ہمیں ایک دیوقامت مچھلی ملی اور ہم اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ اسے کھائیں یا نہ کھائیں۔ پھر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جان بچانے کے لئے مردار بھی کھایا جا سکتا ہے لہٰذا تم سب اسے کھالو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے اس مچھلی سے کھایا اور پھر جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ تمہارے لئے حلال تھی۔" (البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴)

امت کی خوشحالی کی پیشن گوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ یمن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم میں کوئی ایسا شخص بھیجیں جو ہمیں دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرے اور ہمیں حدیث کا علم سکھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے فرمایا۔

"یہ میری امت کا امین ہے۔"

اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو بحرین روانہ کیا۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب فضائل باب من فضائل ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۱۱)

عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لوئی کے حلیف تھے غزوہ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تاکہ وہ وہاں پر جزیہ کا مال جمع کریں اور اہل بحرین سے اس وقت صلح ہو چکی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ ایک دن حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیہ کا مال لے کر واپس لوٹے اور انصار کو ان کی آمد کی خبر ہوئی۔ پھر بیشتر انصار صبح کی نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں جمع ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو تبسم فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم نے کیسے جانا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے کچھ مال لے کر پہنچ چکے ہیں؟"

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اس کا پتہ چل چکا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم خوشی مناؤ اور مجھے تمہارے متعلق غربت کا خوف نہیں لیکن جس چیز سے مجھے خوف محسوس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کا مال کشادہ کر دیا جائے گا اور جس طرح پہلی امتوں کے لوگ آسودہ حال ہوئے اور تمہاری ساری توجہ دنیاوی مال کی جانب مرکوز ہو جائے گی اور یہ دنیا تمہیں اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔" (صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۳۹۵)

روایات میں آتا ہے ایک شخص حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو اس نے کہا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وجہ سے رو رہا ہوں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتوحات اور مال غنیمت کا تذکرہ کیا جو اللہ عزوجل مسلمانوں کو عطا فرمائیں گے۔ اس میں ملک شام کی فتح کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! اگر تم ان فتوحات تک زندہ رہے تو تمہیں تین خادم کافی ہیں۔ ایک تمہاری روزمرہ خدمت کے لئے اور دوسرا تمہارے ساتھ سفر کرنے کے لئے اور تیسرا تمہارے گھر والوں کی خدمت کے لئے جو ان کے کام کرتا رہے اور تین سواریاں تمہیں کافی ہیں۔ ایک سواری تمہارے گھر کے لئے۔ دوسری سواری تمہارے ادھر ادھر آنے جانے کے لئے۔ تیسری سواری تمہارے غلام کے لئے اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تین خادم اور تین سواریاں رکھنے کو منع فرمایا تھا اور میں اپنے گھر کو دیکھتا ہوں تو وہ غلاموں سے بھرا ہوا ہے اور اپنے اصطبل کو دیکھتا ہوں تو وہ گھوڑوں اور جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ اب میں اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس منہ سے ملاقات کروں گا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تاکید فرمائی تھی کہ تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن مجھے اسی حال میں ملے جس حال میں مجھ سے جدا ہوا تھا۔ (ابن عساکر)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک رات حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کاش میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نیک بخت رات بھر میری حفاظت کرے۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس دوران ہم نے کسی کی آواز سنی اور ہمیں ہتھیاروں کی آواز محسوس ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ آواز آئی یارسول اللہ ﷺ! سعد (رضی اللہ عنہ) ہوں وقاص کا بیٹا اور میں آپ ﷺ کا پہرہ دینے کے لئے آیا ہوں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ مطمئن سو گئے اور میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۰۵)

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ! سعد (رضی اللہ عنہ) جو بھی دعا مانگے تو اسے قبول فرمانا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو بھی دعا مانگا کرتے تھے وہ قبول ہوتی تھی اور لوگ بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مستجاب الدعوات جانتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد چہارم صفحہ ۹۰۶)

سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کو ان کے حال کی خبر دینا

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا۔

"اے سواد بن قارب (رضی اللہ عنہ)! خوش آمدید اور مجھے علم ہے جو تم لائے ہو۔"

انہوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے کچھ اشعار کہے ہیں آپ ﷺ انہیں سنئے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے یہ شعر سنائے۔

اتانی ربی بعد لیل وھجعہ
ولم یکن فیما بلوت بکاذب
ثلاث لیالی قولہ کل لیلۃ
اتاک نبی من لوئی بن غالب
فاشھدان اللہ لا شی غیرہ
و انک مامون علی کل غائب
و انک ادنی المرسلین شفاعۃ
الی اللہ یا ابن الاکرامین لا طایب
فمرنا بما یاتیک یا خیر من مشی
و ان کان فیما جاء شیب الذوائب

"رات خواب میں میرے پاس میرے رب کی تشریف آوری ہوئی اور میں اس بارے میں قطعاً جھوٹا نہیں ہوں۔ تین راتوں سے اس کا یہی فرمانا ہے کہ تمہارے پاس لوئی بن غالب خاندان سے نبی کی آمد ہو چکی ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ﷺ مخفی و غیب کے معاملہ کے امین ہیں۔ آپ ﷺ کی شفاعت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہے اور آپ ﷺ مکرم و معزز خاندان سے ہیں۔ اے زمین پر سب سے افضل ذات! ہمیں اپنی تعلیمات سے آگاہ کیجئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب ان اشعار کو سنا تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اے سواد (رضی اللہ عنہ)! تم نے فلاح پائی۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۵)

بارانِ رحمت کا نزول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں بروز جمعہ حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے لہٰذا اللہ عزوجل سے بارش کی دعا کریں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا تو آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے بارش کے لئے دعا کی تو اس دوران آسمان پر بادل کے ٹکڑے ظاہر ہوئے اور وہ آپس میں ملنے لگے۔ پھر فوراً ہی بارش شروع ہو گئی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں پانی بہنے لگا اور پھر متواتر بارش ہونے لگی اور آئندہ جمعہ تک ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہم تو بارش سے غرق ہونے تک پہنچ گئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس وقت جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائیے کہ بارش رک جائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! اپنی رحمت کی بارش کو ہمارے اردگرد برسا اور ہمارے اوپر بارش برسنے سے روک دے۔"

اسی دوران بادل چھٹنے لگے اور آسمان سے بادل دائیں بائیں ہو گئے اور مدینہ منورہ کی آبادی پر بارش برسنا بند ہو گئی اور اللہ عزوجل اپنے حبیب ﷺ کی برکت سے دعا کو فوراً قبول فرمالیتا۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴)

بارانِ رحمت کے لئے دعا مانگنا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش نہ ہونے کے بارے میں کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو عیدگاہ میں جمع ہونے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ وہاں منبر رکھ دو چنانچہ مقررہ وقت پر لوگ عیدگاہ میں جمع ہو گئے۔ سورج نکلتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ کی جانب تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر تکبیر کہی اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"تم لوگوں نے خشک سالی یعنی عرصہ سے بارش نہ ہونے کی اشکایت کی ہے اب جبکہ اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔"

پھر فرمایا۔

"تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، وہ بہت ہی مہربان اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا اور قیامت کے دن کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل جو چاہے کر سکتا ہے۔ اے اللہ! تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تیرے پاس ہر چیز ہے اور ہم تنگ دست ہیں ہم پر رحمت کی بارش نازل فرما اور اس بارش سے ہمیں قوت اور نفع عطا فرما۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ یہاں تک بلند کئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی جانب پشت کر کے اپنی چادر کو الٹا دیا اور ہاتھ اٹھے ہوئے لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اس دوران آسمان پر بادل جمع ہونا شروع ہو گئے اور بارش برسنے لگی حتیٰ کہ اس قدر بارش ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمشکل ہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ سکے اور شہر کی نالیوں میں پانی بہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش ہوتے ہی لوگوں کی پھرتی دیکھی تو تبسم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دندان مبارک واضح دکھائی دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور میں اس کا عاجز بندہ اور رسول ہوں۔"

قتل کے لئے آنے والے کے متعلق پیشگی آگاہ کر دیا

منقول ہے جب کفار میدانِ جنگ سے گریزاں ہوئے تو ایک دن ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے کفار کی مجلس میں کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ محمد ﷺ مدینہ منورہ کی گلیوں میں تنہا گھومتے ہیں اور انہیں تبلیغ دین کے وقت کسی بات کی خبر نہیں ہوتی اور کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو ان سے جا کر انتقام لے۔"

راوی کہتے ہیں ایک عرب رات کے وقت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر آیا اور کہا۔

"تم مجھے ضمانت دو میں یہ کام کروں گا کیونکہ میں راستہ سے بھی واقف ہوں اور میرے پاس تیز دھار خنجر بھی ہے۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اسے ایک اونٹ دیا اور طے یہ پایا کہ وہ اس راز سے کسی کو آگاہ نہیں کرے گا۔ وہ عرب چھٹے دن مدینہ منورہ پہنچا اور ہر شخص سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال دریافت کرتا رہا۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ آپ ﷺ بنی الاشہل کی جانب گئے ہیں۔ وہ عرب بھی ادھر جا نکلا۔ آپ ﷺ وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس عرب کو دور سے آتے دیکھ لیا اور فرمایا۔

"مجھے یہ شخص غدار معلوم ہوتا ہے مگر اللہ عزوجل اس کی مراد پوری نہ کرے گا۔"

راوی کہتے ہیں پھر جب وہ عرب نزدیک آیا تو اس نے پوچھا۔

"ابن عبدالمطلب کہاں ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں ابن عبدالمطلب ہوں۔"

وہ حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک ہوا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کوئی راز کی بات کہنا چاہتا

ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی جانب گھسیٹ لیا اور فرمایا۔

”اے ملعون! دور ہو جا۔“

پھر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے جب اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا تو خنجر محسوس ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند کہا۔

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص غدار ہے۔“

راوی کہتے ہیں وہ عرب اسی وقت پاؤں پڑ گیا اور کہنے لگا۔

”مجھے معاف کر دیا جائے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اگر تم سچ کہو گے تو اس میں تمہارا خود کا نفع ہے اور اگر تیری نیت بری ہے تو اللہ عزوجل مجھے پہلے ہی آگاہ کر چکا ہے۔“

راوی کہتے ہیں اس عرب نے امان طلب کی اور پھر تمام واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان دی اور کہا۔

”تم جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ اور اب تم دین اسلام کی پناہ میں ہو۔“

اس عرب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ لیا اور کہا۔

”میں کسی سے مرعوب نہیں ہوا اور نہ ہی تلوار سے خوفزدہ ہوا ہوں مگر جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میرے اوسان خطا ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ارادہ کی خبر تھی اور مجھے یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر کسی اور نے نہیں بلکہ اللہ عزوجل نے خود دی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ اور معاون ہے۔“ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۴۶)

خسرو پرویز کے انجام سے آگاہ کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکتوب شاہِ روم ہرقل کو لکھا تھا تقریباً ایسے ہی مضامین کے مکتوب دیگر بادشاہوں کو بھی لکھے تھے۔ شاہِ ایران خسرو پرویز کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب ملا تو اس نے غرور سے کہا۔

"اس مکتوب میں محمد ﷺ نے میرے نام سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا ہے۔"

پھر شاہِ ایران خسرو پرویز نے حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب کو پرزے پرزے کر کے زمین پر پھینک دیئے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس نے میرا مکتوب کو پھاڑا ہے اللہ عزوجل اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کے بعد شاہِ ایران خسرو پرویز کے بیٹے "شیرویہ" نے سوتے میں اپنے باپ کو قتل کر دیا اور اس کے بعد اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایران مملکت اسلامیہ کا حصہ بن گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷۹ تا ۲۸۰)

مقوقس کو نبی آخر الزماں ﷺ کی آمد کی خبر تھی

صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ذیقعدہ ۶ ھ میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک وفد کا سربراہ بنایا اور قبطیوں کے سردار اور اسکندریہ کے بادشاہ جریج بن مینا جسے تاریخ میں مقوقس کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کی جانب ایک مکتوب دے کر روانہ کیا اور انہیں دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مقوقس کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب لے کر پہنچے تو اس نے ہماری خوب آؤ بھگت کی اور ہمارے لئے ایک پرتکلف ضیافت کا انتظام کیا۔ ہم نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کو مکتوب دیا اور اس نے اس مکتوب کو بغور پڑھا اور کہا کہ میں اس معاملہ میں کچھ مہلت چاہتا ہوں۔ پھر اس نے ایک ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں اس مکتوب کو محفوظ رکھا اور وہ ہاتھی دانت کی ڈبیہ اپنی ایک کنیز کو دے دی۔ پھر اس نے اپنے کاتب سے جوابی مکتوب لکھوایا جس میں اس نے ذکر کیا۔

"مجھے علم ہے کہ ایک نبی کی آمد ہونا باقی تھی مگر میرا گمان تھا کہ وہ شام میں ہوں گے مگر اب آپ ﷺ کا قاصد یہاں آیا ہے تو مجھے اس کا علم ہوا میں نے ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں آنے دی اور میں ان کے ہمراہ دو کنیزیں بھیج رہا ہوں جنہیں یہاں انتہائی معزز تصور کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کے لئے لباس

اور ایک خچر بھی بطور تحفہ بھیجتا ہوں۔"

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم مقوقس کے ہاں پانچ دن تک مہمان رہے اور اس نے ہماری خوب خاطر مدارت کی مگر اسلام قبول نہ کیا۔ پھر جب ہم رخصت ہونے لگے تو اس نے وہ جوابی مکتوب، دو کنیزیں جن میں ایک ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری ان کی بہن حضرت سیرین رضی اللہ عنہا تھیں اور ساتھ ہی ایک خچر اور ایک غلام ہمارے ساتھ روانہ کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مقوقس نے ایک نیزہ، بیس بندوں کے لئے لباس اور ایک ہزار مثقال سونا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے اور آپ رضی اللہ عنہا کی بہن نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اسلام قبول کرلیا جبکہ ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب دعوتِ اسلام دی تو اس وقت اسلام قبول کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن حضرت سیرین رضی اللہ عنہا کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقوقس کا مکتوب دیا اور ساتھ ہی وہ تحائف اور کنیزیں پیش کیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے مخصوص کرلیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو دے دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ بھی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی مانند پردے کا اہتمام کریں اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی باری مقرر فرمادی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو کم سنی میں ہی وصال فرماگئے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند کی نسبت سے ام ابراہیم کی کنیت سے بھی مشہور ہوئیں اور اہل مدینہ آپ رضی اللہ عنہا کو اسی کنیت سے پکارتے تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۲)

ثمامہ رضی اللہ عنہ کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا مژدہ سنایا

۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو سالار مقرر کرتے ہوئے ایک لشکر نجد کی انب روانہ کیا۔ اس لشکر نے بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ رضی اللہ عنہ بن اثال کو گرفتار کر لیا اور مدینہ منورہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا اسے مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون سے باندھ دو چنانچہ اسے ستون سے باندھ دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا۔

''اے ثمامہ (رضی اللہ عنہ)! تیرا کیا ہے اور تو اپنے متعلق کیا گمان رکھتا ہے؟''

ثمامہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا۔

''میرا حال اور خیال دونوں ہی اچھے ہیں اور اگر آپ ﷺ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر اپنے فضل سے چھوڑیں گے تو ایک شکر گزار کو چھوڑیں گے اور اگر مجھ سے کچھ مال چاہئے تو وہ مال بھی آپ ﷺ کو مل جائے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ اس گفتگو کے بعد وہاں سے لوٹ گئے اور اگلے دن تشریف لائے اور یہی سوال کیا۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ واپس لوٹ گئے اور تیسرے دن پھر تشریف لائے اور اپنا سوال دہرایا۔ ثمامہ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے کھول دیا اور وہ مسجد نبوی ﷺ سے نکل کر کھجور کے ایک باغ میں چلا گیا جو مسجد نبوی ﷺ کے نزدیک تھا۔ وہاں اس نے غسل کیا اور مسجد نبوی ﷺ میں آ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے۔

''واللہ! مجھے جتنی نفرت آپ ﷺ کے چہرہ سے تھی اتنی نفرت کسی سے نہ تھی اور اب جتنی محبت آپ ﷺ کے چہرہ سے ہے اتنی محبت کسی اور سے نہیں اور جتنا دین اسلام مجھے ناپسند تھا اب اس سے زیادہ محبوب دین اور کوئی نہیں ہے اور کوئی شہر مجھے اتنا برا نہ لگتا تھا جتنا مدینہ منورہ مگر اب مجھے یہ شہر سب سے زیادہ عزیز ہے۔''

پھر ثمامہ (رضی اللہ عنہ) نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

''میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ جارہا تھا جب مجھے لشکر اسلام نے گرفتار کیا اب آپ ﷺ مجھے اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا مژدہ سنایا اور فرمایا تم عمرہ کرو۔ مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ثمرہ رضی اللہ عنہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے اور وہاں کسی کافر نے انہیں دیکھ کر کہا۔

''تم بے دین ہو گئے ہو۔''

ثمامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں بے دین نہیں بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں اور اے اہل مکہ! تم سن لو جب تک حضرت محمد ﷺ نہیں کہیں گے ہم اہل یمامہ تمہیں گندم نہیں دیں گے۔''

مؤرخین لکھتے ہیں اہل مکہ کے لئے گندم یمامہ سے آیا کرتی تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

سیّدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا واقعہ

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا جوان ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح عبیداللہ بن حجش سے ہو گیا جو ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت حجش کا بھائی تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے شوہر کے ہمراہ اسلام قبول کر لیا۔ مکہ مکرمہ میں جب مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے تو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر چند مسلمانوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور جب وہ مسلمان حبشہ میں پرسکون زندگی بسر کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر ایک اور گروہ نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی اسی گروہ میں تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔ حبشہ میں قیام کے دوران ہی آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹی تولد ہوئی جن کا نام ''حبیبہ'' رکھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ''ام حبیبہ'' اپنی اسی بیٹی کی وجہ سے ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا شوہر انتہائی بری حالت میں ہے اور اس کی صورت انتہائی بھیانک ہو چکی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا اور میں سوچنے لگی کہ اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ پھر جب میں صبح اٹھی تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے دین کے معاملہ میں بہت غور کیا اور میں نے نصرانیت سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا اور میں پہلے بھی نصرانی تھا اور مسلمان ہوا اور اب میں دوبارہ نصرانیت کی جانب لوٹتا ہوں اور تم بھی یہی مذہب قبول کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا اور پھر میں نے اسے اپنا خواب بھی سنایا مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے شراب نوشی بھی شروع کر دی۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پر عبیداللہ بن جحش نے بہت زیادہ دباؤ ڈالا کہ آپ رضی اللہ عنہا بھی کسی طرح دین اسلام ترک کر کے نصرانیت قبول کرلیں مگر آپ رضی اللہ عنہا نے ہر مرتبہ اس کی بات کو رد کیا یہاں تک کہ دونوں کے مابین علیحدگی ہوگئی اور عبیداللہ بن جحش نے نجاشی کو دیکھ کر نصرانیت قبول کی تھی اور پھر وہی نجاشی مسلمان ہوگیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کثرت شراب نوشی کی وجہ سے عبیداللہ بن جحش حالت کفر میں مرگیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبیداللہ بن جحش سے علیحدگی کے بعد میں نے ایک مرتبہ پھر خواب دیکھا اور خواب میں کوئی مجھے ام المومنین کہہ کر پکار رہا تھا۔ پھر جب میری عدت ختم ہوئی تو نجاشی نے اپنی ایک خادمہ جس کا نام "ابرہہ" تھا اسے میرے پاس بھیجا اور اس نے مجھے بتایا کہ نجاشی کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط آیا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی خواہش ظاہر کی ہے اور نجاشی کا کہنا ہے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہا اس شادی پر رضامند ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا اپنا کوئی وکیل مقرر فرمالیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ میرے لئے بڑی خوشی کا مقام تھا اور میں نے اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن ابی العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا اور میرے ہاتھوں میں کنگن اور پیروں میں پازیب تھی اور اس کے ساتھ ہی انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں اور یہ سب

سونے کے تھے میں نے اس خادمہ کو دے دیئے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شام کے وقت نجاشی نے اپنے دربار میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حبشہ میں موجود تھے انہیں جمع کیا اور خطبہ نکاح دیا جس کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

الحمد لله الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتكبر اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد الرسول الله ﷺ وانه الذى بشر به عيسىٰ ابن مريم اما بعد! فان رسول الله ﷺ كتب الى ان ازوجه ام حبيبة بنت ابى سفيان فاجبت الى ما دعا اليه رسول الله ﷺ وقد اصدقتها اربع مائة دينار

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو مالک ہے، پاک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن عطا کرنے والا ہے، نگہبان ہے، غالب ہے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا ہے متکبر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ وہ ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہما السلام نے دی تھی۔ اما بعد! بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مکتوب لکھا کہ میں آپ کی جانب سے آپ کا نکاح ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کر دوں پس میں نے اسے پسند کیا جس کی دعوت رسول اللہ ﷺ نے دی اور چار سو دینار حق مہر جو میں اپنی جانب سے دیتا ہوں۔"

پھر شاہ نجاشی نے چار سو دینار حق مہر کے حاضرین کے سامنے رکھ دیئے اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن ابی العاص جو ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل تھے انہوں نے کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

الحمد لله نحمده و استعينه و اشهد ان لا اله الا الله وان محمد عبده و رسوله ارسله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله

ولو کرہ المشرکون اما بعد! فقد اجبت ما دعا الیہ رسول اللہ ﷺ و زوجتہ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فبارک اللہ و رسولہ علیہ السلام

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور میں بھی اسی کی تعریف کرتا ہوں اس کی بارگاہ میں عرض پیش کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے محبوب بندے اور رسول ہیں جنہیں اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غلبہ دے جو اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہے۔ اما بعد! میں بلاشبہ اس بات کو پسند کرتا ہوں جس کی جانب رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرتا ہوں پس اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ پر برکتیں نازل فرمائے۔''

روایات میں آتا ہے جب نکاح کی تقریب ختم ہوگئی اور لوگوں نے رخصت ہونا چاہا تو شاہِ حبشہ نجاشی نے کہا کہ نکاح انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور نکاح کے بعد ولیمہ کرنا بھی سنت ہے چنانچہ تمام احباب دعوتِ ولیمہ کے بعد رخصت ہوں اور پھر شاہِ حبشہ نجاشی نے ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے مہر کی رقم میرے پاس پہنچی تو میں نے اسی خادمہ کو دوبارہ بلایا اور کہا کہ اس وقت جو کچھ میں نے دیا وہی میرے پاس تھا اور اب تم یہ پچاس مثقال سونا ہے وہ لے لو اور اپنی تمام ضرورت پوری کرو۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے بادشاہ نے کہا کہ میں آپ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہ لوں اور میں چونکہ بادشاہ کی خدمت گزار ہوں اور دین محمدی ﷺ پر ہوں لہٰذا میں کچھ نہ لوں گی اور بادشاہ کے حکم پر اس کی تمام ازواج نے آپ رضی اللہ عنہا کے پاس خوشبو بھیجی ہے۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے بعد مدینہ منورہ روانگی کی تیاریاں شروع کیں تو شاہِ حبشہ نجاشی نے آپ رضی اللہ عنہا کے تمام سفری انتظامات مکمل کروائے اور عرض کیا کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہمارا اسلام عرض کیجئے گا اور شاہِ حبشہ نجاشی کی خادمہ ''ابرہہ'' نے بھی آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا اسلام بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیجئے گا۔ پھر شاہِ حبشہ نجاشی نے حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حسنہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ روانہ کیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۵)

دودھ میں برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن لوگوں کے راستہ میں بیٹھا ہوا تھا جہاں سے وہ باہر جایا کرتے تھے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا تو میں نے ان سے اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن مجید) کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا اور ان سے آیت کے متعلق دریافت کرنا صرف اس وجہ سے تھا کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔ وہ آگے بڑھ گئے اور انہوں نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے ان سے اللہ عزوجل کی کتاب کی اسی آیت کے متعلق دریافت کیا اور میں نے صرف اسی وجہ سے دریافت کیا کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔ وہ بھی آگے بڑھ گئے اور انہوں نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میرے پاس سے سرورِ کائنات ابوالقاسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا اور میرے دل کی بات جان لی اور میرے چہرے کا رنگ پہچان لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آؤ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا فلاں شخص یا فلاں عورت نے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلاؤ۔

راوی کہتے ہیں کہ اہل صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے، وہ اہل وعیال اور مال نہ رکھتے تھے اور نہ کسی کے پاس جاتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے تھے اور خود ان سے کچھ نہ کھاتے تھے اور جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آتا تو ان کے پاس بھیجتے اور اس میں سے کچھ خود بھی کھالیتے تھے اور فقراء کو بھی اس میں شریک فرماتے تھے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ان کے شریک ہونے نے غمناک کیا اور میں نے کہا اہل صفہ میں یہ دودھ کیا شے ہے؟ میں زیادہ حقدار ہوں کہ اس دودھ کو ایک ہی دفعہ پی لوں اور اس کے ساتھ کچھ طاقت حاصل کروں، جب وہ آئیں تو حضور نبی کریم ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں ہی ان کو دودھ دوں گا اور قریب نہیں کہ اس دودھ سے کچھ میرے لئے بھی بچے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے خلاصی ممکن نہ تھی۔

(یہ گفتگو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلایا اور وہ تمام آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور حجرہ میں اپنی جگہ پر تشریف فرما ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دودھ کا پیالہ پکڑو اور ان کو دو۔ میں نے پیالہ پکڑا اور ایک آدمی کو دیا اور اس نے اس میں سے سیر ہو کر پیا۔ جب پہلے آدمی نے پی لیا تو وہ پیالہ مجھے پکڑا دیا اور میں نے اسے دوسرے آدمی کو دے دیا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر اس نے مجھے پیالہ دیا اور میں نے تیسرے آدمی کو دیا یہاں تک کہ وہ پیالہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس واپس پہنچا اور تمام اہل صفہ سیر ہو چکے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے وہ دودھ کا پیالہ اپنے دست اقدس پر رکھا اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب تم اور میں باقی بچ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھو اور پیو۔ میں نے دودھ نوش فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا یہاں تک کہ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرماتے رہے اور پیو اور میں دودھ نوش فرماتا رہا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اب مزید کوئی راہ نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے دو اور میں نے وہ پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان فرمائی اور بسم اللہ پڑھ کر باقی بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۳۹۴ تا ۳۹۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کر دیتی تھیں۔ ایک دن میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کچھ ایسی باتیں کہیں جنہیں میں ناپسند کرتا تھا چنانچہ میں روتا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مگر وہ انکار کرتی ہیں اور آج جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نازیبا باتیں کہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کریں اللہ عزوجل میری ماں کا دل اسلام کی جانب پھیر دے اور وہ مسلمان ہو جائے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری والدہ کے قبولِ اسلام کے لئے دعا فرمادی۔ پھر جب میں گھر لوٹا تو گھر کا دروازہ بند تھا اور مجھے اندر پانی بہانے کی آواز آ رہی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد میری والدہ نے مجھے پکارا اور اندر آنے کو کہا۔ میں گھر کے اندر گیا تو میری والدہ نے کہا۔

"ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! میں گواہی دیتی ہوں اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دوڑتا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی اور اس وقت بھی میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پیار کیا اور میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیجئے اللہ عزوجل مجھے اور میری ماں کو مومن اور مومنات کا

محبوب بنا دے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے یہ دعا کی۔

(طبقات ابن سعد جلد چہارم صفحہ ۳۵۶)

حافظہ کی کمزوری دور ہوگئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے بے شمار احادیث سنتا ہوں مگر مجھے وہ احادیث یاد نہیں رہتیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اپنی چادر پھیلاؤ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی چادر پھیلائی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کئی احادیث بیان کیں اور میں ان احادیث کو اس دن کے بعد کبھی نہیں بھولا۔

(جامع ترمذی جلد دوم باب مناقب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث ۱۷۶۶)

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کوفہ تشریف لائے اور احمس قبیلہ کے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے کی غرض سے جمع ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"مرحبا! میں تین برس تک حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہا اور مجھ سے زیادہ حدیث یاد کرنے کا حرص کسی کو نہ تھا۔" (الاصابہ فی تمیز اصحابہ جلد ہفتم صفحہ ۳۵۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ان میں برکت کی دعا فرما دیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پکڑ کر دعا فرمائی اور پھر مجھے واپس لوٹا دیں اور فرمایا۔

"انہیں اپنے توشہ دان میں رکھ دو اور جب تم ان میں سے لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر لے لینا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کیا اور پھر اس توشہ دان سے میں نے کتنے ہی ٹوکرے کھجوروں کے صدقہ کئے اور کتنی ہی کھجوریں ہم گھر والوں نے کھائیں مگر اس میں سے کچھ کم نہ ہوئیں اور وہ توشہ دان ہر وقت میری کمر کے ساتھ بندھا رہتا تھا اور پھر جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا وہ توشہ دان کہیں گر گیا۔

(جامع ترمذی جلد دوم باب مناقب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث ۱۷۷۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں اگر کوئی شخص خواب دیکھتا تو وہ اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا تھا اور میں اس وقت جوان تھا اور مجھے بڑی خواہش تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور وہ خواب آپ ﷺ سے بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں ہی سویا کرتا تھا اور میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے اور وہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی جانب لے گئے اور میں نے وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا اور پھر میں انہیں دیکھ کر کہنے لگا اللہ عزوجل کی پناہ دوزخ سے اور پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا تم خوفزدہ نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے اس خواب کا ذکر اپنی بہن ام المومنین حضرت ام حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انہوں نے یہ خواب حضور نبی کریم ﷺ کو سنایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو تہجد بھی پڑھے۔"

راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس واقعہ کے بعد رات کو بہت کم سوتے تھے اور تمام رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث ۹۲۷، صحیح مسلم کتاب فضائل باب من فضائل ابن عمر رضی اللہ عنہما صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۴)

غزوۂ خیبر میں رونما ہونے والے معجزات

معاہدہ حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مطمئن تھے کہ انہیں اب کچھ عرصہ تک مشرکین مکہ کی جانب سے کسی جنگ کا اندیشہ نہ تھا چنانچہ آپ ﷺ نے اب مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ان سازشی قبائل کی جانب اپنی توجہ مرکوز فرمائی جو مدینہ منورہ کا سکون برباد کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے خیبر کا رخ کیا۔

خیبر شہر میں کئی بلند ٹیلے اور پہاڑ تھے اور یہ خالصتاً یہودی بستی تھی اور ان یہودیوں نے خیبر میں بے شمار قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ خیبر، مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے قریباً سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے وہ بھی لشکرِ اسلام میں موجود تھے۔

غزوۂ خندق پر مشرکین مکہ کو ابھارنے والے اور ان کی اعانت کرنے والے یہودی تھے اور ان یہودیوں کا تعلق بنی نضیر سے تھا جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی وعدہ خلافی پر مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا اور یہ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ غزوۂ بنی قریظہ میں اگرچہ ان یہودیوں کے کئی نامی گرامی سردار مارے گئے تھے جن میں حی بن اخطب بھی تھا اور پھر ابورافع کو بھی حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا مگر پھر بھی یہودی اپنی سازشی فطرت کی بناء پر مسلمانوں کو تنگ کرنے سے باز نہ آتے تھے اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف تھے جن کی خبر حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی اور آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کو جب خبر ملی کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو آپ ﷺ نے سولہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ لیا اور خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کے تین علم تیار کروائے اور مدینہ منورہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور لشکر کا ایک علم حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور ایک علم حضرت

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور تیسرا علم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا جبکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ رکھا۔

خیبر برباد ہوگیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم صبح سویرے خیبر پہنچے اور وہاں کے لوگ اس وقت کھیتوں میں کام کاج کے لئے قلعہ سے نکلے تھے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور مچانے لگے۔

"اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"خیبر برباد ہوگیا اور ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو کفار کی صبح بری ہو جاتی ہے۔" (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۴۸)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا مرض لعابِ دہن لگانے سے دور ہوگیا:

لشکر اسلام نے سب سے پہلے خیبر کے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ایک گروہ نے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔ قلعہ ناعم کے بعد لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ قلعہ قموص کے علاوہ خیبر کے تمام قلعے فتح کر لئے۔

قلعہ قموص کا شمار خیبر کے سب سے مضبوط قلعوں میں ہوتا تھا اور اس قلعے میں یہودیوں کا سردار مرحب رہتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ قلعہ قموص کا محاصرہ کر لیں۔ لشکر اسلام نے قلعہ قموص کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر کئی تابڑ توڑ حملے کئے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی اور انہیں یہودیوں کی جانب سے بھی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ کئی روز کے محاصرے اور تابڑ توڑ حملوں کے باوجود قلعہ قموص فتح نہیں ہو رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا۔

"کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس کے ہاتھوں قلعہ فتح کرے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی جھنڈا اسے عطا ہو۔ اگلے دن جمعہ تھا آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد دریافت کیا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) اس وقت کہاں ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو ابھی تک آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے اور اسی وجہ سے جنگ میں عملی طور پر حصہ بھی نہ لے سکے تھے انہیں بلایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) کیسے ہو؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آنکھیں دکھتی ہیں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! میرے پاس آجاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک آ گئے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن نکالا اور اسے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی اور آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے لعابِ دہن لگانے کے بعد مجھے کبھی آنکھوں کی کوئی بیماری نہ ہوئی بلکہ میری آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہو گئیں۔

مرحب جہنم واصل ہو گیا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکرِ اسلام کے ہمراہ قلعہ قموص کے دروازے پر

پہنچے اور جھنڈا دروازے کے پاس گاڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس دوران ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے پوچھا تم کون ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی طالب ہوں۔"

اس یہودی نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو کانپ اٹھا اور کہنے لگا۔

"تورات کی قسم! یہ شخص قلعہ فتح کیے بغیر ہرگز نہیں جائے گا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قلعہ قموص پر حملہ کیا تو یہودیوں کے سردار مرحب کا بھائی حارث کئی یہودیوں کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر اسلام نے باقی کے تمام یہودیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ غیظ وغضب کے عالم میں ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ قموص سے باہر نکلا اور با آوازِ بلند کہنے لگا۔

"خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش ہوں، بہادر اور تجربہ کار ہوں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا اور میں دشمنوں کو نہایت تیزی سے قتل کرتا ہوں۔"

مرحب نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو غصے میں اس نے تلوار کا وار کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے روک لیا اور اس پر جوابی وار کیا اور ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ مرحب کی لاش گرتے ہی لشکر اسلام نے یہودی لشکر پر حملہ کر دیا جس سے بے شمار یہودی مارے گئے اور باقی جو بچ گئے وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا بھاری بھرکم دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکر اسلام قلعہ قموص میں داخل ہو گیا۔ یہودیوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے امان طلب کی اور آئندہ سے

بدعہدی سے توبہ کر لی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جزیہ کی شرط پر ان سے صلح کر لی۔

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فتح کی نوید سنانے جب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں اور اللہ عزوجل دونوں تجھ سے راضی ہیں۔"

(طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۶، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

خیبر کا وزنی دروازہ:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ سے اور لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے اور پھر خود سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کیا میں ان آنکھوں کے دکھنے کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ دوں گا؟ اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نکلے یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملے۔ جب وہ شب آئی جس کی صبح خیبر کو آپ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں کل جھنڈا اسے دوں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ دونوں ہی محبت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اس کے ہاتھوں خیبر فتح فرمائے گا۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر دوسرے دن ہم نے دیکھا کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے آنے کی امید نہ تھی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۲۶)

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کو لے کر خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے نکلے اور خیبر پہنچ کر یہودیوں کے قلعوں کو محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے جب خود کو قلعوں میں محصور پایا تو مجبور ہو کر قلعوں کے اندر رہ کر مدافعت کرنے لگے۔ یہودیوں کو اپنے ان قلعوں پر بڑا ناز تھا مگر لشکر اسلام نے ان کے تیروں اور پتھروں کی زد میں ہونے کے باوجود آگے بڑھ کر قلعہ ناعم کے ساتھ مزید دو قلعے فتح کر لئے پھر قلعہ قموص پر دھاوا بولا گیا اور یہ قلعہ بھی دو تین دن میں فتح ہو گیا اور اسی طرح مصعب، ظلیح اور سلالم نام کے قلعے بھی فتح ہو گئے اب قلعہ خیبر کی باری تھی یہ قلعہ سب سے

زیادہ مضبوط تھا اس کی فتح کے لئے بڑی کوشش کی گئی مگر یہ قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ جب کئی دن گزر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اپنی روحانی قوت سے اس قلعہ کو فتح کرے گا۔"

پھر دوسرے دن حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا جاؤ تم اس قلعہ کو فتح کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ جھنڈا اور لشکر لے کر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے تو قلعہ خیبر کا سالار مرحب آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اور مرحب کا مقابلہ شروع ہوا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار مرحب کی سپر کو کاٹتے ہوئے اس کے سر پر پہنچی اور سر کے دو ٹکڑے کر کے اس کے بدن کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔ مرحب خاک پر لوٹنے لگا۔ مرحب کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دوسرے ساتھیوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مگر مجاہدین نے جان پر کھیل کر ایسا دھاوا بولا یہودی ہمت ہار کے بھاگے اور مسلمان ان کے تعاقب میں تھے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ ایک لمحہ میں اسے اکھاڑ پھینکا اور بطورِ ڈھال اسے استعمال کرنے لگے اور اس دوران دیگر مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کی اس یلغار سے یہودیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ یہ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ بعد میں چالیس آدمی بھی مل کر اس دروازہ کو نہ اٹھا سکے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے اشعار:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور ہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ پھر ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا تم ہمیں اپنے اشعار نہیں سناؤ گے؟ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

اللھم لو لا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

فاغفر فداء لك ما بقينا

و ثبت الاقدام ان لقينا

"اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز ادا کرتے اور تو ہمیں بخش دے ہم تجھ پر قربان ہوں جب تک ہم زندہ ہیں ہم کو ثابت قدم رکھ اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان اشعار کو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

"یہ اشعار پڑھ کر کون اونٹوں کو ہانک رہا ہے؟"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ عامر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يرحمه الله

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر عامر رضی اللہ عنہ کے لئے شہادت واجب کر دی اور کاش ہم ان سے مزید فائدہ اٹھاتے؟"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار لی تاکہ ایک یہودی پر وار کریں مگر اس کی نوک ان کے گھٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۷۶ تا ۳۷۷)

اللہ عزوجل نے اسے سچا ثابت کر دیا:

حاکم کی روایت میں ہے ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوۂ خیبر کا واقع ہوا اور مالِ غنیمت حصہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا۔ اس اعرابی نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے مالِ غنیمت کے لئے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے اسلام قبول کیا اور میں نے اس لئے اسلام

قبول کیا کہ میرے یہاں تیر لگے۔"

راوی کہتے ہیں اس اعرابی نے اپنے حلق کی جانب اشارہ کیا اور کہا۔

"میں چاہتا ہوں میرے یہاں تیر لگے اور میں مر جاؤں اور جنت میں جاؤں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس اعرابی کی بات سنی تو فرمایا۔

"اگر تم اللہ عزوجل کی تصدیق کرتے ہو تو وہ تمہاری خواہش ضرور پوری کرے گا۔"

راوی کہتے ہیں پھر لشکر اسلام کا مقابلہ کفار سے ہوا تو اس اعرابی کے حلق پر تیر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس نے اللہ عزوجل کی تصدیق کی اللہ عزوجل نے اسے سچا کر دیا۔"

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۷۸)

مسلمانوں کے مرض کا شافعی علاج:

بیہقی کی روایت میں حضور نبی کریم ﷺ جب خیبر تشریف لے گئے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کچھ کچی اور خام تھیں۔ مسلمانوں نے کچی اور نیم پختہ کھجوریں کھائیں تو وہ بیمار ہو گئے۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے بطور علاج تجویز فرمایا کہ پانی کی خاصی مقدار مشکیزوں کے ذریعے ٹھنڈی کی جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ عزوجل کا نام لیتے جائیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور تمام بیمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شفایاب ہو گئے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۷۸)

دورانِ حمل کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ خیبر کے سفر میں میری اہلیہ زمانہ حمل میں تھیں اور اتفاقاً راستہ میں انہیں نفاس ہو گیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھجوروں کو پانی میں بھگو دو اور پھر وہ پانی انہیں پلاؤ۔ میں نے اس پر عمل کیا اور پھر میری بیوی کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۷۸)

زہر آلود بکری:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ خیبر میں لشکر اسلام کی فتح کے بعد ایک زہریلی بکری یہود کی جانب سے بطورِ ہدیہ پیش کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام یہودیوں کو بلایا اور جب وہ یہودی آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

''میں تم سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں اور تم ان کے جوابات نفی یا اثبات، انکار یا اقرار میں دو گے۔''

یہود نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

''تمہارا باپ کون ہے؟''

یہود نے کہا۔

''ہمارا باپ فلاں ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تم نے جھوٹ بولا اور تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔''

یہود نے کہا۔

''بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرماتے ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

''تم نے مجھے جو سوغات اور تحفہ میں بکری بھیجی ہے اسے تم نے زہر آلود کیا تھا؟''

یہود بولے۔

''ہاں! ایسا ہی ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

''تمہیں اس کام پر کس نے ابھارا؟''

یہود بولے۔

"ہمیں گمان ہوا کہ آپ ﷺ نبوت کے جھوٹے مدعی ہیں اور آپ ﷺ کو ہمارے زہر ملانے کا علم نہ ہوگا اور آپ ﷺ اس بکری کا دودھ یا گوشت استعمال کریں گے اور یوں آپ ﷺ کی موت واقع ہو جائے گی اور ہم آپ ﷺ سے نجات پائیں گے اور اگر آپ ﷺ واقعی سچے نبی ہوئے تو آپ ﷺ کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔" (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۲)

گوشت کا پکارنا میں زہر آلود ہوں:

منقول ہے غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے ایک بکری بریاں کر کے اس میں زہر ملایا اور اس کے سینہ اور کندھوں کے گوشت میں زہر زیادہ کر دیا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو ان اعضاء کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ آپ ﷺ نے جب کھانا شروع کیا تو گوشت کا ایک ٹکڑا پکارا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں زہر آلود ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس گوشت کے ٹکڑے کی پکار سنی تو اپنا ہاتھ روک لیا جبکہ حضرت بشر بن البراء رضی اللہ عنہ اس وقت تک کچھ گوشت تناول فرما چکے تھے چنانچہ وہ شہید ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۵۹)

بکریاں خود بخود چلی جائیں گی:

منقول ہے جس وقت اہل خیبر کا محاصرہ کیا گیا تو اس وقت ایک حبشی گذریا، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے پاس بکریوں کا ریوڑ تھا۔ اس نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور اس نے کلمہ پڑھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میری یہ بکریاں میرے آقا کی امانت ہیں ان کے بارے میں

کیا حکم ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ان بکریوں کو ان کے ٹھکانے کی طرف منہ کر کے چھوڑ دو یہ خود ہی واپس چلی جائیں گی۔"

اس حبشی گڈریئیے نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کیا اور کچھ پتھر اٹھا کر انہیں مارے اور کہا۔

"تم اپنے مالک کی جانب لوٹ جاؤ اور اب میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا۔"

راوی کہتے ہیں بکریاں قلعہ کی جانب چلی گئیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی ہانک رہا ہے۔ پھر اس حبشی گڈریئیے نے جنگ میں حصہ لیا اور قلعہ والوں نے اسے ایک پتھر مارا اور وہ اس پتھر کے لگنے سے شہید ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ایک شملہ میں لپیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی جانب نگاہ فرمائی اور پھر دوسری جانب رخ پھیر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس کے پاس ابھی اس کی بیوی اور حورِ عین آئی ہیں۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰)

اللہ عزوجل نے غیب کی باتوں سے آگاہ فرمایا:

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مقام حرت میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"نمازِ عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جایا کرو۔"

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے باوجود ایک شخص رات کے وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس نے اپنی بیوی کو قابل اعتراض اور لائق ملامت حالت میں دیکھا اور وہ ہٹ گیا اور تعرض کیا۔ وہ مشتعل نہ ہوا بلکہ دل شکستہ ہو گیا اور بیوی کی جانب سے مایوس ہو گیا اور اسے اپنی زوجیت سے نکالنے کے متعلق سوچنے لگا مگر اس کے راستہ میں دو رکاوٹیں تھیں اول تو بچوں کی پرورش اور دوسری غیر معمولی محبت اور آپ ﷺ نے اسی مصلحت کی وجہ سے رات کے وقت اپنے اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرمائی تھی اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو غیب کی

باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۸۲)

یعفور گدھے کا ہمکلام ہونا:

حضور نبی کریم ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو آپ ﷺ کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ آپ ﷺ نے اس سے کلام فرمایا اور اس نے بھی آپ ﷺ سے کلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

"تیرا نام کیا ہے؟"

اس نے کہا۔

"یزید بن شہاب، اللہ عزوجل نے ہماری نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور ان سب پر اللہ کے نبی کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا، اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اب تیرا نام "یعفور" ہے۔"

پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کسی کو بلانے کے لیے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آ کر سر کو دروازے پر مارتا اور جب گھر والا باہر نکل کر اس کے پاس آتا تو آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں جب آپ ﷺ نے رحلت فرمائی تو یعفور ایک کنوئیں پر آیا اور خود کو آپ ﷺ کے فراق میں اس کنوئیں میں گرا دیا۔ (ابن عساکر)

سورج واپس پلٹ آیا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم صحرائے خیبر میں تھے اور حضور نبی کریم ﷺ اس وقت حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھے لیٹے تھے اس دوران وحی کا نزول ہوا اور سورج غروب ہو گیا۔ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر قضاء ہو گئی اور

جب وحی کے آثار ختم ہوئے تو آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا کی۔

"اے اللہ! اگر علی (رضی اللہ عنہ) تیرے اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھے تو سورج کو حکم دے کہ وہ لوٹ آئے۔"

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے دیکھا وہ سورج جو غروب ہو چکا تھا پھر سے پلٹ آیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۰)

یہ شہید نہیں ہے:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خیبر کا دن ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ کے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ میں اترے اور شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے اور ایک شخص کے متعلق کہا یہ بھی شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ ہرگز شہید نہیں ہے اور میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے اس نے ایک چادر یا عبا چوری کی تھی۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور اعلان فرما دے لوگوں میں کہ وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو ایماندار ہیں یعنی چور جنت میں نہیں جائیں گے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اعلان کیا۔ (صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ خیبر کی جانب گئے اور پھر اللہ عزوجل نے ہمیں فتح عطا کی اور ہمیں وہاں مالِ غنیمت میں اناج اور کپڑے ملے۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور آپ ﷺ ایک وادی کی جانب گئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ایک غلام بھی تھا جس کا نام مدعم تھا اور وہ آپ ﷺ کو جذام میں سے ایک شخص رفاعہ بن زید نے دیا تھا۔ جب ہم اس وادی میں اترے تو آپ ﷺ کا غلام کھڑا ہوا اور اونٹ کا کجاوہ کھولنے لگا پھر ایک نامعلوم سمت سے تیر آیا اور اسے لگا اور وہ مرگیا۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہماری

باتیں سنیں تو فرمایا۔

"تم اسے ہرگز شہید نہ کہو اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے وہ شملہ اس پر انگارکی مانند سلگ رہا ہے جو اس نے خیبر کے مالِ غنیمت سے لیا تھا اور اس وقت مالِ غنیمت تقسیم نہ ہوا تھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور عرض کیا میں نے انہیں خیبر کے دن پایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ تسمے نہیں انگارے ہیں اور یہ قیامت کے دن تجھ پر انگارہ بن کر لپٹایا جاتا تا کہ تجھے عذاب ہوتا۔" (صحیح مسلم جلد اوّل کتاب الایمان صفحہ ۲۰۶)

تجھے آگ ہرگز نہ چھوئے گی

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریشی جوانوں کی بیعت کے متعلق درخواست کی گئی اور پھر جب وہ جوان آئے تو ان میں عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیعت سے سرفراز فرمایا اور ماسوائے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دونوں حضرات بیعت کرتے ہوئے جھجکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا۔

"یہ بالکل اپنے باپ جیسا بہادر ہے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد سوم صفحہ ۲۵۲)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پچھنے لگوا رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو مجھے خون دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"یہ خون لے جاؤ اور کسی ایسی جگہ پھینک دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے وہ خون لیا اور جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو میں نے وہ خون گھونٹ گھونٹ کر کے پی لیا۔ جب میں واپس لوٹا تو

آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا۔

''اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے اس خون کا کیا کیا؟''

میں نے عرض کیا۔

''میں نے اسے ایسی جگہ پہنچا دیا ہے جہاں سب کی نگاہوں سے اوجھل رہے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تم نے وہ خون پی لیا؟''

میں نے عرض کیا۔

''جی ہاں!''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تمہیں خون پینے کا حکم کس نے دیا تھا؟''

میں نے عرض کیا۔

''مجھے یہی پسند آیا وہ خون میرے پیٹ میں چلا جائے۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا۔

''تیرے لئے ہلاکت ہے لوگوں سے اور لوگوں کے لئے ہلاکت ہے تجھ سے اور تجھے آگ ہرگز نہ چھوئے گی ماسوائے قسم پوری کرنے کے لئے یعنی اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق ہر شخص کو جہنم کی آگ کے اوپر سے یعنی پل صراط پر سے گزرنا ہوگا۔'' (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل حدیث ۱۱۶۸)

ابلیس سر پر خاک ڈالنے لگا

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا اور آپ ﷺ نے شب عرفہ اپنی امت کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا مانگی اور انتہائی کثرت سے دعا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی جانب وحی بھیجی بے شک میں نے ایسا کر دیا مگر بعض کا

ظلم بعض پر معاف نہیں کیا لیکن ان کے گناہ اور ان کے حقوق جو میرے اور ان کے مابین ہیں ان کو معاف کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! بلاشبہ تو قادر ہے اس بات پر کہ تو ستائے جانے کے بدلہ میں ثواب عطا فرمائے اور ظالم کی بھی مغفرت فرمادے۔"

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس شام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول نہ ہوئی لیکن جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی دعا دوبارہ مانگی اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول فرمالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی قبولیت کے بعد تبسم فرمایا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے وقت میں تبسم فرمایا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالعموم تبسم نہیں فرماتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں نے ابلیس کی حرکت پر تبسم فرمایا اور جب اللہ عزوجل نے میری امت کے حق میں میری دعا قبول فرمائی تو ابلیس ہائے ہلاکت اور ہائے خرابی پکارتا ہوا اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔" (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۱۹۰)

سورج سینے پر آن گرا

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ حی بن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھا اور یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی پرورش انتہائی نازونعم میں ہوئی اور جب آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا کی شادی بنوقریظہ کے نامور شہسوار سلام بن مشکم سے کر دی گئی مگر اس شادی کا انجام جلد ہی طلاق پر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی دوسری شادی حی بن اخطب نے خیبر کے سردار ابورافع کے بھتیجے کنانہ بن الحقیق سے کر دی اور کنانہ بن الحقیق خیبر کے قلعہ قموص کا حاکم تھا اور غزوہ خیبر میں لشکر اسلام سے مقابلے میں مارا گیا۔ خیبر کی فتوحات میں جہاں کئی مرد و عورتیں قیدی بنائے گئے ان میں آپ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی اس معرکہ میں مارا گیا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قبولِ اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا اور آزادی کو آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر قرار دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بھی مالِ غنیمت سے کچھ عطا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم مالِ غنیمت سے اپنے لئے کوئی کنیز لے لو۔"

حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت سے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لیا اور چلے گئے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحیہ (رضی اللہ عنہ) کو صفیہ (رضی اللہ عنہا) دے دیں وہ تو بنونضیر اور بنو قریظہ کے سرداروں کی بیٹی ہیں اور مناسب یہ تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان کو بلاؤ چنانچہ حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم ان کے عوض کوئی دوسری کنیز لے لو۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد فرمایا اور پھر آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور پھر ایک خیمے میں بھیج دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر بعد اس خیمے میں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا استقبال کے لئے کھڑی ہو گئیں اور بستر بچھا دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے صفیہ (رضی اللہ عنہا)! تمہارا باپ ہمیشہ اسلام دشمنی میں آگے آگے رہا اور اس نے ہمیشہ ہمارے ساتھ عداوت رکھی مگر اللہ عزوجل نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل کسی کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہیں دیتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو پھر تمہیں اختیار ہے کہ تم اسلام قبول کر لو یا پھر چاہو تو اپنے قبیلے میں واپس چلی جاؤ اور اگر تم اسلام قبول کرو گی تو میں تمہیں آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے آؤں۔"

حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور حق مہر آپ رضی اللہ عنہا کی آزادی کو قرار دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ شب عروسی ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تلوار لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے حجرۂ مبارکہ کے باہر پہرہ دیتے رہے اور جب صبح کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو برہنہ تلوار لئے پھرتے دیکھا تو دریافت کیا۔

"اے ابوایوب (رضی اللہ عنہ)! کیا وجہ ہے تم یوں پھر رہے ہو؟"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نئی دلہن تھیں اور وہ اس حال میں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں کہ ان کے شوہر، بھائی اور باپ کو قتل کئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور مجھے خدشہ تھا کہ کہیں وہ آپ ﷺ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرائے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر بھی فرمائی۔

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا اس وقت میری نئی نئی شادی ہوئی تھی اور میں نے رات کو خواب میں دیکھا سورج میرے سینے پر آن گرا ہے۔ میں جب بیدار ہوئی تو میں نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا۔ اس نے جواب میں مجھے ایک زوردار تھپڑ مارا اور کہا۔

"تم اس بادشاہ کی خواہش رکھتی ہو جو اس شہر میں آئے ہیں۔"

اور اس کی بات سے مراد حضور نبی کریم ﷺ تھے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا اور میرے شوہر کی گردن اڑا دی گئی۔

ایک روایت میں ہے جب ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبز رنگ کا نشان تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیسا نشان ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ایک روز میں اپنے شوہر کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں آن گرا ہے اور جب میں نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا تو اس نے مجھے ایک زوردار تھپڑ مارا جس کی وجہ سے میری آنکھ میں یہ نشان پڑ گیا اور اس نے مجھ سے کہا۔

"تو مدینہ کے تاجدار کی خواہش رکھتی ہے۔"

اور اس کا اشارہ حضور نبی کریم ﷺ کی جانب تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ فتح خیبر سے مدینہ منورہ واپس لوٹتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے ہمراہ مقام صہبا میں قیام کیا اور یہیں ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ شب زفاف بسر کی اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک سترہ برس تھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنایا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی امید

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے مجھے دیکھا تو پکارا۔

"یہ عدی (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس وقت بغیر کسی اطلاع کے حاضر ہوا تھا اور نہ ہی میرے پاس کوئی امان نامہ تھا۔ جب مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"مجھے امید ہے ایک دن اللہ عزوجل اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی تھی کہ ایک عورت آئی اور اس کی گود میں بچہ تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے کچھ کہا اور آپ ﷺ اس کے ہمراہ چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ واپس لوٹے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک خادمہ نے گدا بچھایا۔ آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا۔

"اے عدی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کس نے دین اسلام کی جانب آنے اور اللہ عزوجل کو وحدہ لاشریک کہنے سے روکا اور کیا اللہ عزوجل کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"ایسا نہیں ہے۔"

پھر ہمارے مابین کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا تم اللہ اکبر کہنے سے بھاگتے ہو اور کیا تمہارے علم کے مطابق کوئی شے اللہ عزوجل سے بڑھ کر ہے؟"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"نہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہود پر اللہ عزوجل کا غضب نازل ہوا اور عیسائی گمراہ ہوئے۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! میں دین حنیف کی پیروی کرنا چاہتا ہوں؟"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے میری بات سنی تو آپ ﷺ کے چہرہ پرنور پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور آپ ﷺ نے میری بات پر تبسم فرمایا اور پھر مجھے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا مہمان بنایا۔ (اسد الغابہ جلد ششم صفحہ ۵۲۵ تا ۵۲۶)

ذوالخلصہ کا بت خانہ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے بت خانہ ذوالخلصہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''وہ بت خانہ ابھی اسی حالت میں موجود ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''کیا تم میرے قلب کو اس خیال سے پاک نہیں کرو گے؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھی یہی خواہش رکھتا ہوں یہ کام میں ہی انجام دوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے جریر (رضی اللہ عنہ)! تو اس بت خانے کو منہدم کر دے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں سے ذوالخلصہ کی مسافت بہت زیادہ ہے اور میرے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں ہے جس سے میں یہ طویل فاصلہ طے کرسکوں؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر دست مبارک رکھا اور میرے حق میں دعا فرمائی اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ایک تند و تیز گھوڑے پر سوار ہوا اور اس رب کائنات کی قسم جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے گمان کیا اس رات میری ران کے نیچے بھیڑ ہے اور میں دن رات گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ میں نے بت خانہ ذوالخلصہ کو آگ لگا دی اور اسے منہدم کر دیا اور ذوالخلصہ کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر ذوالخلصہ کے لوگ مدینہ منورہ آ گئے اور اس بت خانے سے نکلنے

والا ایک بڑا خزانہ اور خوشبویات مدینہ منورہ لے آئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذوالخلصہ کے اس بت خانے کے منہدم ہونے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور خوشی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ (اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۳۹۶)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کے ایک سو پچاس افراد کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک وفد کی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وفد کی آمد سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"فلاں راستے میں تمہیں ایک شخص ملے گا جس کے چہرے پر فرشتہ کی تسبیح کا اثر ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خبر کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور اسلام قبول کیا۔ (اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۳۹۵)

بھاری بھرکم سامان بغیر کسی گرانی کے اٹھا لیتے

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ تادم زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ شرط عائد نہ بھی ہوتی تو میں پھر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دس برس تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا کوئی نام نہیں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام سفینہ (رضی اللہ عنہ) رکھا ہے۔ لوگوں نے اس نام کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت بہت سا سامان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ۔ میں نے اپنی چادر بچھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تمام سامان اس پر رکھ دیا اور فرمایا اسے اٹھا لو۔ میں نے

اسے اٹھالیا اور وہ ایک اونٹ کا سامان تھا اور اس وقت اگر اس سے سات گنا زیادہ بھی ہوتا تو مجھے گراں نہ گزرتا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۵۸)

شیر اپنا پہلو رگڑنے لگا

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کشتی پر سوار تھا اور وہ کشتی ناگہاں ٹوٹ گئی اور میں ایک تختے پر پڑا رہ گیا۔ اس تختے نے مجھے ایک جنگل کے کنارہ پر پھینک دیا اور اس جنگل میں ایک شیر تھا۔ میں نے اس شیر سے کہا۔

"میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام سفینہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔"

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"شیر نے میری بات سنی تو اس نے اپنے سر کو جھکا لیا اور اپنے ایک پہلو کو میرے ساتھ رگڑنے لگا اور پھر اس نے مجھے راستہ بھی دکھایا اور میں اس راستہ پر چلا تو پیچھے سے اس کی نرم آواز بھی سن رہا تھا اور میں سمجھ رہا تھا کہ وہ شیر مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۵۸)

عمدہ پیادہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ گھوڑوں کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرتے اور دوڑتے ہوئے انہیں پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو عمدہ پیادہ کا لقب دیا تھا۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر ذی قردہ کی چراگاہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ چر رہے تھے۔ بنی غطفان کے کچھ لوگ ان اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جو طلوعِ فجر کے وقت وہاں ان نکلے تھے انہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام نے بتایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں کو بنی غطفان والے ہانک کر لے گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو اکیلے ہی ان کے پیچھے دوڑ لگا دی اور انہیں اونٹوں کو ہانکنے والے ایک جگہ مل گئے جو پانی کی تلاش میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تیر اندازی کے ماہر تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر تیر برسانا

شروع کر دیئے اور تاک تاک کر ان کے نشانے لینے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ ان کی جانب تیر برساتے تو بلند آواز سے رجز پڑھتے۔

"میں اکوع کا بیٹا ہوں یہ دن انہیں چھٹی کا دودھ یاد دلانے کا دن ہے۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جانثاری کی وجہ سے بنی غطفان اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اسی بدحواسی میں اپنی چادریں بھی چھوڑ گئے۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ اس جگہ پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے انہیں پانی پینے کی بھی مہلت نہ دی اور اگر ان کا پیچھا کیا جائے تو انہیں پکڑا جا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سو آدمیوں کو میرے ہمراہ روانہ کریں میں ان کا نام ونشان باقی نہ رہنے دوں گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت وشرف بخشا میں ایسا ہی کروں گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو ایک مرتبہ پھر تبسم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ! انہیں چھوڑ دو، قابو پالینے کے بعد درگزر کیا کرو۔"

راوی کہتے ہیں اس دوران اطلاع ملی بنی غطفان کے جو لوگ اونٹ چرانے آئے تھے وہ فلاں شخص کے ہاں مہمان بنے ہیں اور اس نے ان کی مہمان نوازی کے لئے اونٹ ذبح کیا ہے اور جب انہوں نے گردوغبار اڑتا دیکھا تو وہ سمجھے شاید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پکڑنے آرہے ہیں تو وہ ذبح شدہ اونٹ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بنی غطفان کے فرار ہونے کا قصہ سنا تو بے اختیار تبسم فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۱)

تم ایک دن اس سے ناحق لڑو گے

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے موقع پر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"اے ابوعبداللہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب حضور نبی کریم ﷺ نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم علی (رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتے ہو؟ تم نے کہا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں علی (رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتا ہوں۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے تم سے فرمایا تھا اے ابوعبداللہ (رضی اللہ عنہ)! تم ایک دن اس سے ناحق لڑو گے۔"

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ یہ بات مجھے مدینہ منورہ میں یاد کروا دیتے تو میں ہرگز جنگ کے لئے نہ نکلتا۔"

پھر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے جنگ سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی جنگ سے علیحدہ ہونے کا حکم دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تنہا بصرہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک بدبخت عمرو بن جرموز آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے وجہ دریافت کی تو وہ کہنے لگا۔

"مجھے ایک شرعی مسئلہ کے متعلق دریافت کرنا ہے؟"

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نماز کی ادائیگی کے بعد تمہیں جواب دوں گا۔"

پھر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوئے تو اس بدبخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا سر، گھوڑا، تلوار اور زرہ لے کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔

جب اس نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس بدبخت کو دوزخ کی بشارت کے ساتھ اندر آنے کی اجازت دو۔''

عمرو بن جرموز جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تلوار دیکھ کر فرمایا۔

''اے بدبخت! یہ وہ تلوار ہے جو ایک عرصہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتی رہی۔''

عمرو بن جرموز نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو وہی تلوار اپنے پیٹ میں مار کر خودکشی کر لی۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۴۰۰، تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۱۵۹)

ایک نبی، ایک صدیق اور شہید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حرا پر موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس دوران حرا کا ایک پتھر ہلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''رک جا اور تیرے اوپر کوئی اور نہیں ایک نبی، ایک صدیق اور شہید ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل باب من فضائل طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم صفحہ ۱۱۰)

جنت میں بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نمازِ فجر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

''بلال (رضی اللہ عنہ)! تم نے دینِ اسلام قبول کرنے کے بعد کون سا عمل ایسا کیا ہے جس کے متعلق تمہیں یقین ہو کہ یہ عمل میرا ضرور قبول ہوگا کیونکہ میں نے جنت میں

تمہارے قدموں کی آہٹ سنی ہے؟"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے کسی اور عمل کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ دن ہو یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تیرا یہ عمل ہی تجھے یہ مرتبہ دلانے والا ہے۔" (معجم الکبیر جلد اول حدیث ۱۲۰)

سردی کی شدت میں کمی واقع ہوگئی

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن شدید سردی میں میں نے اذان دی اور حضور نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے مگر اس وقت کوئی اور نمازی مسجد میں موجود نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"بلال (رضی اللہ عنہ)! لوگ کہاں ہیں؟"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! شدید سردی کی وجہ سے لوگ گھروں سے نہیں نکلے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

"اے اللہ! تو سردی کو ان سے دور کر دے۔"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق مسجد میں آنے لگے۔ (اسد الغابہ جلد دوئم صفحہ ۳۰۹)

عمار (رضی اللہ عنہ) نے شیطان کو تین مرتبہ پچھاڑا

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پانی بھرنے کے لئے بھیجا۔ شیطان ایک کالے حبشی غلام کی صورت میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پانی بھرنے سے روکا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ سے لڑنے پر آمادہ

ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا اور پھر وہ آپ رضی اللہ عنہ سے معافی مانگنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ سے لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پانی بھرنے سے روکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر اسے پچھاڑ دیا اور اس نے ایک مرتبہ پھر معافی مانگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ جب دوبارہ پانی بھرنے لگے تو وہ ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے مقابل آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے تیسری مرتبہ بھی زیر کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"آج عمار (رضی اللہ عنہ) نے شیطان کو تین مرتبہ پچھاڑ دیا اور وہ ایک کالے حبشی غلام کی شکل میں ان سے لڑ رہا ہے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جب پانی لے کر آئے تو میں نے ان سے کہا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے بارے میں یوں فرمایا ہے کہ تم نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا ہے۔"

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! مجھے اس کا علم نہیں تھا وہ شیطان ہے وگرنہ میں اسے جان سے مار دیتا ہاں! البتہ یہ ضرور ہے جب میں نے تیسری مرتبہ اسے زیر کیا تو میں نے چاہا اپنے دانتوں سے اس کی ناک کاٹ دوں پھر جب میں نے اپنے دانت اس کی ناک میں گاڑتے چاہے تو مجھے انتہائی سخت قسم کی بدبو اس سے آئی اور میں اس سے پیچھے ہٹ گیا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲)

اے اللہ! خباب (رضی اللہ عنہ) کی مدد کر

ابو صالح سے مروی ہے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ پیشہ کے اعتبار سے لوہار تھے ان کی مالکہ کو جب خبر ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو وہ گرم لوہا آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھنے لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

"اے اللہ! خباب (رضی اللہ عنہ) کی مدد کر۔"

ابو صالح کہتے ہیں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی مشرکہ مالکہ کے سر میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی اور وہ کتوں کی مثل بھونکتی تھی۔ اطباء نے اس کا علاج یہ بتایا کہ تو اپنے سر کو داغے چنانچہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ اس کا سر داغتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۶۷)

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی کمر دیکھی تو حیرانگی سے فرمایا۔

"میں نے آج تک ایسی کمر کسی کی نہیں دیکھی۔"

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"مجھے ہفتوں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا وہ آگ میری چربی سے ٹھنڈی ہوتی تھی۔" (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۳۳)

بیٹے کی بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اس سے بہت پیار تھا اور پھر اللہ عزوجل نے اس بچے کی روح قبض کر لی۔ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ گھر آئے اور وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کے بیٹے کا وصال ہو چکا ہے چنانچہ انہوں نے گھر آتے ہی اپنے بیٹے کے متعلق دریافت کیا۔ والدہ نے عرض کیا۔

"وہ پہلے سے بہتر ہے۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے کھانے کا اہتمام کیا اور انہوں نے وہ کھانا تناول کیا۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بناؤ سنگھار کر کے ان کے پاس آئیں اور انہوں نے صحبت بھی کی۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق کیا کہیں گے کہ اگر کوئی چیز کسی سے مانگی جائے اور وہ عطا کرے اور پھر وہ چیز واپس مانگ لے تو کیا ہم اس چیز کو اپنے لئے روک

سکتے ہیں؟“

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”نہیں ہم اسے اپنے لئے نہیں روک سکتے۔“

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا۔

”تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اس دنیا سے چلا گیا ہے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے دیا تھا اور اب اللہ عزوجل نے ہی اسے واپس لے لیا ہے۔“

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

”اس وقت وہ کہاں ہے؟“

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا۔

”وہ اندر کوٹھری میں ہے۔“

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے غصہ میں کہا۔

”تم نے مجھے اس کی خبر نہ دی اور تم نے مجھے آلودہ کیا۔“

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اللہ عزوجل تمہیں برکت دے اور تم نے اپنی بیوی سے جو صحبت کی اس سے وہ حاملہ ہوگئی ہے۔“

راوی کہتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے رحم میں ایک اور لڑکے کا حمل شروع کر دیا اور پھر ان کے ہاں وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اے انس رضی اللہ عنہ! اپنی والدہ سے جا کر کہو کہ جب تم اپنے بیٹے کی ناف کاٹ لو تو اسے کچھ چکھانے سے پہلے میرے پاس بھیج دو۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہ بچہ میرے بازوؤں پر رکھ دیا اور میں نے لا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس بچے کو رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”میرے پاس تین عجوہ کھجوریں لاؤ۔“

چنانچہ میں تین عجوہ کھجوریں لایا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی گٹھلیاں نکال کر پھینک دیں اور پھر انہیں اپنے منہ میں ڈال کر چبایا اور پھر اس بچے کا منہ کھول کر اس میں ڈال دیں بچہ انہیں زبان سے چوسنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ انصاری ہے اس لئے اسے کھجور پسند ہے۔"

پھر فرمایا۔

"جا کر اپنی والدہ سے کہو اللہ عزوجل تمہارے لئے اس بیٹے میں برکت عطا فرمائے اور اسے نیک اور متقی بنائے۔"

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچے کا نام "عبداللہ" رکھا۔

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل باب فضائل ام سلیم رضی اللہ عنہا صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶)

وہ معجزات جو عمرۃ القضاء میں رونما ہوئے

صلح حدیبیہ کی شرائط میں یہ شرط بھی تھی کہ مسلمان اس مرتبہ واپس چلے جائیں اور آئندہ سال عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئیں اور تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں قیام نہ کریں چنانچہ آپ ﷺ ذیقعدہ ۷ ھ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور جانے سے قبل یہ اعلان کروایا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے وہ لوگ عمرہ کے لئے آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوں چنانچہ ماسوائے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو صلح حدیبیہ کے بعد مختلف غزوات میں شہید ہو چکے تھے یا وصال پا چکے تھے ان کے سوا سب نے عمرۃ القضاء کی سعادت حاصل کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو چونکہ مشرکین مکہ پر بھروسہ نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ نے عمرہ کے وقت روانگی سے قبل جنگی تیاریاں بھی کیں اور حضرت ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر حاکم مقرر کیا اور دو ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے۔ آپ ﷺ جب مدینہ منورہ سے نکلے تو قربانی کے اونٹ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع مشرکین مکہ کو ہوئی تو وہ جنگی تیاریوں کے ساتھ آمد کا سن کر پریشان ہو گئے تھے انہوں نے اپنے ایک وفد کو تحقیق کے لئے بھیجا اور مرالظہران میں حضرت محمد بن

مسلمہ رضی اللہ عنہ جو کہ گھڑسواروں کے سربراہ تھے ان سے اس وفد کی ملاقات ہوئی اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یقین دلایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وعدہ کے مطابق بغیر ہتھیار کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جس پر مشرکین مکہ کے وفد کو اطمینان ہوگیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر مقام یاجح میں پہنچے اور تمام ہتھیاروں کو اس جگہ چھوڑا اور حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہاں رکنے کا حکم دیا اور ماسوائے ایک تلوار کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ رکھا اور پھر لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کی مہار شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے تھام رکھی تھی اور جوش میں ذیل کی رجز با آوازِ بلند پڑھ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله

الیوم نصر بکم علیٰ تنزیله

ضربا یزیل الهام عن مقبله

و یذهل الخلیل عن خلیله

"اے کفار کے بیٹو! سامنے سے ہٹ جاؤ آج جو تم نے اترنے سے روکا تو ہم تلوار چلائیں گے۔ ہم تلوار کا ایسا وار کریں گے جو سر کو اس کی خوابگاہ سے الگ کر دے گی اور دوست کی یاد اس کے دوست کے دل سے بھلا دے گی۔"

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا اور کہا تم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے اور حرم پاک میں اشعار پڑھتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم اسے چھوڑ دو اور یہ اشعار کفار کے حق میں تیروں سے بڑھ کر ہیں۔" (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم پاک میں داخل ہوئے تو مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگ حسد کے مارے جل گئے اور وہ شہر سے نکل کر پہاڑوں پر چلے گئے اور کچھ لوگ دارالندوہ کے پاس آ بیٹھے

پھاڑے مسلمانوں کو والہانہ طوافِ کعبہ کرتے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مسجد الحرام میں پہنچ کر اضطباع کیا یعنی چادر کو ایسے اوڑھا کہ داہنا شانہ اور بازو کھل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ان کفار کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کرے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر اور خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا اور اسے عربی زبان میں "رمل" کہتے ہیں اور یہ سنت آج بھی باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی اور ہر طواف کرنے والا پہلے تین پھیروں میں رمل کرتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسک حدیث ۱۵۰۸)

بارہ مجاہدین کا جامِ شہادت نوش فرمانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوئی اور پھر میں نے وہاں کچھ آوازیں سنیں اور جب میں نے اس جانب دیکھا تو مجھے فلاں فلاں شخص دکھائی دیا جنہیں اس وقت وہاں لایا گیا تھا اور وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنہیں آپ ﷺ نے کچھ دن قبل ہی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بھیجا تھا۔ اور ان کے جسموں پر شکستہ اور پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا اور پھر حکم ہوا کہ ان کو نہر بیدخ لے جاؤ اور انہیں وہاں غسل دو۔ جب انہیں غسل دیا گیا تو وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہے تھے اور پھر انہیں طلائی تخت پر بٹھایا گیا اور طلائی طشتوں میں ان کے لئے پھل لائے گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ میوے کھائے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر انہی دنوں ایک پیامبر آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت کی خبر دی اور سریہ میں کامیابی کی اطلاع دی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۸۴)

جنگ موتہ کے موقع پر رونما ہونے والے معجزات

موتہ ملک شام کا ایک علاقہ ہے اور یہاں ۸ ھ میں کفار اور مسلمانوں کے مابین ایک عظیم الشان معرکہ ہوا جس میں کفار کا لشکر ایک لاکھ نفوس پر مشتمل تھا جبکہ لشکر اسلام کے مجاہدین کی تعداد محض تین ہزار تھی اور اس خونریز معرکہ میں فتح لشکر اسلام کا مقدر بنی جن کے سنہرے کارنامے تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ اس معرکہ میں کئی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے۔ جنگ موتہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شاہِ روم ہرقل کو جو مکتوب بھیجا تھا وہ حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعے بھیجا تھا اور حضرت حارث بن عمیر کو بلقاء کے بادشاہ شرجیل بن عمرو غسانی نے جو شاہِ روم ہرقل کو جزیہ ادا کرتا تھا اور اس کے ماتحت تھا اس نے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر تیار کیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سالار بنایا اور لشکر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوں تو ان کی جگہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہوں گے اور جب وہ شہید ہوں تو سالار عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر ان کے بعد لشکر کو اختیار ہو تاکہ وہ جسے چاہے اپنا سالار بنائے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۶)

حضور نبی کریم ﷺ جنگ موتہ کے لشکر کو روانہ کرنے کے لئے خود بھی لشکر کے ساتھ مقام ثنیۃ الوداع تک گئے اور سالارِ لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم ہمارے قاصد حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مقتل تک جاؤ جہاں اس جانثار نے اپنے فرض کی ادائیگی میں جان قربان کی اور وہاں سب سے پہلے کفار کو دعوت توحید دو اور اگر وہ دعوت قبول کریں تو وہ تمہارے اسلامی بھائی ہیں اور اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو اللہ عزوجل سے مدد طلب کرو اور ان سے جہاد کرو۔"

پھر جب لشکر روانہ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو باآواز بلند پکارا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ عزوجل تمہیں بخیریت واپس لائے۔"

روایات میں آتا ہے جب جنگ موتہ کے لئے لشکر روانہ ہونے لگا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بوقت رخصت رونے لگے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں دنیا کی محبت میں نہیں روتا بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیت قرآنی تلاوت کرتے دیکھا تھا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ سے ہو کر نہ گزرے پس میں نہیں جانتا پل صراط پر چڑھنے کے بعد میں اس کے پار اترنے والا بھی ہوں یا نہیں؟"

لوگوں نے کہا۔

"اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور وہی آپ رضی اللہ عنہ کو پل صراط کے پار بخیریت لائے گا۔" (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۴۷)

ایک یہودی کی گواہی:

واقدی نے ربیعہ بن عثمان سے اور ربیعہ بن عثمان نے عمر بن الحکم سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں میرے والد نے مجھے بتایا کہ نعمان بن زنطی نام کا یہودی آیا اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا امیر مقرر کیا اور فرمایا۔

"اگر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر لشکر اسلام جسے چاہے اپنا امیر بنا لے۔"

نعمان بن زنطی نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو کہا۔

"اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں تو جن لوگوں کے نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لئے ہیں وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو

ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کئے تو مقرر کردہ امیر ضرور شہید ہو گئے۔"

راوی کہتے ہیں پھر نعمان نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نبوت درست ہے تو پھر تم زندہ واپس نہ لوٹو گے۔"

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو فرمایا۔

"میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔"

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۳۸۵)

میں جنگ کا نتیجہ نکلے بغیر نہیں جاؤں گا:

حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملک شام بھیجا اور واپسی پر میرا گذر اپنے ساتھیوں کے پاس سے ہوا جو جنگ موتہ میں شریک تھے۔ میں نے خود سے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! میں جنگ کا نتیجہ نکلے بغیر نہیں جاؤں گا۔"

حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ موتہ میں لشکر اسلام کے سالارِ اعلیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور پھر لشکر اسلام کی قیادت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر لشکر اسلام کی قیادت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالی اور وہ بھی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ لشکر اسلام کے تین سالار شہید ہو چکے تھے اور لشکر اسلام کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔ اس دوران ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا تھام لیا اور انہوں نے تمام لشکر کو یکجا کیا اور اور پھر انہوں نے تمام لشکر کے سامنے تقریر کی اور لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور انہیں سالارِ اعلیٰ مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ رضی اللہ عنہ اس کے حقدار ہیں۔"

حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی قیادت سنبھالی اور لشکر اسلام میں ایک نئی روح پھونک دی۔ لشکر اسلام نے دشمنوں پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے اور پھر دشمن کو ایسی شکست ہوئی کہ ایسی شکست میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو لشکر اسلام کی فتح اور شہداء کے متعلق خبر دی۔ آپ ﷺ پر شہداء کی خبر گراں گزری اور آپ ﷺ نمازِ ظہر کے بعد گھر چلے گئے جبکہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ نمازِ ظہر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور پھر حاضرین کی جانب متوجہ ہوتے اور ان کے مسائل سنتے اور ان کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے خلافِ معمول نمازِ عصر، نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء کے وقت بھی یہی کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے اس معمول پر حیران تھے۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر نمازِ فجر کا وقت ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ تبسم فرما رہے تھے۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ ہماری جانیں آپ ﷺ پر قربان ہوں ہمارے دکھ کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا جو ہمیں آپ ﷺ کی حالت دیکھ کر ہوا۔"

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم نے میری جو کیفیت دیکھی وہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی وجہ سے تھی اور پھر میں نے انہیں جنت میں بھائیوں کی مانند ایک دوسرے کے سامنے تخت پر براجمان دیکھا اور ان میں سے بعض کے مابین اس قدر اعراض تھا کہ گویا انہیں تلوار ناپسند ہے اور میں نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا وہ فرشتے کی شکل میں تھے اور ان کے دو پر تھے اور ان کے دونوں پر اور پاؤں خون آلود تھے۔"

(اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

حق تعالیٰ نے بے سروسامانی میں مدد فرمائی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جنگ موتہ میں موجود تھا اور میں جب مخالفین اسلام کے پاس ساز و سامان اور اسلحہ کی کثرت دیکھی اور ان کی لباس دیکھے تو میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور

میری یہ حالت دیکھ کر حضرت ثابت بن احزم انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا۔

"اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! تمہیں کیا ہوگیا کہ تم مخالفین اسلام کی شان و شوکت دیکھ کر مبہوت ہو گئے ہو؟"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا۔

"واقعی میں ان کے پاس موجود سامان دیکھ متاثر ہوا ہوں۔"

حضرت ثابت بن احزم انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! تم غزوۂ بدر میں موجود نہ تھے اور اگر تم موجود ہوتے تو دیکھتے کہ حق تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کیسے مسلمانوں کی مدد فرمائی تھی اور انشاء اللہ اب بھی اللہ عزوجل ہماری مدد فرمائے گا۔"

نگاہِ نبوت کا اعجاز:

صحیح بخاری کی روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ نبوت کا اعجاز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور جنگ موتہ کو دیکھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے سے اللہ عزوجل نے تمام حجابات ہٹا دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"زید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اور وہ شہید ہو گئے اور پھر جعفر (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے اور پھر عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔"

حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور پھر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ پر فتح دے دی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۹۹)

سیف اللہ:

مفسرین کرام لکھتے ہیں جنگ موتہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ کی تلوار کہا اور اس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ''سیف اللہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

''جس دن جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا میں ان کی لاش پر کھڑا ہوا اور میں نے ان کے زخم گنے اور ان پر پچاس زخم بھالوں اور تلوار کے دیکھے اور کوئی بھی زخم ان کی پشت پر نہ تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بدن پر نوے زخم تھے۔'' (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۹۸)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جنت میں پرواز کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے یاد ہے جب حضور نبی کریم ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے کہ میرے والد صاحب کی شہادت کی خبر سنائیں تو فرمایا۔

''اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! کیا میں تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ عزوجل نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو بازو عطا فرمائے ہیں اور وہ اب جنتوں میں پرواز کرتے ہیں۔''

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۸۸)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس تھیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بچوں کو نہلایا اور انہیں تیل لگایا اور پھر آٹا گوندھا تاکہ بچوں کے لئے روٹیاں پکاؤں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جعفر (رضی اللہ عنہ) کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس فرماتی ہیں میں نے بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں چوما اور انہیں سونگھا اور اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا۔

''جعفر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ہاں! وہ آج شہید کر دیئے گئے۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس فرماتی ہیں میں نے یہ سنا تو بے اختیار چیخ ماری کہ میرا گھر عورتوں سے بھر گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا۔

''جعفر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔''

(زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۲۷۷)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت دونوں بازو کٹ گئے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دونوں بازوؤں کے بدلہ میں دو پر عطا کئے ہیں کہ وہ اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔''

(زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۲۷۴)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ملتے تو ان سے کہتے۔

''اے دو پنکھ والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۰۱)

روایات میں آتا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب جنگ موتہ کی فتح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار ان کے استقبال کے لئے پہنچے اور مدینہ منورہ کے چھوٹے بچے بھی دوڑتے ہوئے آئے اور وہ مجاہدین سے ہاتھ ملاتے تھے اور اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جنگ موتہ کے شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اشعار پڑھے جنہیں سن کر سامعین رونے لگے۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۲۷۷)

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میری ملاقات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا۔

"جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ پر نو تلواریں ٹوٹیں اور ایک یمنی تیغہ میرے ہاتھ میں رہ گیا یعنی وہ نہیں ٹوٹا۔" (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۰۳)

فتح مکہ اور معجزاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور

۸ ھ میں مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کو شدید نقصان پہنچایا اور انہوں نے معاہدہ حدیبیہ کی سخت خلاف ورزی کی تھی چنانچہ رمضان المبارک ۸ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی سے قبل مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں

۱۔ مشرکین مکہ بنو خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کریں۔

۲۔ مشرکین مکہ بنو بکر کی ہر قسم کی سیاسی وسماجی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر معززین مکہ کو پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو وہ یہ اعلان کریں معاہدہ حدیبیہ ختم ہو چکا ہے۔

مشرکین مکہ نے اس وقت غرور میں یہ کہہ دیا ہم معاہدہ حدیبیہ ختم کرتے ہیں مگر بعد میں وہ پچھتائے کہ وہ سنگین غلطی کر چکے ہیں۔ حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے معززین مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ مسلمان طاقت میں ہم سے بڑھ کر ہیں اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر معززین مکہ نے حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی باتوں کو نظر انداز کر دیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے صلح کی کوششیں اور امن معاہدہ کو برقرار رکھنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا۔

"یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رازدان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ جاری رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم ﷺ دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۳۷ تا ۳۴۰)

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط:

روایات کے مطابق جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکرِ اسلام کو خفیہ تیاریوں کا حکم دیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ لشکرِ اسلام مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط ایک عورت کو دیا جو اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اس بات کی اطلاع دی گئی اور آپ ﷺ نے حیدرِ کرار

حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور انہیں اس عورت کا حلیہ بتاتے ہوئے فرمایا۔

"فلاں جگہ فلاں حلیہ کی عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط لے کر آجاؤ۔"

جب یہ تمام حضرات اس عورت کے پاس پہنچے تو اس عورت سے خط کے بارے میں دریافت کیا۔ اس عورت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صادق ہیں اور وہ جھوٹ نہیں بولتے۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور اس عورت کو قتل کرنے کی دھمکی دی جس پر اس عورت نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ خط لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جان گئے یہ خط حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یہ خط مشرکین مکہ کو بھیجنے کا مطلب یہ نہیں کہ میں منافق ہوگیا ہوں یا مرتد ہوگیا ہوں بلکہ میں آج بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صدقِ دل سے ایمان رکھتا ہوں اور میں نے یہ خط صرف اس لئے مشرکین مکہ کی جانب بھیجا تاکہ قریش پر میرا حق ثابت ہو اور وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت میں کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے اس سچ پر انہیں معاف فرمادیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس موقع پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے حکم دیں اس گستاخی پر میں حاطب (رضی اللہ عنہ) کا سر قلم کر دوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"تم جانتے ہو کہ یہ بدر کے وقت موجود تھے اور اللہ عزوجل نے اہل بدر کے متعلق

فرمایا تم جیسے اعمال چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۵۹)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خواب:

بیہقی کی روایت میں ہے جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خواب کا ذکر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور آپ ﷺ دونوں مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ گئے ہیں اور پھر ایک کتیا آئی اور ہم پر بھونکنے لگی پھر جب ہم اس کے نزدیک ہوئے تو وہ زمین پر لیٹ گئی اور میری نگاہ اس کے تھنوں پر پڑی تو اس سے دودھ جاری تھا۔ آپ ﷺ نے یہ خواب سن کر فرمایا۔

"اس کتیا سے مراد مشرکین مکہ ہیں جو اول ہم پر رعب ڈالتے رہے اور ہمارے کاموں پر مزاحمت کرتے رہے اور جب ہم بغیر کسی تردد اور مرعوبیت کے اپنی منزل کی جانب بڑھے تو وہ خود ہم سے متاثر ہو گئے۔" (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹۰)

ذی الجوش کلابی کی جہالت:

ابن سعد کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ذی الجوش کلابی آیا اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

"تو کس وجہ سے اسلام قبول نہیں کرتا؟"

وہ بولا۔

"میں نے آپ ﷺ کی قوم کا ردعمل دیکھا ہے اور انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور آپ ﷺ کو شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور آپ ﷺ کے قتل کے درپے رہے لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں کیوں کمزور، جلاوطن اور مظلوم لوگوں کو قابل توجہ سمجھوں اور دوسرے لوگوں کو غالب اور برتر حالت میں دیکھنے کے باوجود کمزوروں کی جمعیت میں شامل ہوں اور میرا یہ فیصلہ موجودہ صورتحال کے عین

مطابق ہے اور میں اس پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ذی الجوشن کی بات سنی تو فرمایا۔

"اے ذی الجوشن! اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو اپنی نگاہوں سے حق کا غلبہ دیکھے گا۔"

ذی الجوشن کلابی کہتا ہے میں مقام ضربیہ پر تھا اور میرے سامنے مکہ مکرمہ سے آتا ہوا ایک سوار آیا اور میں نے اس سے وہاں کے حالات دریافت کئے۔ اس نے مجھے بتایا کہ محمد ﷺ نے اہل مکہ کو مغلوب کر لیا ہے۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوتِ توحید کو رد کر کے اپنی جہالت کا بڑا ثبوت دیا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹۰)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

لشکر اسلام جب مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے لشکر میں شامل ہوئے۔

روایات میں آتا ہے لشکر اسلام حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں مکہ مکرمہ کے گرد مرالظہران میں خیمہ زن ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اسلام قبول کیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو جب لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے آیا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا سر قلم کرنے کے لئے بڑھے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! انہیں میں نے پناہ دی ہے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے قتل پر اصرار کیا تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) بنی عدہ بن کعب سے ہوتے تو تم ان کو کچھ نہ

کہتے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

"عباس (رضی اللہ عنہ)! ایسا مت کہو اللہ عزوجل کی قسم! مجھے جتنی خوشی تمہارے اسلام لانے کی ہے اتنی اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے کی بھی نہ ہوتی۔"

پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۴)

اہلِ مکہ کے لئے امان:

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا۔ جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا۔

"ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔"

مشرکین مکہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

"جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۳، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۶۲ تا ۲۷۰)

دین اسلام کی اس عظیم الشان فتح کے بعد مشرکین مکہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک سے بیعت لیتے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو عورتوں کی بیعت پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو مامور فرما دیا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۵)

فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس موجود تھے اور قریش کے بیشتر سردار وہاں صف بستہ کھڑے تھے اور ان پر خوف کی کیفیت طاری تھی نجانے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟"

اہل مکہ نے یک زبان ہو کر کہا۔

"ہم گمان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریم کے بھائی، کریم کے بیٹے ہیں اور ہم پر قدرت رکھتے ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اہل مکہ کی اس گفتگو میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کی جانب اشارہ تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے بھائیوں کی خطا معاف فرما دی تھی چنانچہ وہ بھی معافی کے طلبگار تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جاؤ تمہیں آزاد کیا گیا۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دورِ جاہلیت کے تمام قوانین کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا اور تمام فرسودہ رسوم و رواج کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اعلان کیا اور فرمایا۔

"تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے تھے اور کسی انسان کو دوسرے انسان پر بزرگی حاصل نہیں ماسوائے تقویٰ کے۔"

جبرائیل علیہ السلام نے مشرکین کی باتوں کی خبر دی:

خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھیں اور ظہر کی اذان دیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی تو مشرکین میں سے اسید بن خالد، ہشام، حکم بن عاصم اور ابوجہل کے بھائی ح※رث نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اس وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے کہا۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا اور مجھے علم ہے کہ مکہ مکرمہ کے پتھر بھی حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دے دیں گے۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام باتوں کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس گروہ کو طلب کیا اور انہوں نے جو باتیں کی تھیں وہ ان سے بیان کیں اور ہر ایک کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"اے فلاں! تو نے ایسا کہا۔"

جس پر وہ شرمندہ ہوا اور اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو وہ فوراً بول پڑے۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بے ساختگی پر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کی تصدیق کی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا سر عرش کو چھونے لگا:

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو سب سے بلند جگہ نصب تھا اسے توڑنے کے لئے آپ ﷺ نے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میرے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دو۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم بارِ نبوت اٹھا لو گے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر خاموش ہو گئے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔

ایک روایت کے مطابق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھے تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہو سکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴۸ تا ۳۴۹)

اشارہ کرتے اور بت اوندھے گر جاتے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس وقت خانہ کعبہ کے قرب و جوار میں تین سو ساٹھ بت موجود تھے جن کے پاؤں اچھی طرح زمین میں نصب تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی اور آپ ﷺ اس چھڑی سے بتوں کی جانب اشارہ کرتے اور فرماتے۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جیسے ہی حضور نبی کریم ﷺ کی چھڑی اس بت کو لگتی وہ پاش پاش ہو جاتا تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۳، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹۲)

ہندہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا:

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور فتح مکہ سے قبل حالت کفر پر قائم تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد میں اپنے غلام حبشی کے ذریعہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا اور پھر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ فتح مکہ کے روز اہل مکہ کے بے شمار مرد و عورتیں، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سب کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کے پچھلے تمام افعالِ بد پر انہیں معاف فرما دیا۔

فتح مکہ کے موقع پر جب خواتین، حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کے لئے آئیں تو ان میں حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو بھیس بدل کر آئی تھیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ انہیں شناخت نہ کریں اور پھر شناخت کے بعد اپنے ہر دلعزیز چچا کی شہادت کا بدلہ لیتے ہوئے اسے قتل کرنے کا حکم جاری نہ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں سے کہا کہ میں گفتگو میں حصہ نہ لوں گی مبادا کہیں میری آواز پہچان نہ لی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"وہ عورتوں کو مخاطب ہوں اور کہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تم سے اس پر بیعت لیتے

ہیں کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔"

ان عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

"جب مردوں کو شرک کی ممانعت ہے تو پھر ہم عورتوں کو شرک کی ممانعت کیوں نہ ہو گی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے ان عورتوں کو دیکھا مگر کچھ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے عمر رضی اللہ عنہ! ان سے کہو کہ یہ چوری نہیں کریں گی؟"

اس پر حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بول پڑیں۔

"میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی معمولی چیزیں کبھی کبھار چرا لیتی تھی کیا یہ بھی چوری میں شمار ہوتی ہیں؟"

اس محفل میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے کہا۔

"تو نے میرے گھر میں جو بھی چرایا اور وہ خرچ ہو گیا یا باقی ہے میں وہ تیرے لئے حلال کرتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پہچان لیا کہ بات کرنے والی ہندہ (رضی اللہ عنہا) ہیں اور اسی نے میرے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا مگر آپ ﷺ نے ہندہ کی بات سن کر تبسم فرمایا اور پھر انہیں اپنے پاس بلایا اور انہیں معاف کر دیا۔ (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الاقضیہ صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۵)

خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر بلندی کی جانب سے اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے تشریف فرما تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد الحرام میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"خانہ کعبہ کا دروازہ کھولو۔"

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے اور پھر باہر نکلے تو دیگر لوگ بھی خانہ کعبہ کے اندر جانے کے لئے آگے بڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو سب سے پہلے خانہ کعبہ کے اندر گئے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے دروازہ کے پیچھے کھڑا دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ انہوں نے مجھے وہ جگہ بتا دی چنانچہ میں نے بھی اس جگہ نماز پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعت نماز پڑھی تھی؟ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۲۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اچانک ایک ہاتھ اور کپڑا نمودار ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہاتھ اور کپڑا کیسا ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"جی ہاں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تھے اور مجھے سلام کہہ رہے تھے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۵)

غدیر خم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ

کے بعد جب مدینہ منورہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو راستہ میں غدیر خم کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور فرمایا۔

"تمہارا ولی کون ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"ہمارے ولی اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جس کا ولی اللہ اور اس کا رسول ہو اس کا ولی علی (رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔"

(کنزالعمال جلد یازدہم حدیث ۳۲۹۴۸)

غزوۂ حنین میں رونما ہونے والے معجزات

مؤرخین لکھتے ہیں مکہ مکرمہ کے نواح میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف دو قبائل آباد تھے اور یہ دونوں قبائل جنگجو تھے۔ یہ دونوں قبائل بھی اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے اور اہل مکہ سے بھی شدید نفرت کرتے تھے۔ عام الفیل کے واقعہ میں جب ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور خانہ کعبہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تو بنو ثقیف کے ایک شخص نے ابرہہ کے لشکر کی رہنمائی کی تھی۔

فتح مکہ سے بیشتر یہ دونوں قبائل مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع عرب بدوؤں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر رہے تھے۔ پھر بنو ہوازن اور بنو ثقیف کو خبر ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ مکرمہ بغیر کسی جنگ کے فتح ہو گیا ہے تو انہوں نے اس خیال سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اگر وہ اس موقع پر مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دیں تو پھر ملک عرب پر ان کا قبضہ ہو گا اور مکہ مکرمہ کی وادیاں ان کے زیر اثر ہوں گی اور وہ طائف کے باغات کے مالک ہوں گے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے چار ہزار افراد کا لشکر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ لشکر اسلام کی

تعداد بارہ ہزار تھی اور مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں بیشتر مجاہدین نومسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا مگر مال غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو دیکھ کر نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے۔

"آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا؟"

اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہ تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔"

شیبہ (رضی اللہ عنہ) قریب آؤ:

شیبہ (رضی اللہ عنہ) بن عثمان کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آ گئی۔ ان دونوں کو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہم نے قتل کیا تھا اور میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا پس میں نے ارادہ کر لیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لوں گا۔ میں حنین کے میدانِ جنگ میں پہنچا۔ میری نگاہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر لیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دائیں جانب حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور مدافعت کریں گے۔ جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ میں نے سوچا یہ چچازاد بھائی ہیں ان کو بھی سچی اور پوری ہمدردی ہو گی۔ پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ

پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آگیا کہ وہاں سے تلوار کا وار بآسانی کر سکتا تھا کہ معاً ایک آگ کا شعلہ بالکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ عین اسی وقت آپ ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا۔

''شیبہ (رضی اللہ عنہ)! قریب آؤ۔''

میں آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا جس سے تمام کدورت اور خصومت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ ﷺ کی شخصیت میرے واسطے دنیا کی ہر شئے سے زیادہ محبوب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''شیبہ (رضی اللہ عنہ)! مشرکین سے جہاد کرو۔''

اس کے بعد حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو۔''

حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

''آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس جذبہ اخلاص، محبت اور ایثار کو بیان کرنے کے لیے میں کون سا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شئے سے اس کو تشبیہہ دوں؟''

پھر شیبہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

''ایک ناقہ کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سردار ﷺ سے تھی۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۵)

بنو ہوازن تیر اندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکر اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہوگئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان

جانثاروں میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کا مقدر ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کوئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا۔

"تم کہاں بھاگتے ہو میری جانب بڑھو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی میدانِ جنگ سے بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان کے افراد کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان کے افراد میں سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"عباس (رضی اللہ عنہ)! تم انصار کو پکارو اور بیعت رضوان والوں کو پکارو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق پکارا اور جو لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ رہے تھے وہ واپس پلٹنے لگے اور لبیک لبیک کہنے لگے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۱۵ تا ۳۲۱، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۳)

ایک مشت خاک سے بنو ہوازن پسپا ہو گئے:

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ تمام مسلمان لبیک لبیک پکارتے

ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے صف آرائی فرمانے کے بعد دشمن پر دوبارہ حملہ کا حکم دیا چنانچہ مسلمان انتہائی بہادری سے لڑنے لگے۔ جنگ کی تیزی دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''اب تنور خوب گرم ہوا۔''

مسلمانوں پر اللہ عزوجل نے سکینہ نازل فرمایا اور فرشتوں کی فوج کو حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ اللہ عزوجل کے حبیب ﷺ خچر سے نیچے اترے اور ایک مشت خاک لی اور ''شاہت الوجوہ'' پڑھ کر وہ خاک کفار کی طرف پھینک دی۔ وہ خاک دشمن کے ہر شخص کی آنکھوں میں پڑی اور مسلمانوں نے دشمن کا صفایا کر دیا اور بنو ہوازن والے پسپا ہو گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''جب رسول رسول اللہ ﷺ نے ایک مشت خاک اپنی مٹھی میں بھر کر کفار کی طرف پھینکی تو اس مٹی کی آواز ایسی تھی جیسے آسمان سے طشت پھینکے گئے ہوں۔ وہ خاک ہر کافر کی آنکھوں میں پڑی اور ان کے دل تڑپنے لگے۔ ان کافروں پر خوف و ہراس چھا گیا انہیں اس طرح کی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے طشت پر ذرا ذرا ہتھوڑے مارے جاتے ہیں۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سیاہ چیونٹیوں کی فوج نازل کی جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں گری تمام وادی سیاہ چیونٹیوں سے بھر گئی۔ کافروں کی پیش قدمی رک گئی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لیے آسمان سے پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے اور ان کی شناخت سرخ عمامے تھے جو ان فرشتوں نے اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ فرشتوں کی یہ فوج مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرتی تھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد جب بنو ہوازن کے لوگ مسلمانوں سے پوچھنے لگے وہ سوار جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے جنہوں نے سرخ عمامے پہن رکھتے تھے وہ کدھر گئے ہیں ہمیں انہی کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔'' (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۶)

ملائکہ گھوڑوں پر سوار مدد کے لئے آئے:

مالک بن عوف جو غزوۂ حنین میں مشرکین کا سالار تھا اس نے چند جاسوسوں کو لشکر اسلام کا جائزہ لینے بھیجا اور وہ جاسوس جب واپس لوٹے تو انتہائی پریشان حال تھے اس لئے ان سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا۔

"ہم نے چتکبرے گھوڑوں پر ایسے سوار دیکھے ہیں جن کے رنگ سفید ہیں اور اگر ہم ان سے لڑے تو مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہماری خیریت اسی میں ہے کہ ہم واپس لوٹ جائیں۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶)

پیشانی چاند کی مانند روشن ہوگئی:

حضرت عاید بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم غزوۂ حنین میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ جنگ کر رہے تھے اور پھر اچانک ایک سمت سے تیر آیا اور میری پیشانی پر لگا اور میری سفید داڑھی اور سینہ پر خون بہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دست اقدس سے میری پیشانی، چہرے اور سینے سے خون صاف کیا۔

راوی کہتے ہیں حضرت عاید بن عمر رضی اللہ عنہ تمام زندگی یہ واقعہ انتہائی فخر سے بیان کرتے تھے اور جب ان کا وصال ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی کے جس حصہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا وہ چاند کی مانند روشن تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۶ تا ۱۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قائم مقام:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں بتائیے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ

ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے مصاحب ہوں گے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

میں قاتل اور مقتول دونوں کو جنت میں دیکھتا ہوں

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل فتح مکہ کے موقع پر ساحل سمندر کی جانب بھاگ گئے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ فتح مکہ کے دن حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ایک صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرانگی سے تبسم فرمانے کی جب وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میرے مسکرانے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے پردۂ غیب میں دیکھا ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو ان کی حیرانگی میں مزید اضافہ ہو گیا کیونکہ اُس وقت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کفر کے راستہ پر چل رہے تھے اور ان کا مسلمان ہونا ناممکن دکھائی دیتا تھا۔

راوی کہتے ہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب ساحل پر پہنچے اور کشتی میں سوار ہونے لگے تاکہ یمن کی جانب فرار ہوں تو اللہ عزوجل کی قدرت دیکھئے کہ بجلی کڑکی اور سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ کشتی میں سوار دیگر افراد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"ہمیں لگتا ہے کہ تمہارے کشتی میں بیٹھنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے تم اخلاص اختیار کرو تاکہ ہم سب کی اس سختی سے نجات ہو۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

انہوں نے کہا۔

"تم کہو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ وہ مقام ہے جہاں اللہ عزوجل کے سوا ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کنارہ پر ایک عورت نے سر سے چادر اتاری اور لکڑی کے سرے پر رکھی اور اہل کشتی نے لنگر ڈال دیا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عورت ان کی بیوی حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"اے عکرمہ رضی اللہ عنہ! میں سب سے زیادہ کریم اور کامل انسان کے پاس سے آئی ہوں۔"

اور پھر حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کئے اور کہا۔

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا چچازاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے یمن کی جانب بھاگ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکارم اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اسے اللہ عزوجل کی امان میں دیا۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"تو نے ان سے امان طلب کی اور انہوں نے میری ایذارسانیوں کے باوجود مجھے امان دے دی۔"

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"ان کا کرم تو اس سے بھی زیادہ ہے اور اے عکرمہ رضی اللہ عنہ! تو بھی جلدی کر اور خود کو ہلاکت میں مبتلا نہ کر۔"

چنانچہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور مکہ مکرمہ پہنچے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ان کی آمد سے آگاہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل اس حال میں تمہارے پاس آ رہا ہے کہ مومن و مہاجر کی تحریر اس کے منشور اعمال پر لکھی ہوئی ہے اور کسی شخص کو اس کے باپ کا نام برائی سے نہیں لینا چاہیے کیونکہ مردوں کا عیب بیان کرنے سے زندوں کو عار محسوس ہوتی ہے اور مردہ سے کوئی بدلہ کسی صورت نہیں لیا جا سکتا۔"

اس دوران حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا پردہ کئے تشریف لائیں اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لے آئی۔"

حضور نبی کریم ﷺ اپنی نشت سے انتہائی مسرت کے ساتھ اٹھے کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گر پڑی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور آپ ﷺ اپنی نشت پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مؤدب کھڑے رہے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ عورت کہتی ہے آپ ﷺ نے مجھے امان دے دی اور مجھے ہر خوف سے آزاد کر دیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"یہ سچ کہتی ہے اور میں نے تجھے امان دی ہے۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ نیک سیرت ہیں اور ہم انتہائی بدبختی اور نادانی میں آپ ﷺ کے دعویٰ حق کا انکار کرتے رہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارا جو سوال ہوگا وہ مجھ سے ہوگا اور میں اسے پورا کروں گا۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میری درخواست ہے کہ میری ہر عداوت جو دین اسلام اور آپ ﷺ کے ساتھ تھی اور میں نے ہر وہ قدم جو کفر کے راستہ پر چلتے ہوئے آپ ﷺ کی مخالفت میں اٹھایا اور آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی کی اللہ عزوجل مجھے معاف فرما دے اور میں نے جو گستاخی آپ ﷺ کے حضور کی اور جو بے ادبی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کی اور جو غیبت مجھ سے ہوئی میں اس پر درگزر کا سوال کرتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور آپ ﷺ کے چہرۂ پرنور پر اس وقت خوشی کے آثار تھے اور آپ ﷺ تبسم فرما رہے تھے اور پھر آپ ﷺ نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

"اے عکرمہ (رضی اللہ عنہ)! میں تیری آمد پر خوش ہوں۔"

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد چہارم صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶)

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو چادر عطا کرنا

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر دین اسلام قبول کرنے سے قبل حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ سے راہِ فرار اختیار کی کہ کہیں آپ ﷺ ان کے قتل کا حکم نہ دے دیں۔

جب حضور نبی کریم ﷺ طائف سے واپس لوٹے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت بجیر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور دریافت کیا۔

"تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر معافی طلب کریں اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں معافی مقبول ہو گی اور آپ ﷺ کسی توبہ کرنے والے اور معافی مانگنے والے کو کچھ نہیں کہتے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو پھر تم اپنی خیر مناؤ۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہیبت طاری تھی اور یہی ہیبت ان کو تائب ہونے اور دین اسلام قبول کرنے میں رکاوٹ تھی۔ بالآخر جب کوئی صورت دکھائی نہ دی تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا اور اس قصیدہ میں اپنے خوف کا بھی ذکر کیا اور پھر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے کہ آپ ﷺ اس وقت مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر بنو جہنیہ میں اپنے ایک دوست کے ہاں قیام کیا اور پھر وہی دوست انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور کہا۔

"وہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ تشریف فرما ہیں تم ان سے امان طلب کرو۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنی نشست سے اٹھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے نہ تھے اور اس سے قبل کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! کعب (رضی اللہ عنہ) بن زہیر تائب ہوتا ہے اور مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے امان طلب کرتا ہے کیا آپ ﷺ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے اور اسے امان دیں گے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہاں۔''

اس پر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں ہی کعب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تم کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر ہو؟''

اس دوران ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنا چاہا اور وہ کہہ رہے تھے۔

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسے قتل کرنے کی اجازت دیجئے تاکہ میں اس دشمن اسلام کو جہنم واصل کروں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''انہیں کچھ نہ کہو اب یہ تائب ہو چکے ہیں اور مسلمان ہو چکے ہیں۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو مسرت سے اپنا قصیدہ سنایا اور اس قصیدہ کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا سنو یہ کیا کہتا ہے؟ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے خوش ہو کر اپنی چادر آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ سے اس چادر کو خریدنا چاہا اور دس ہزار درہم دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے وہ درہم

لوٹا دیئے اور فرمایا میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے ملنے والے اس تحفہ کو ہرگز فروخت نہ کروں گا اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ چادر آپ رضی اللہ عنہ کے ورثاء سے بیس ہزار درہم میں خرید لی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۵۹)

یہ تیل کبھی ختم نہ ہوگا

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے پاس تیل کا ایک برتن تھا جسے میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اس میں شاید تیل نہیں ہے۔ میں نے اپنی بیٹی کو بھیجا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے تیل کا وہ برتن لے آئے کہ اس میں تیل نہیں ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میری بیٹی نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر دیکھا تو وہ تیل کا برتن بھرا ہوا تھا۔ اس نے آ کر مجھے بتایا تو میں دوڑی ہوئی گئی اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے تیل قبول نہیں فرمایا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ایسا ہرگز نہیں بلکہ میں نے اس میں سے تیل لیا بھی اور استعمال بھی کیا ہے۔"

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"اللہ عزوجل کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ برتن تو تیل سے بھرا ہوا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا

"تم اس برتن کو لے جاؤ اور ایک جگہ رکھ دو جب ضرورت محسوس ہو اس میں سے استعمال کرتی جاؤ یہ کبھی ختم نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اسے اپنی جگہ سے نہ ہلانا۔"

(مدارج النبوۃ جلد اول)

غزوۂ طائف میں رسول اللہ ﷺ کا خواب

۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ حنین سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ طائف کا محاصرہ کرلیں چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کرلیا جو کئی دن تک جاری رہا مگر اس عرصہ میں لشکر اسلام کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ملی بلکہ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کے محاصرہ کے دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہے اور آپ ﷺ نے جیسے ہی دودھ نوش فرمانا چاہا ایک مرغ آیا اور اس نے چونچ مار کر وہ پیالہ الٹا دیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کا ذکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے انہوں نے فرمایا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے طائف کی فتح نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم درست کہتے ہو اور میں نے بھی اس خواب کی یہی تعبیر نکالی ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴)

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی نگاہوں کو پہچاننا

حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے بعد طائف تشریف لائے اور پھر طائف سے کوچ کر کے جعرانہ کے مقام پر تشریف لے گئے اور پھر غزوہ حنین کی غنائم جمع کی گئیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ مال تقسیم فرمایا۔ آپ ﷺ نے تمام نقد مال اپنے پاس جمع فرمایا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آج آپ ﷺ قریش کے سب سے زیادہ مال دار شخص ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا تمہاری کچھ حاجت ہے؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس مال میں سے کچھ مجھے بھی عطا ہو؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس مال میں سے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دے دیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے یزید (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی کچھ مال عنایت فرمائیے؟"

(یہ یزید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید بن معاویہ ہے) حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اتنا ہی مال تم حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید رضی اللہ عنہ کے لئے بھی دے دو۔"

چنانچہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید بن سفیان رضی اللہ عنہما کو بھی دے دیئے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی کچھ مال عطا ہو؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ اتنا ہی مال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی دے دیں چنانچہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انہیں بھی دے دیئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی فیاضی دیکھی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ زمانہ جنگ میں بھی کریم تھے اور زمانہ امن میں اس سے بھی زیادہ کریم ہیں اور آپ ﷺ بہت زیادہ مروت فرمانے والے ہیں، اللہ عزوجل آپ ﷺ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اسی طرح حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کو بھی سو اونٹ عطا فرمائے تو محسوس کیا کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام مزید کی خواہش رکھتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں سو اونٹ مزید عطا فرمائے اور اسی طرح آپ ﷺ نے عرب کے دیگر امراء کی ایک بڑی جماعت کو پچاس پچاس اونٹ عطا فرمائے اور ان میں حضرت سہل بن عمرو، حضرت صفوان بن امیہ، حضرت حویطب اور حضرت اسید بن حارثہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا گزر اس دوران ایک گھاٹی سے ہوا اور اس وقت حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ وہ گھاٹی مویشیوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ انہیں غور سے دیکھنے لگے اور وہ ایسے دیکھتے تھے جیسے ان کی نگاہیں بھری نہ ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت کو ملاحظہ کیا تو فرمایا۔

"کیا یہ تمہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں؟"

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں نے یہ سب مویشی تجھے عطا کئے۔"

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے فوراً ان مویشیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ سے زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔"

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کئی لوگوں کو مالِ غنیمت عطا فرمایا اور کچھ نے اس معاملہ میں آپ ﷺ کو تنگ بھی کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عیینہ بن حصن اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہم کو سو سو اونٹ عطا فرمائے جبکہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کو سو سے کم اونٹ عطا فرمائے۔ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آیا اور انہوں نے کچھ اشعار کہے جن میں سے ایک شعر میں حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ کے باپ حصن اور

حضرت اقرع رضی اللہ عنہ کے باپ حابس کے مقابلہ میں برتر دکھایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے اشعار سنے تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ اس کی زبان قطع کرو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان اونٹوں کو ایک احاطہ میں لے گئے اور انہیں سو اونٹ دیئے اور وہ اب بہت خوش دکھائی دیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میری بدگوئی کرتے ہو اور شعر کہتے ہو؟"

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اپنی زبان میں ایسی سرسراہٹ محسوس کرتا ہوں جیسے کوئی چیونٹی چلتی ہو اور جب تک میں کوئی شعر نہ کہوں مجھے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے چنانچہ میں شعر کہنے میں بے اختیار ہو جاتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اہل عرب شعر گوئی ترک نہیں کر سکتے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کو نہیں چھوڑ سکتی۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۰)

حنانہ ستون کی تدفین

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں منبر کی تعمیر سے قبل جس ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے وہ ستون آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں آنسو بہاتا تھا۔ اس ستون کا نام "حنانہ" تھا۔ آپ ﷺ نے اس ستون سے فرمایا۔

"تو کیا چاہتا ہے؟"

اس ستون نے عرض کیا۔

"آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں میری جان خون آلود ہو گئی اور میں آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں مبتلا ہوں اس لئے روتا ہوں، منبر کی تعمیر سے قبل میں آپ ﷺ کی مسند تھا اور اب آپ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
"تو کیا چاہتا ہے کہ کیا تجھے کھجور بنا دیا جائے اور لوگ تیرا میوہ کھائیں یا پھر تجھے سرو بنا دیا جائے تا کہ تو ہمیشہ یونہی تروتازہ رہے؟"
حنانہ ستون نے عرض کیا۔
"میں ابدی زندگی چاہتا ہوں۔"
حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔
"اس ستون کو زمین میں دفن کر دو اور یہ بروزِ محشر انسانوں کی مانند اٹھایا جائے گا۔"
(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸۶)

غیب سے حمایت

محرم الحرام ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے بشر بن سفیان رضی اللہ عنہ کو بنی خزاعہ کی جانب بھیجا تا کہ وہ صدقات وصول کریں۔ حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ عنہ نے بنی خزاعہ کے صدقات وصول کئے اور جب صدقات جمع ہو گئے تو اس دوران بنی تمیم نے حملہ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی جان بچا کر مدینہ منورہ واپس آ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بنی تمیم کی سرکوبی کے لئے حضرت عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں پچاس سواروں کا لشکر بھیجا جنہوں نے بنی تمیم پر ان کے صحرا پر حملہ کر کے ان کے گیارہ مردوں اور اکیس عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان سب کو لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد سوم صفحہ ۴۳)

منقول ہے اس واقعہ کے بعد بنی تمیم کا وفد مدینہ منورہ آیا اور اس میں کئی بڑے بڑے سردار اور امراء تھے اور بنی تمیم کا رئیس اعظم اقرع بن حابس اور کا خطیب عطارد اور ان کا شاعر زبرکان بن بدر بھی تھا۔ یہ لوگ دندناتے ہوئے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے گھر پہنچ گئے اور چلانے لگے۔
"آپ ﷺ نے ہمارے مردوں، عورتوں اور بچوں کو کس جرم میں گرفتار کیا ہے؟"
حضور نبی کریم ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں منع کیا کہ تم کاشانہ نبوت ﷺ کے

باہر یوں شور نہ مچاؤ اور ابھی کچھ دیر بعد آپ ﷺ نمازِ ظہر کے لئے تشریف لائیں گے پھر ان سے بات کرنا مگر وہ باز نہ آئے اور آپ ﷺ شور سن کر باہر آئے اور مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے اور بنی تمیم کا وفد بھی آپ ﷺ کے پیچھے آ گیا اور ان کا رئیس اعظم اقرع بن حابس بولا۔

"اے محمد (ﷺ)! ہمیں اجازت دیں ہم بات کریں اور ہم وہ لوگ ہیں جو اگر کسی کی مدح کریں تو وہ مزین ہو جاتا ہے اور ہم جب کسی کی مذمت کریں تو وہ داغدار ہو جاتا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اقرع بن حابس کی بات سنی تو فرمایا۔

"تم غلط کہتے ہو اور یہ شان اللہ عزوجل کی ہے کہ اس کی مدح زینت ہے اور اس کی مذمت داغ ہے تم اپنے آنے کا مقصد بیان کرو۔"

بنی تمیم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہنے لگے ہم اپنے خطیب اور شاعر کو ساتھ لائے ہیں تاکہ وہ ہمارے قابل فخر کارناموں کو بیان کریں اور آپ ﷺ اپنے مفاخر پیش کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں شعر و شاعری کے لئے نہیں بھیجا گیا اور نہ ہی اللہ عزوجل نے مجھے مفاخرت کا حکم دیا ہے اور میں تو اللہ عزوجل کا رسول ہوں اور اگر تم اس کے باوجود کچھ کہنا چاہتے ہو تو میں سننے کے لئے تیار ہوں۔"

اقرع بن حابس نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو اس نے اپنے خطیب عطارد کو اشارہ کیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے مفاخر اور آباؤ اجداد کے مناقب بیان کئے اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور تقریر کی۔ آپ ﷺ نے انصار کے خطیب حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ایسا پراثر کلام کیا کہ بنی تمیم ان کا کلام سن کر دنگ رہ گئے جبکہ ان کا خطیب عطارد شرمندہ ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فصاحت و بلاغت سے بھرپور قصیدہ پڑھا اور اس قصیدہ کو سن کر بنی تمیم کا شاعر زبرقان بن بدر بھی ششدر رہ گیا۔

اقرع بن حابس نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے خطیب اور شاعر کا کلام سنا تو کہنے لگا۔

"واللہ! محمد ﷺ کو غیب سے ایسی حمایت ملی اور ہر فضل و کمال ان پر ختم ہو گیا اور بلاشبہ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے افضل ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے اور انصاف کا تقاضا یہی ہے ہم ان کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔"

پھر اقرع بن حابس اور ان کے ساتھیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر لی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر اقرع بن حابس کی درخواست پر آپ ﷺ نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

بنی تمیم کا وفد اسلام قبول کرنے کے بعد اور اپنے قیدیوں کو لینے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے واپس لوٹ گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۹۱ تا ۳۹۲)

غزوۂ تبوک کے دوران رونما ہونے والے معجزات

تبوک مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے اور یہ مدینہ منورہ سے چودہ منزل دور ہے۔ بعض مورخین لکھتے ہیں تبوک ایک قلعہ ہے اور بعض کہتے ہیں تبوک ایک چشمہ ہے۔ غزوۂ تبوک کا واقعہ شدید گرمی اور قحط کے دنوں میں ہوا اور اس غزوہ میں جو مسائل درپیش تھے ان میں سے چند مسائل یہ ہیں۔

۱۔ سفر طویل تھا

۲۔ موسم گرم تھا

۳۔ سواریوں کی کمی تھی

۴۔ کھانے پینے کی اشیاء کی قلت تھی

۵۔ لشکر کی تعداد استعداد سے زیادہ تھی

یہی وجہ ہے کہ غزوۂ تبوک کو غزوۂ جیش عسرۃ یعنی تنگدستی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے اور منافقین کو اس غزوہ میں شدید پریشانی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا اس لئے اس غزوہ کو غزوہ فاضحہ یعنی رسوا کرنے

ذات العسرہ بھی کہا جاتا ہے۔

مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ غزوہ تبوک کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رجب المرجب ۹ ھ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے۔ (زرقانی علی المواہب جلد سوم صفحہ ۶۳)

مؤرخین لکھتے ہیں عرب کا غسانی خاندان جو شاہِ روم ہرقل کے زیر اثر تھا اور ملک شام پر حکومت کرتا تھا اور یہاں کا حاکم حارث غسانی مذہباً عیسائی تھا۔ شاہِ روم ہرقل نے جب مسلمانوں کی طاقت کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے حارث غسانی کے ذریعے مدینہ منورہ پر لشکرکشی کا ارادہ کیا اور ملک شام میں اپنا ایک بڑا لشکر جمع کر لیا اور اس لشکر میں رومیوں کے علاوہ دیگر قبائل کے لوگ بھی شامل تھے۔ رومیوں کی اسلام دشمنی کسی سے پوشیدہ نہ تھی اس لئے ان اطلاعات کو کسی بھی طرح نظر انداز کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے درست نہ تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس فتنہ کو روکنے کے لئے لشکر اسلام کو تیاریوں کا حکم دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں رجب المرجب ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے سفر کی تیاریاں شروع کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوہ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے لئے چالیس ہزار درہم فراہم کئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار

دینار فراہم کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس سخاوت کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو کچھ کرے گا اس کو اس کچھ نقصان نہ ہوگا۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک تہائی لشکر کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لیا اور اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور دیگر سامان حرب کے علاوہ ایک ہزار دینار بھی حضور نبی کریم ﷺ کو دیئے۔

ایک روایت کے مطابق سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے قبل اپنا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام بھیج رہے تھے جس میں دو سو اونٹ شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے وہ دو سو اونٹ اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار غزوہ تبوک کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو دیکھتے اور دعا فرماتے تھے۔

"اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

ایک روایت کے مطابق غزوہ تبوک کے موقع پر کھانے پینے کی اشیاء کی قلت ہوگئی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہیں چلے گئے اور جب کچھ دیر بعد لوٹ کر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سامانِ خورد و نوش سے بھرے ہوئے اونٹ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر اسلام کی کفالت کی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۷ تا ۴۱۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۱، تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۳۶۷ تا ۳۶۸)

روایات کے مطابق غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے پہلی مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ نہیں رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے لشکر لے کر نکلے تھے کہ منافقوں نے باتیں کرنی شروع کر دیں حضور نبی کریم ﷺ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لے گئے کہ انہیں آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت ناگوار گزرتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موضع شرف پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مقام میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا اور فرق صرف اتنا ہے ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۲)

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کا علم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار پاپیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔

روایات میں آتا ہے ۹ ھ میں غزوہ تبوک کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ ملک شام کے رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ بھی تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

لشکر اسلام جب عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی مملکت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔

تبوک سے واپسی کے بعد جزیرہ عرب کے دور دراز علاقوں سے بے شمار وفود حضور نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ نصر اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ○ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا

"پس اللہ کی مدد آن پہنچی اور فتح نصیب ہوئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشگوئی:

غزوۂ تبوک میں ایک صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور ان کا تعلق بنی مزنیہ سے تھا اور یتیم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کفالت آپ رضی اللہ عنہ کے چچا نے کی اور جب آپ رضی اللہ عنہ سن شعور کو پہنچے تو اس وقت دین اسلام کا شہرہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بت پرستی سے نفرت تھی اسی لئے اسلام قبول کرنے کا شوق ہوا مگر آپ رضی اللہ عنہ کا چچا کافر تھا اس لئے اس کے خوف سے اسلام قبول نہ کر سکے۔ پھر فتح مکہ کے بعد جو لوگ جوق در جوق مسلمان ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے کہا۔

"تم بھی اسلام قبول کر لو اور میں بھی مسلمان ہونے کو بہت بے قرار ہوں۔"

چچا نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو برہنہ کر کے گھر سے نکال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے ایک کمبل لیا اور اسے دو ٹکڑے کر کے آدھے کا تہبند بنا لیا اور دوسرا ٹکڑا بطورِ چادر اوڑھ لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور مسجد نبوی ﷺ میں قیام کیا۔ نمازِ فجر کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"میرا نام عبدالعزیٰ ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارا نام آج سے عبداللہ ہے اور تمہارا لقب ذوالبجادین یعنی دو کمبلوں والا ہے۔"

روایات میں آتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی بجائے اپنے لقب ذوالبجادین سے

مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اصحابِ صفہ کے ساتھ رہنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو تلاوتِ قرآن پاک کا بے حد شغف تھا اور انتہائی خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ میں جانے کی درخواست کی اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیں اللہ عزوجل مجھے شہادت کی موت عطا فرمائے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شوقِ جہاد دیکھا تو فرمایا تم درخت کی چھال لاؤ اور آپ رضی اللہ عنہ ببول کی چھال لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھال آپ رضی اللہ عنہ کے بازو پر باندھی اور دعا کی۔

"اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام قرار دے دیا ہے۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو شہید ہونا چاہتا ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم جہاد کے لئے نکلو گے اور اگر تم بخار سے بھی مرے تو تم مرتبہ شہادت پر فائز ہو گے۔"

چنانچہ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کے ہمراہ تھے اور پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسی بخار میں وصال فرمایا۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تدفین کا واقعہ بھی عجیب ہے اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ چراغ لئے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ رضی اللہ عنہ کی قبر میں اترے اور سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"تم اپنے اسلامی بھائی کی لاش کو اٹھاؤ۔"

اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا اور قبر کو کچی اینٹوں سے بند کر دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر کھڑے ہو کر یوں دعا مانگی۔

''اے اللہ! میں ذوالبجادین (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تدفین کا منظر دیکھا تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''کاش ان کی جگہ میں ہوتا اور میری تدفین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے اور یوں دعا مانگتے۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۱۴ تا ۴۱۵)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ تبوک کے علاوہ ہر غزوہ میں شریک ہوا اور غزوۂ تبوک میں شرکت کا میرا ارادہ پختہ نہ تھا اور میں بیعت العقبہ کے موقع پر حاضر تھا اور میرا گمان تھا کہ یہ میرے اس نقصان کو پورا کر دے گی۔ الغرض لشکر اسلام، غزوۂ تبوک کی تیاریوں میں مشغول تھا اور میں اس زمانہ میں انتہائی توانا اور خوشحال تھا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں اور اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں جمع نہ ہوئی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ میں جانے کا ارادہ کرتے تو کسی اور جگہ کا نام بتاتے تھے مگر غزوۂ تبوک کی تیاری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت گرم موسم میں کی تھی اور یہ سفر بھی طویل تھا اور راستہ انتہائی سنگلاخ پہاڑوں اور بیابانوں پر مشتمل تھا اور اس سفر میں ہلاکت کا خوف بھی زیادہ تھا جبکہ دشمن بھی تعداد میں زیادہ تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بات واضح بتا دی تاکہ مقابلے کا اہتمام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سمت بھی بتا دی جس جانب سفر کرنا تھا اور اس غزوہ میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد شریک تھی جنہیں شمار میں لانا ممکن نہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت لوگوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے ممکن تھا اگر کوئی لشکر سے نکلنا چاہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بذریعہ وحی اس کی خبر نہ ہو تو کسی کو پتہ نہ چلے کہ کوئی لشکر سے نکلا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ میں شمولیت کا فیصلہ ایسے وقت میں کیا تھا جب پھل پک چکے تھے اور ہر جانب عام سایہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی بھرپور تیاری کی اور مسلمانوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ میری کیفیت کچھ ایسی تھی کہ میں بھی صبح گھر سے نکلتا تاکہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کی تیاری کروں اور شام کو جب واپس لوٹتا تو کوئی فیصلہ نہ کر پاتا مگر اپنے قلب کو یہ تسلی ضرور دیتا کہ

میں تیاری مکمل کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسے ہی وقت گزرتا گیا اور پھر ایک صبح حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں لشکر اسلام روانہ ہوا اور میں اپنی تیاری کے سلسلہ میں کچھ بھی نہ کر سکا تھا۔ آپ ﷺ کی روانگی کے بعد ایک یا دو دن تک یہی کیفیت رہی اور میں صبح کے وقت گھر سے تیاری کے لئے نکلتا مگر شام کو بغیر کسی تیاری کے گھر لوٹتا۔ پھر ایسا ہوا وہ لوگ جو لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے لشکر اسلام سے جا ملے۔ میں بھی ہر مرتبہ ارادہ کرتا میں چلوں مگر شاید یہ سعادت میرے مقدر میں نہ تھی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اور لشکر اسلام کے چلے جانے کے بعد یہ حال تھا میں جب باہر لوگوں کے پاس جاتا تو مجھے وہ لوگ ملتے جن پر نفاق کا الزام تھا یا وہ ضعیف تھے یا وہ معذور تھے اور ان لوگوں پر جہاد فرض نہیں ہوتا اور یہ بات مجھے افسردہ کر دیتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی میرا خیال نہ آیا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ تبوک پہنچ گئے اور پھر ایک موقع پر جب آپ ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا کعب رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ ﷺ! اسے صحت و خوشحالی اور دو چادروں نے جہاد میں شریک ہونے سے روک دیا وہ اپنی چادروں کے کونے دیکھنے میں مشغول ہو گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے انتہائی بری بات کہی اور انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے کعب رضی اللہ عنہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور آپ ﷺ اس گفتگو کے دوران خاموش رہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر مجھے اطلاع ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو میں پریشان ہو گیا اور میں مختلف حیلے بہانے سوچنے لگا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کیا عذر پیش کروں جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی ناراضگی دور ہو اور میں نے اس سلسلہ میں اپنے خاندان کے ہر فرد سے مدد مانگی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں نے جان لیا میں جھوٹ سے کبھی نہیں بچ سکوں گا چنانچہ میں نے سچ بتانے کا ارادہ کر لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا جب سفر سے لوٹتے تو مسجد میں دو رکعت نماز نفل

ادا کرتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو پیچھے رہ جانے والوں نے آنا شروع کر دیا اور قسمیں کھا کھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ ان عذر تراشنے والوں کی تعداد قریباً اسی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور انہیں بیعت کرنے کے بعد فرمایا کہ نیتوں کو اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ ﷺ مجھے دیکھ کر مسکرائے مگر آپ ﷺ کی مسکراہٹ ایسی تھی جس میں غصہ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِدھر آؤ۔ میں آپ ﷺ کے نزدیک آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے؟ کیا تمہارے پاس سواری نہ تھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اگر کسی اور کے سامنے ہوتا تو کوئی عذر پیش کرتا تا کہ اس کے غضب سے نجات پاتا مگر میں آپ ﷺ کو جھوٹ بول کر راضی کرنا بھی چاہوں تو اللہ عزوجل آپ ﷺ کو تمام حقیقت بیان فرما دے گا اور آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور اگر میں تمام باتیں سچ سچ بتا دوں تو امید ہے کہ آپ ﷺ مجھے معاف فرما دیں گے۔ میری کوئی معذوری نہ تھی اور میں جتنا تندرست و توانا اور خوشحال تھا اس سے پہلے کبھی نہ تھا مگر پھر بھی میں آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے میری بات سنی تو فرمایا اس نے صحیح کہا اور پھر مجھ سے فرمایا تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ عزوجل تمہارے متعلق کوئی فیصلہ فرمائے۔ پھر میں جب اٹھ کر جانے لگا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تم نے کبھی کوئی گناہ کیا ہو تم حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش کرتے جیسا کہ دوسرے لوگوں نے پیش کئے اور تمہارا جو گناہ تھا اس کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا استغفار فرما دینا ہی کافی تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان لوگوں کی ملامت کے بعد میں نے ایک مرتبہ تو ارادہ کیا کہ میں واپس جاؤں اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کروں میں نے جو کہا وہ جھوٹ

تھا اور پھر عذر پیش کروں۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا جو معاملہ میرے ساتھ پیش آیا کیا وہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آیا؟ انہوں نے کہا ہاں دو لوگوں کے ساتھ اور ایسا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم۔ انہوں نے میرے سامنے ان دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لئے تھے جو غزوہ بدر میں شریک رہے تھے اور ان کا عمل قابل تقلید تھا۔ میں خاموشی سے چل پڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو ہم تینوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرما دیا اور ہم یوں رہ رہے تھے جیسے کسی اجنبی سرزمین پر ہوں اور ہماری یہ حالت پچاس روز تک رہی۔ میرے دونوں دوست تھک کر گھر میں بیٹھ گئے اور ہر وقت روتے رہتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چونکہ جوان اور طاقتور تھا لہٰذا میں گھر سے باہر نکلتا اور نماز باجماعت ادا کرتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا مگر میرے ساتھ کوئی بات نہ کرتا۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے ساتھ نماز کے بعد گفتگو فرماتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام کرتا اور یہی دیکھتا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سلام کے جواب میں اپنے لب ہائے مبارکہ ہلاتے ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک کھڑا ہو کر نماز پڑھتا اور نگاہوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکتا رہتا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری جانب متوجہ ہوں اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسری جانب دیکھنا شروع کر دیتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے رخی برداشت سے باہر ہو گئی تو میں ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا اور وہ میرے چچازاد بھائی اور دوست تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قسم ہے کیا تم میرے بارے میں نہیں جانتے کہ میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس قدر محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے اور میں نے ان سے دوبارہ پوچھا۔ وہ کہنے لگے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ میں نے یہ سنا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہا

تھا میں نے دیکھا ملک شام کا ایک تاجر مدینہ منورہ میں غلہ فروخت کرنے آیا ہوا تھا اور وہ لوگوں سے میرے متعلق پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے میری جانب اشارہ کیا وہ ہے۔ وہ تاجر میرے پاس آیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا جس میں لکھا تھا مجھے معلوم ہوا ہے تمہارے صاحب نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور تمہیں اللہ عزوجل نے اس لئے نہیں بنایا کہ تم یوں رسوا ہو، تم میرے پاس آ جاؤ میں تمہاری حیثیت کے مطابق تمہیں عزت و مرتبہ عطا کروں گا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس خط کو پڑھا تو دل میں کہا یہ میرے لئے بڑا امتحان ہے اور پھر میں نے اس خط کو تندور میں جلا دیا۔ جب چالیس راتیں گزر گئیں تو میرے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قاصد آیا اور اس نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کیا اسے طلاق دے دوں؟ اس نے کہا طلاق نہیں دینی بس تم اس سے الگ ہو جاؤ اور اس کے نزدیک نہ جاؤ۔ پھر میرے ساتھ دوسرے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم دیا گیا اور میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ جب تک کہ اللہ عزوجل اس معاملے کا کوئی فیصلہ نہ فرما دے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ بن امیہ کی بیوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ہلال رضی اللہ عنہ بوڑھے آدمی ہیں اور ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناپسند فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس کے نزدیک نہیں جاؤ گی۔ اس نے عرض کیا انہیں کسی بات کا ہوش نہیں اور اللہ عزوجل کی قسم! جس دن سے یہ معاملہ پیش آیا ہے ان کے آنسو نہیں رکے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے خاندان کے کچھ لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ تمہاری بیوی بھی اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے لے تو کوئی حرج نہیں؟ میں نے کہا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معاملہ میں کوئی اجازت نہیں لوں گا اور کیا جانے وہ میری اجازت طلب کرنے پر کیا جواب دیں؟ پھر مزید دس دن گزر گئے اور یوں پچاس دن پورے ہوئے۔ پچاسویں رات ختم ہوئی اور صبح کے وقت میں اپنے گھر کی چھت پر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر

بیٹھا تو میری حالت ویسی ہی تھی جیسا اللہ عزوجل نے فرمایا میں نے اپنی جان کو تنگ کیا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہو چکی تھی۔ پھر کسی نے ندا کی اے کعب (رضی اللہ عنہ)! خوش ہو جاؤ اور یہ آواز کوہ سلع کی چوٹی سے آرہی تھی۔ میں یہ ندا سنتے ہی سجدہ میں گر گیا اور سمجھ گیا اب مصیبت کا وقت ختم ہونے والا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ فجر کے بعد اعلان فرمایا اللہ عزوجل نے ہماری توبہ قبول فرمالی ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری کے بعد بے شمار لوگ مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو مبارکباد دینے کے لئے آئے اور ایک گھڑسوار میری جانب آیا اور ایک دوڑنے والا جو بنی اسلم سے تھا اس نے پہاڑ پر چڑھ کر ندا دی اور اس کی آواز گھوڑے سے تیز تھی۔ جب وہ ندا دینے والا میرے پاس آیا تو میں نے اپنا لباس اتار کر اسے دے دیا اور میرے پاس اس وقت دو کپڑوں کے سوا کوئی جوڑا نہ تھا۔ میں نے کسی سے ادھار کپڑے لئے اور انہیں پہننے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں راستہ میں مجھے لوگ میری توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے رہے اور میں جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور مجھے مبارکباد دی اور مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی اور نہ آیا اور میں ان کے اس حسن سلوک کو کبھی نہیں بھولا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا تمہیں مبارک ہو یہ دن تمہارے ان دنوں سے بہتر ہے جو تمہاری پیدائش سے آج تک تم پر گزرے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ معافی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہے یا پھر اللہ عزوجل کی جانب سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ یوں دمک رہا تھا گویا چاند کا ٹکڑا ہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس توبہ کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ عزوجل اور راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صدقہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"سب نہیں بلکہ کچھ مال اور باقی اپنے پاس رکھو اور ایسا کرنا تمہارے حق میں بہتر

ہے۔"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اپنا وہ مال جو خیبر میں ہے اسے روکے رکھتا ہوں اور باقی صدقہ کرتا ہوں اور اللہ عزوجل نے مجھے سچ کے بدلہ میں نجات عطا فرمائی میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اللہ عزوجل کی قسم! میرے علم میں کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو سچ بولنے پر اللہ عزوجل کی جانب سے اس کڑے امتحان کا سامنا کرنا پڑا ہو۔"

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۸۸۰ تا ۸۸۱، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۳۹)

رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی:

منقول ہے غزوۂ تبوک پر جاتے ہوئے راستہ میں ایک منزل پر مسلمانوں کا قافلہ رکا۔ حضرت بلال حبشی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کے ذمہ حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ نصب کرنا تھا۔ انہوں نے خیمہ نصیب کیا اور ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کام کرتے دیکھ کر نگرانی فرما رہے تھے۔ ایک بدو حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ عنایت فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جاؤ میرے وضو کے لیے پانی اور برتن لے کر آؤ۔"

وہ بدو گیا اور ایک بڑا برتن اور وضو کے لئے پانی لے کر حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے وضو کراؤ۔"

وہ بدو حضور نبی کریم ﷺ کو وضو کروانے لگا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر کلی فرمائی۔ ناک صاف فرمایا اور پھر چہرہ مبارک کو دھویا۔ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔

سر مبارک کا مسح فرمایا۔ آخر میں پاؤں مبارک دھوئے۔ جب آپ ﷺ وضو سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اس بدو سے فرمایا۔

"یہ وضو والا پانی پی جاؤ۔"

اس بدو نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی اور چیز دیں۔"

اس کے یہ الفاظ سن کر حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کے تاثرات ابھرے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کو آواز دی۔ دونوں حضرات کام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ پانی پی لو۔"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فوراً وضو کے پانی کا برتن اٹھایا اور تبرک پینا شروع کر دیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

"بلال (رضی اللہ عنہ) میرا بھی خیال رکھنا۔"

وہ بدو بڑی حیرانگی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محبت بھرے انداز کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے پانی پی کر باقی پانی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وضو والا پانی پینے لگے تو خیمہ میں سے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آواز دی۔

"اے سلمان رضی اللہ عنہ! اپنی ماں کا حصہ بھی رکھنا۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا پانی پیا اور باقی پانی والا برتن خیمہ میں ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ پانی پی کے برتن واپس کر دیا۔ وہ بدو یہ ماجرا دیکھ کر سخت پشیمان ہوا اور وہاں سے چلا گیا۔ (غزوات النبی ﷺ)

یہ اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوۂ تبوک کے موقع پر کوئی نہ کوئی پیچھے رہ جاتا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ فرماتے۔

"جانے دو اگر اس میں بھلائی ہوگی تو وہ ہم سے آن ملے گا اور اگر اس میں بھلائی نہ ہوگی تو اللہ عزوجل نے تمہیں اس کے شر سے محفوظ فرما دیا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایک دن ایسا آیا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی پیچھے رہ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا اونٹ سفر کی تھکان کی وجہ سے سست ہوگیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سامان اونٹ سے اتار کر اپنی پیٹھ پر لادا اور تیز تیز سفر کرتے ہوئے ہم سے آن ملے۔ پھر کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"عجب بات نہیں وہ واقعی ابوذر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اللہ عزوجل ابوذر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے یہ اکیلا ہی چلا آتا ہے اور یہ اکیلا ہی مرے گا اور اسے اکیلا ہی اٹھایا جائے گا اور زمانہ کو اس کے ہاتھوں ایک ضرب برداشت کرنا ہوگی۔"

(اسد الغابہ جلد دہم صفحہ ۵۰۰، الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ہفتم صفحہ ۱۳۷)

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت نزدیک آیا تو میں رو پڑی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ کے کفن کا کچھ انتظام نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا موجود ہے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے کفن کا انتظام کیا جاسکے؟"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو اور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا تم میں سے ایک شخص صحرا میں وفات پا گئے اور مومنین کی ایک جماعت اس کے جنازہ کے لئے حاضر ہوگی اور اس گروہ میں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ماسوائے میرے وصال فرما چکے اور ان سب کا وصال کسی نہ کسی بستی میں ہوا اور اب میں تنہا ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان میرے واسطے تھا۔"

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

"اب تو حجاج کے قافلے بھی واپس جا چکے اور اب یہاں کون سا قافلہ آئے گا؟"

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا مگر مجھے کوئی دکھائی نہ دیا اور میں واپس لوٹ آئی۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مرض شدید ہو چکا تھا پھر ایک قافلے کا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے کپڑا ہلا کر انہیں متوجہ کیا۔ قافلے والے میری جانب آئے اور وہ مسلمان تھے۔ میں نے ان سے کہا۔

"ایک مسلمان یہاں مرنے کے قریب ہے تم اسے کفنا دو اور اس کی تدفین کر دو۔"

انہوں نے پوچھا۔

"وہ مسلمان کون ہے؟"

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا۔

"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔" (حلیۃ الاولیاء جلد اول حدیث ۵۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گمشدہ اونٹنی:

منقول ہے تبوک کے سفر پر جاتے ہوئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم ثمود کی وادی حجر میں سے گزرے۔ یہ وادی عذاب الٰہی سے تباہ ہوئی تھی اور اس آبادی کے تباہ شدہ کھنڈرات ہزاروں سال بعد بھی عذاب کا منظر پیش کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مسلمانوں سے فرمایا۔

"اس عذاب والی وادی میں سے جلدی جلدی گزر جائیں۔"

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادیٔ حجر سے اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور ایک جگہ قیام فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو ڈھونڈنے لگے تو زید بن لیث منافق کہنے لگا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور تم کو آسمان کی خبریں دیتے ہیں حالانکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گم ہو گئی ہے۔"

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی کہ اونٹنی فلاں جگہ ایک درہ میں رکی ہوئی ہے

اور اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بات بتلائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ ﷺ کے حکم سے اس درہ میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے جس میں آپ ﷺ نے اس منافق کی بات بیان فرمائی اور اپنی اونٹنی کا حال بیان فرمایا۔ جس منافق نے یہ بات کی تھی وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور اپنے بھائی عمرو اور دوسرے ساتھیوں سے اس بات کا ذکر فرمایا۔

"آج ایسا ایسا عجیب و غریب معاملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کو اس معاملہ کی اطلاع دی۔"

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

"بھائی عمار (رضی اللہ عنہ) زید بن لیث نے یہ الفاظ کہے تھے۔"

یہ سنتے ہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے زید منافق کی گردن پر لکڑی کی ضرب لگائی اور فرمایا۔

"اے اللہ کے دشمن! میرے خیمہ سے نکل جا۔"

اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اس منافق کو باہر نکال دیا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۰، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۲۳، زرقانی علی المواہب جلد سوم صفحہ ۷۵)

اللہ عزوجل نے منافقین کی باتوں سے آگاہ کر دیا:

غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی فوج میں کچھ شرپسند منافقین بھی شامل ہو گئے تھے۔ دوران سفر منافقین میں سے تین اشخاص ودیعت بن ثابت، اشجع اور مخشی بن حمیر آپس میں گفتگو کرنے لگے۔

"مسلمان تبوک کی جنگ کو پہلی جنگوں کی طرح آسان سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں تو یوں نظر آتا ہے کہ رومی آنے والے کل میں مسلمانوں کو پکڑ کر رسوں سے جکڑ دیں گے۔"

ایک کہنے لگا۔

"میری تو خواہش یہ ہے کہ جب یہ مسلمان رومیوں کے قیدی بن جائیں تو ہم تینوں میں سے ہر ایک ان مسلمانوں کو ایک ایک سو درے لگائیں اور اس کے بعد ہماری

شان میں قرآن کا نزول نہ ہوگا۔"

یہ لوگ اس قسم کی باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ عالم الغیب نبی حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور فرمایا۔

"ان سے پوچھو یہ ابھی کیا کہہ رہے تھے۔ اگر وہ انکار کریں تو یہ ان کی باتیں جو وہ کر رہے تھے ان سے کہہ دینا کہ تم لوگ یہ باتیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتیں اپنے محبوب نبی مکرم ﷺ تک پہنچا دی ہیں۔"

چنانچہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تو انہوں نے کہا۔

"ہم دنیا کی باتیں کر رہے تھے۔"

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں دہرا دیں تو وہ تینوں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور معافی مانگنے لگے۔ ودیعت بن ثابت نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی رکاب تھام کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو لہو و لعب کی عام باتیں کر رہے تھے۔"

مخشی بن حمیر نے دست بستہ عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو محض میرے نام اور میرے باپ کے نام نے ان لوگوں میں بٹھا دیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صرف مخشی بن حمیر کی معذرت کو قبول فرمایا اور اسے معافی دے دی اور اس کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمن رکھ دیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقوں کے نام بتائے:

غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی فوج میں کچھ منافقین بھی شامل ہو گئے تھے۔ تبوک میں قیام کے دوران اور سفر کے دوران ان منافقین نے ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کیا جائے مسلمانوں میں بدعقیدگی پھیلانے کی بھی کوشش کی مگر اللہ عزوجل نے ان منافقین کی ہر چال کو ناکام بنا دیا۔ تبوک سے واپسی پر منافقین کی ایک جماعت نے ایک پروگرام بنایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ

عقبہ کے مقام پر پہنچیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اونٹ کے اوپر سے نیچے گرا دیا جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے منافقوں کے ارادہ سے آگاہ کر دیا۔ مسلمان رات کے وقت عقبہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو وادی کی طرف سے جانے کا حکم دیا اور خود عقبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میرے اونٹ کی مہار پکڑو۔"

اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم اونٹ کو پیچھے سے ہانکو۔"

ان کے علاوہ کسی اور کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ آنے کی اجازت نہ دی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری عقبہ کی طرف جا رہی تھی تو پیچھے سے اچانک چند لوگ نمودار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ لیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"پیچھے جا کر ان کو واپس دھکیل دو۔"

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جو انہوں نے جا کر ان لوگوں کی اونٹنیوں کے نتھنوں پر مارنا شروع کر دیا۔ وہ منافقین تھے ان کے دل میں خیال آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی چال کا پتا چل گیا ہے لہٰذا وہ عقبہ سے جلدی جلدی نیچے اتر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"کیا تمہیں ان لوگوں کی پہچان ہے؟"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے فلاں فلاں شخص کی سواری کو پہچان لیا ہے لیکن انہوں نے اپنے چہرے نقاب میں چھپا رکھے تھے اور سخت اندھیرے کی وجہ سے میں ان کو شناخت نہ کر سکا تھا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقبہ سے بخیر و عافیت گزر گئے اور اگلی صبح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تمہیں پتا ہے کہ کل منافقوں نے کیا چال چلی تھی وہ چاہتے تھے کہ مجھے عقبہ سے نیچے گرا دیں۔"

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو ان کے سر کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے اسید (رضی اللہ عنہ)! مجھے یہ بات پسند نہیں کیونکہ بعد میں لوگ کہیں گے کہ جنگ کے ختم ہونے پر اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔"

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تو نہیں ہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور اللہ عزوجل نے مجھے ایسوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ ایک جماعت ہے جو قیامت تک منافق رہیں گے۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو ان بارہ منافقین کے نام بمعہ ان کے باپ کے نام بتائے اور فرمایا۔

"ان کو ظاہر نہ کریں اور ان کی قوم کو رسوا نہ کریں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائی۔

"یا اللہ! ان منافقین کو دوبیلہ کی بیماری میں مبتلا کر۔"

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دوبیلہ کیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"آگ کا شعلہ ان کے دلوں میں پیدا ہوگا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے مجھے ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا ہے۔"

ان لوگوں کے ناموں کا صرف حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو پتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد جب کبھی کوئی جنازہ حاضر ہوتا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو دیکھتے اور اگر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ شریک ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ جنازہ میں شرکت کرتے اگر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اس جنازہ میں شریک نہ ہوتے تھے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

چشمے کے پانی میں برکت:

تبوک کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"کل صبح بوقت چاشت تم تبوک پہنچ جاؤ گے وہاں پانی کا ایک چشمہ ہے جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں تم اس چشمہ کے پانی کو نہ چھونا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق اگلی صبح چاشت کے وقت تبوک پہنچ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں واقعی پانی کا ایک چشمہ تھا مگر اس میں پانی کی مقدار بہت کم تھی۔ آپ ﷺ کے حکم کی تابعداری میں ہم میں سے کسی نے بھی پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اس چشمہ کے پانی سے دھوئے تو فوراً چشمے کا پانی جوش مارنے لگا اور اتنا زیادہ ہوگیا کہ ہم تمام مسلمانوں نے پانی پیا اور ضرورت کے مطابق مشکیزوں میں بھر لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

"اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! تمہاری عمر اتنی ہوگی کہ تم اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کرتا دیکھو گے۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلفائے راشدین کے دور میں دیکھا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کرتا تھا اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آتی تھی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲)

کھجوروں میں برکت:

منقول ہے تبوک میں قیام کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ یہ تینوں حضرات بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

”کیا کھانے کے لیے کچھ ہے؟“

جواب ملا۔

”کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”ان تینوں کے لیے کھانے کا بندوبست کرو۔“

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہر تھیلے کو باری باری جھاڑا تو ان میں سے سات کھجوریں نکل آئیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے وہ سات کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں پر اپنا دست اقدس رکھا اور ان تینوں سے فرمایا۔

”اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔“

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”میں اکیلا چون کھجوریں کھا گیا اور اسی طرح میرے ساتھی بھی میری ہی طرح کھا رہے تھے۔ ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں تو وہ سات کھجوریں باقی بچ گئیں۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"ان کھجوروں کو جو بھی کھائے گا انشاء اللہ اس کا پیٹ بھر جائے گا۔"

دوسرے دن دس فقراء حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا اور پھر اپنا دست اقدس ان پر رکھا اور فرمایا۔

"اللہ کے نام سے کھاؤ۔"

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"مجھے اللہ بزرگ و برتر کی قسم جس نے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا۔ ہم نے بھی ان دس فقیروں کے ہمراہ کھجوریں کھائیں اور خوب پیٹ بھر کر کھائیں لیکن وہ سات کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اب اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے ورنہ ان کھجوروں سے تمام اہل مدینہ سیر ہو جاتے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ کھجوریں بچوں میں تقسیم فرما دیں۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۶)

کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا:

منقول ہے تبوک میں قیام کے دوران قبیلہ بنی سعدیہ کے کچھ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے اہل و عیال کو ایک ایسے کنوئیں پر چھوڑ کر آئے ہیں جس میں پانی بہت کم ہے اور ہماری ضرورت کو پورا نہیں کرتا اور اردگرد کے قبائل اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہمیں اپنے کنوؤں سے پانی نہیں لینے دیتے۔"

وہ لوگ کہنے لگے۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہم چاہتے ہیں کہ اس کنوئیں کا پانی آپ ﷺ کی دعا سے زیادہ ہو جائے اور اس سے ہماری عزت و احترام میں اضافہ ہو جائے اور ہمیں اس علاقہ

میں دین اسلام کے مخالفین سے کوئی تعلق نہ رہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ان میں سے ایک شخص سے فرمایا۔

"چند چھوٹے چھوٹے پتھر لے کر آؤ۔"

وہ شخص تین چھوٹے چھوٹے پتھر لے کر آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان پتھروں کو اپنے مبارک ہاتھ میں لے کر ملا اور اس شخص سے فرمایا۔

"لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان پتھروں کو باری باری اس کنویں میں ڈال دو۔"

وہ شخص گیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق تینوں پتھر باری باری کنویں میں ڈال دیے جب آخری پتھر نیچے گرا تو اس کنویں کا پانی جوش مارنے لگا اور اس میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ وہ لوگ اپنے مخالفین پر غالب آ گئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۴ تا ۱۷۵)

اللہ عزوجل نے ہمیں پانی عطا فرمایا ہے:

تبوک کے سفر کے دوران حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رات بھر سفر میں رہے۔ صبح ہونے سے پہلے ایک جگہ قیام فرمایا اور تھکاوٹ کی وجہ سے نیند نے غلبہ کیا۔ خود آپ ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گہری نیند سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو سورج اتنا چڑھ آیا تھا کہ دھوپ کی گرم کرنوں کی تپش کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سب کو سوتا دیکھ کر بلند آواز میں اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ بھی نیند سے بیدار ہوئے اور دوسرے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز قضا ہونے پر شرمندگی محسوس کر رہے تھے اور نماز کے ضائع ہونے کا شکوہ بھی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چہ میگوئیاں سن کر فرمایا۔

"کوئی فکر مند نہ ہو۔"

پھر فرمایا۔

"کیا وضو کے لیے پانی ہے؟"

عرض کیا گیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! پانی نہیں ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''یہاں سے کوچ کرو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر پانی کا چشمہ یا کنواں مل گیا۔ وہاں حضور نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی وضو کیا اور نماز باجماعت ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک صحابی تنہا نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا۔

''جماعت کے ساتھ نماز ادا کیوں نہیں کی۔''

انہوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے فرض غسل کی حاجت تھی اور پانی میسر نہ تھا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اس پاک مٹی سے تیمم کر لیتے۔''

نماز کی ادائیگی کے بعد سفر جاری ہوا۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے اور پانی بالکل نہیں۔''

قافلہ ٹھہرایا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

''میرے لئے پانی لاؤ۔''

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک طرف چلے گئے کچھ دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک عورت اونٹ پر سوار چلی آ رہی ہے اور اس کے اونٹ پر پانی کی دو بھری ہوئی مشکیں لدی ہوئی ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے پوچھا۔

''یہ پانی کہاں سے لائی ہو؟''

وہ کہنے لگی۔

"میں کل اس وقت پانی بھر کر اونٹ پر سوار ہوئی تھی۔"

یعنی ایک دن کے سفر پر پانی ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اس خاتون کے اونٹ کی مہار پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی چہرہ پاک کو دیکھ کر وہ عورت کہنے لگی۔

"میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو یتیم ہیں میں ان کے لئے بڑی دور سے پانی لے کر آ رہی ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مشکیزوں کے منہ پر چھو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ جونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مشکیزوں کو چھوا تو پانی ایسے بہہ نکلا جیسے چشمہ سے پانی نکلتا ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سخت پیاسے تھے سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اپنے مشکیزے بھی بھر لیے وہ عورت بڑی حیران ہو کر یہ معجزہ دیکھ رہی تھی۔ جب سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی پی چکے تو دیکھا کہ اس عورت کے مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا۔

"دیکھو ہم نے تمہارے پانی کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ اللہ عزوجل نے ہمیں پانی عطا فرمایا ہے۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"اس عورت کے بچوں کے لیے کچھ اکٹھا کرو۔"

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر ایک گٹھی ستو اور کھجوریں دے کر اس عورت کو رخصت کیا۔ جب وہ خاتون اپنے قبیلہ میں پہنچی تو لوگوں نے دیر سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ وہ کہنے لگی۔

"میرے راستہ میں دو آدمی آئے جو مجھے ایسے آدمی کے پاس لے گئے جس نے اپنی قوم کا دین بدل دیا ہے۔"

پھر اس عورت نے سارا قصہ سنایا اور کہنے لگی۔

"چہرہ مبارک سے وہ آدمی اللہ کا رسول ہی لگتا ہے۔"

کچھ عرصہ بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس عورت کے قبیلہ پر حملہ کیا مگر اس عورت کو دیکھ کر چھوڑ دیا۔ پھر وہ عورت اپنی قوم کے پاس آئی اور ان کو اسلام قبول کرنے کا کہا تو اس عورت کے سارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۴۰۰ تا ۴۰۱)

قلیل پانی سے تمام اہل قافلہ سیراب ہو گئے:

منقول ہے تبوک کے سفر میں تمام رات سفر میں گزری اور صبح کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی۔ آپ ﷺ جب بیدار ہوئے اس وقت سورج نکل چکا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے پانی طلب کیا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس پانی کا ایک لوٹا تھا جس سے میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو وضو کروایا اور وضو کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مجھے تلقین کی کہ میں باقی پانی احتیاط سے سنبھال کر رکھوں۔ آپ ﷺ کے آگے آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک قافلہ چل رہا تھا جو ایک ایسی جگہ رک گیا جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم نے ہر چند کوشش کی کہ قافلہ اس جگہ قیام کرے جہاں پانی میسر ہو مگر شدتِ گرمی کی وجہ سے لوگ آگے جانے سے قاصر رہے۔ قافلے میں پانی کی کمی کا علم آپ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے فرمان پر عمل کرتے تو یوں پریشان نہ ہوتے اور پھر آپ ﷺ نے مجھ سے باقی پانی منگوایا اور لوگوں کو پانی کے لئے بلایا۔ لوگ آتے جاتے تھے اور پانی پیتے جاتے تھے یہاں تک کہ دس ہزار گھوڑے اور پندرہ ہزار اونٹ بھی سیراب ہوئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۸)

جن سلام کے لئے حاضر ہوا:

سفر تبوک کے دوران اہل لشکر کو ایک بہت بڑا اژدھا دکھائی دیا۔ اہل لشکر اسے دیکھ کر خائف ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وہ ان جنوں میں سے تھا جو ہمارے پاس قرآن مجید سننے کے لئے آتے تھے اور اب جب ہم اس کی رہائش کے نزدیک تھے تو وہ ہمیں سلام کرنے آیا تھا اور وہ تمہیں

بھی سلام کہتا ہے اور تم بھی اسے سلام کا جواب دو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کے تمام بندوں سے محبت رکھو وہ جو بھی ہوں۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۲)

تمام اہل قافلہ سیراب ہو گئے:

منقول ہے تبوک میں ایک دن جب اہل قافلہ کو پانی میسر نہ آیا تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پانی کی نایابی کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اور اللہ عزوجل نے فوراً بادل بھیج دیئے اور وہ بادل اتنے برسے کہ تمام اہل قافلہ سیراب ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۴۸۸)

اللہ عزوجل نے منافقین کی سازشوں سے آگاہ کیا

مؤرخین لکھتے ہیں منافقوں نے دین اسلام میں رخنہ ڈالنے کے لئے اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کے لئے مسجد قباء کے مقابلہ میں مسجد ضرار تعمیر کی تھی اور یہ مسجد ان کی فتنہ پروری اور شرانگیزی کا مرکز تھی اور ابوعامر راہب جو انصار میں سے عیسائی ہو گیا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا نام ابوعامر فاسق رکھا تھا اس نے منافقین سے کہا۔

"تم لوگ خفیہ رہ کر جنگ کی تیاری کرو میں شاہِ روم کے پاس جا کر اس کا لشکر لاتا ہوں اور پھر ہم مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیں گے۔"

منافقین کا یہ اجلاس مسجد ضرار میں ہوا تھا اور اس کے علاوہ بھی مسجد ضرار ان کی سازشوں کا گھر تھی چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر مسجد ضرار کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ جب غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو منافقوں کا ایک گروہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے آپ ﷺ وہاں جا کر اس مسجد میں نماز پڑھائیں تاکہ ہمارا یہ عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ آپ

ﷺ نے فرمایا۔

"اب تو میں جہاد کے لئے نکل پڑا ہوں لہٰذا میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔"

ان منافقوں نے اپنا اصرار جاری رکھا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی مسجد میں قدم نہ رکھا۔ پھر غزوۂ تبوک سے واپسی پر منافقوں کے متعلق اللہ عزوجل کے کئی فرمان آچکے تھے اور منافقوں کا نفاق اور اسلام دشمنی ظاہر ہو چکی تھی بالخصوص اللہ عزوجل نے مسجد ضرار کے متعلق بھی آیات نازل فرمائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ. لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ط لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ط فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ

"اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی غرض سے بنائی اور اس مقصد سے کہ جو لوگ پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسول سے جنگ کر رہے ہیں ان کے لئے ایک کمین گاہ ہاتھ آجائے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں کہ ہم نے تو بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ کبھی بھی اس مسجد میں نہ کھڑے ہوں۔ وہ مسجد (مسجد قبائی) جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی ہوئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

ان آیات کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہم کو حکم دیا۔

"جاؤ اور مسجد ضرار کو منہدم کر کے اسے آگ لگا دو۔"

(زرقانی علی المواہب جلد سوم صفحہ ۸۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۱۶ تا ۴۱۸)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمانا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ملک یمن روانہ کیا تاکہ وہ وہاں دین اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یمن پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ کا کام اس مؤثر انداز میں کیا کہ یمن کا سب سے بڑا قبیلہ ہمدان دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ ملک یمن روانہ کیا۔ اس مہم میں روانگی کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور سیاہ علم آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اہل کتاب کے پاس بھیج رہے ہیں میں جوان ہوں ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہوگا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی۔

"الٰہی! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما دے اس کی زبان کو راست گو بنا اور اس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور فرما۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملک یمن روانہ ہوئے اور لوگوں کو دعوتِ حق دی جس کو اہل یمن نے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ملک یمن میں مذحج کے مقام پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ایک قبیلے سے ہوا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تین سو سواروں کے مختصر لشکر کے ہمراہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے بعد وہ میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۶۰)

صبح وشام آسمانوں سے خبریں آتی ہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے یمن کی جانب بھیجا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سونے کا ایک صاف ٹکڑا چمڑے میں لپٹا ہوا بھیجا اور ابھی وہ سونا مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کہا۔

"میں ان لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میرا اعتبار نہیں کرتے مگر اس رب کو میرا اعتبار ہے جو آسمانوں پر ہے اور مجھے صبح وشام آسمانوں سے خبر آتی رہے۔"

راوی کہتے ہیں اس وقت ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور اس کے دونوں گال پھولے ہوئے تھے اور اس کی پیشانی بلند اور داڑھی گھنی تھی جبکہ سر منڈا ہوا تھا وہ اپنا تہبند اٹھا کر کہنے لگا۔

"اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈریئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تیرے لئے خرابی ہو کیا میں زمین والوں میں اللہ عزوجل سے سب سے زیادہ ڈرنے والا نہیں ہوں؟"

وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ایسے بہت سے نمازی ہیں جن کے دل اور زبان مختلف ہے یعنی وہ منافق ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم درست کہتے ہو مگر مجھے اللہ عزوجل کی جانب سے اس کا حکم نہیں ملا کہ لوگوں کے دلوں کی باتوں کو جانچوں یا ان کے پیٹ چیر دوں۔"

راوی کہتے ہیں وہ شخص پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی جانب دیکھ کر فرمایا۔

"اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو نہایت خوش الحانی سے ہر وقت پڑھتے ہوں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۷۶)

آٹھ دن بعد مدینہ منورہ میں سورج دکھائی دیا

بنی فزارہ کے وفد نے حضرت عیینہ بن حصین رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور یہ وفد بیس لوگوں پر مشتمل تھا اور ان سب نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور عرض کیا۔

"ہمارے علاقے میں اس وقت شدید قحط ہے اور فقر و فاقہ ہماری برداشت سے باہر ہو چکا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی اور پھر بارش شروع ہو گئی اور ایک ہفتہ تک موسلا دھار بارش ہوتی رہی جس پر قحط سالی کا خاتمہ ہو گیا۔ اگلے جمعہ جب آپ ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اعرابی نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! شدید بارش سے ہمارے چوپائے ہلاک ہونے لگے اور راستے منقطع ہو چکے لہٰذا دعا فرمائیے بارش پہاڑوں پر برسے اور کھیتوں اور بستیوں پر نہ برسے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو بادل شہر مدینہ اور اس کے اطراف سے ہٹ گئے اور آٹھ دن کے بعد مدینہ منورہ میں سورج دکھائی دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۲۴)

اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب کر دے

بنی مرہ کے تیرہ افراد نے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کے سردار حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے اور انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں قحط سالی کی شکایت کی جس پر آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

''اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب کر دے۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان میں سے ہر ایک کو ایک اوقیہ چاندی اور چار چار سو درہم بطورِ تحفہ دو جبکہ ان کے سردار حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے بارہ اوقیہ چاندی بطورِ تحفہ عطا فرمائی۔

روایات میں آتا ہے جب بنی مرہ کا یہ وفد اپنے علاقے میں واپس پہنچا تو انہیں پتہ چلا کہ ٹھیک اسی دن ان کے ہاں بارش ہوئی تھی جس دن حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے کہنے پر ان کے لئے بارش کی دعا کی تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۵)

نجران کے عیسائیوں کا وفد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا مقصد آپ ﷺ سے مناظرہ کرنا تھا۔ ان عیسائیوں نے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''وہ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں اور کنواری مریم علیہا السلام کی جانب القا کئے گئے۔''

عیسائی بولے۔

''وہ تو (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''وہ کیسے؟''

عیسائی بولے۔

''کیا آپ ﷺ نے کوئی بندہ ایسا دیکھا جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اگر یہ دلیل ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق تم کیا رائے رکھتے ہو وہ بغیر ماں باپ کے پیدا کیے گئے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو ماں تھیں اور باپ نہ تھے۔''

ان عیسائیوں کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کی بات کا کوئی جواب نہ تھا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی کی بناء پر جھگڑنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تم مباہلہ کرلو جو سچا ہوا وہ بچ جائے گا اور جو غلط ہوا وہ برباد ہوگا اور حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ آل عمران کی آیت ذیل نازل فرمائی۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۖ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران:۶۱)

''پھر اے محبوب (ﷺ) جو تم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔''

عیسائی وفد نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہا۔

''ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں تین دن کی مہلت دی اور پھر تین دن گزرنے کے بعد وہ

عیسائی وفد عمدہ قبائے زیب تن کئے اپنے نامور پادریوں کے ہمراہ واپس لوٹا۔ آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور آپ ﷺ کی گود میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے، بائیں ہاتھ سے آپ ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ ان سے فرما رہے تھے جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

عیسائی وفد میں موجود بڑے پادری نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے اہل بیت کے ہمراہ دیکھا تو پکار اٹھا۔

''بلاشبہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں اگر یہ ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کریں اے اللہ! ان پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو وہ ان پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے اور تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور پھر روئے زمین پر کوئی بھی عیسائی باقی نہ رہے گا۔''

عیسائی وفد نے جب اپنے بڑے پادری کی بات سنی تو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

''ہم آپ ﷺ سے مباہلہ نہیں کرتے، آپ ﷺ اپنے دین پر رہیں اور ہم اپنے دین پر رہیں گے۔''

پھر ان عیسائیوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا۔

''قسم ہے اللہ عزوجل کی جس کا عذاب ان کے سروں پر تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو یہ بندر اور خنزیر بن جاتے اور ان کے گھر جل کر خاکستر ہو جاتے اور ان کے چرند و پرند سب نیست و نابود ہو جاتے۔'' (دلائل النبوۃ صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۲)

تمہارا سامان چور لے گیا تھا

بنی غامد کا دس آدمیوں کا وفد حضور نبی کریم ﷺ سے ملا اور مدینہ منورہ کی حدود میں داخلے کے وقت انہوں نے اپنا سامان وہیں چھوڑا اور ایک جوان کو اس کی حفاظت پر مامور کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ جوان جو سامان کی حفاظت پر مامور تھا وہ سو گیا اور ایک

چور وہ سامان لے گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا۔

"تمہارا سامان چور لے گیا تھا مگر اس جوان نے چور کو پکڑ لیا اور سامان برآمد ہو گیا۔"

پھر وہ جوان بھی حاضر خدمت ہوا اور اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر آپ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"جتنے دن یہ مدینہ منورہ میں رہیں انہیں قرآن کی تعلیم دیں۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۹)

وہ تمہیں جنگل میں ملے گا

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کی سربراہی میں چار سو مجاہدین کا ایک لشکر کندہ کی جانب روانہ کیا اور کندہ کا بادشاہ "اکیدر" تھا جو مذہباً عیسائی تھا اور دومۃ الجندل میں مقیم تھا۔

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دومۃ الجندل ایک قلعہ ہے اور اس کے گرد و نواح کی بستیاں شام اور مدینہ منورہ کے درمیان بنی طے کے پہاڑوں کے قریب واقع ہیں اور دومۃ الجندل وادی القریٰ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور اس میں ایک مضبوط قلعہ بنا ہوا تھا جسے مارد کہتے تھے اور یہی اکیدر بادشاہ کا قلعہ تھا۔ روایات میں آتا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں قلیل لشکر کے ہمراہ ان کا مقابلہ کیسے کر پاؤں گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اکیدر تمہیں جنگل میں نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے ملے گا اور تم اسے گرفتار کر لینا۔"

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب کندہ پہنچے تو اکیدر انہیں چاندنی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ قلعہ کی چھت پر بیٹھا دکھائی دیا۔ نیل گائے آتی تھیں اور قلعہ کی دیوار کو اپنے سینگ مارتی تھیں۔ اکیدر کی بیوی نے قلعہ کے دروازہ کی جانب

دیکھتے ہوئے اس سے کہا میں نے ایسا نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اکیدر بولا کیا تو نے واقعی ایسا کبھی نہیں دیکھا؟ وہ بولی نہیں میں نے ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر اکیدر قلعہ کی چھت سے اترا اور اس نے گھوڑے پر زین ڈالنے کا حکم دیا اور پھر اپنے خاندان کے کچھ افراد اور اپنے بھائی کے ہمراہ شکاری کتے لئے اور نیل گائے کے شکار کو نکلا۔ جیسے ہی وہ قلعہ سے باہر نکلا اس کا سامنا لشکر اسلام سے ہو گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو گرفتار کر لیا جبکہ اس کا بھائی مارا گیا اور خاندان کے لوگ قلعہ کے اندر گھس کر چھپ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کا کوٹ جو سونے کی تاروں سے بنا ہوا تھا وہ اتار لیا اور ایک مجاہد کے ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس روانہ کیا اور خود بعد میں اکیدر کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اکیدر کا کوٹ پہنچا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیرانگی سے اسے دیکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"تم اسے حیرانگی سے دیکھتے ہو جبکہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ صاف کرنے والے رومال اس سے بہتر ہیں۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر سے کہا۔

"کیا تمہیں منظور ہے تمہیں زندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پیش کیا جائے اور تمہیں قتل نہ کیا جائے؟"

اکیدر نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تو پھر قلعہ کا دروازہ کھلوا دو۔"

اکیدر نے قلعہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ اکیدر کے دوسرے بھائی مصاد نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اکیدر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اس سے کسی بھی شرط پر صلح کر لیں اور اسے اور مجھے قتل نہ کریں یہ قلعہ کا دروازہ

کھول دے گا اور پھر ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے جائیں وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔“

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کے بھائی کو بھی امان دے دی اور یوں اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر اکیدر نے دو ہزار اونٹ، تین سو گھوڑے، چار سو زرہیں اور چار سو نیزوں پر صلح کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا اور اسی حیثیت میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۴۲)

روایات میں آتا ہے اکیدر کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر اس سے صلح کر لی اور کندہ کی حکومت اسی کے سپرد کر دی۔ پھر اکیدر نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہی کندہ پر پھر حملہ کیا اور اکیدر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۴۲)

اپنے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق پیشگی خبر دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا اس دوران کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

”اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ خلافت اس کے لئے ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت اس کے لئے ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد وہ خلیفہ ہیں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

منقول ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دیئے۔ اس شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمارے ساتھ ایسی بخشش و عطا کون کرے گا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔"

اس شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش و عطا کا معاملہ کون کرے گا؟"

اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)"۔

اس شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے جواب کے متعلق بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو ان کے بعد بخشش و عطا کا معاملہ کس کے سپرد ہو گا؟"

اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ان کے بعد یہ معاملہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہو گا۔"

اس شخص نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"گزشتہ رات خواب میں مجھے ایک نیک آدمی دکھایا گیا جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو مجھ سے منسلک کر رہا تھا اور پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کو عمر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ وہ نیک آدمی حضور نبی کریم ﷺ خود ہی ہیں اور بعض کا بعض کے ساتھ منسلک ہونا درحقیقت اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے جس کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد چہارم حدیث ۴۶۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

"میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بعد کچھ عرصہ ہی دنیا میں رہیں گے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۹)

منقول ہے ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور اس کے پاس اس وقت چند تلواریں تھیں جنہیں وہ مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ تلواریں پسند آ گئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلواریں اس سے خرید لیں اور رقم کی ادائیگی کے لئے چند دنوں کی مہلت طلب کی۔ وہ اعرابی واپس لوٹا تو اس کی ملاقات حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا۔

''تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہیں پوچھی کہ اگر ان کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر تمہیں ان تلواروں کی قیمت کون ادا کرے گا؟''

اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر کہا میں ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ پھر وہ اعرابی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔

''اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو مجھے رقم کی ادائیگی کون کرے گا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا تو تمہیں رقم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔''

اس اعرابی نے جا کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر رقم کون ادا کرے گا؟''

اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا۔

''اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر مجھے رقم کون ادا کرے گا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تمہیں رقم عمر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔''

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضور نبی کریم ﷺ کے جواب سے آگاہ کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''کیا تم نے یہ پوچھا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر کچھ معاملہ پیش آ گیا تو پھر تمہیں یہ رقم کون ادا کرے گا؟''

اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

''اگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ معاملہ پیش آ گیا تو میری رقم کا ضامن کون ہو گا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جب ان دونوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہو گا اس وقت تک تجھے بھی موت آ چکی ہو گی۔'' (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کو مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں مقدم فرمایا ہے پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہنا ہدایت پاؤ گے اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی اس کو قتل کر دو اس لئے کہ اس نے میری شان میں گستاخی کی اور دین اسلام کی توہین کی۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے بعد میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کی اقتداء کرنا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں کی منڈیر پر ایک

ڈول ہے پھر میں نے اس کنوئیں سے پانی نکالا جتنا اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور انہوں نے اس میں سے ایک یا دو ڈول نکالے اور وہ ناتواں ہیں اللہ عزوجل ان کی ناتوانی سے عفو فرمائے اور پھر وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور میں نے ان جیسا زور آور نہیں دیکھا جو ان کی مانند اس کنوئیں سے پانی نکالتا اور انہوں نے اس کنوئیں سے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اس پانی سے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کیا۔" (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۳)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے مسجد کی بنیاد رکھی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھو اور پھر فرمایا۔

"میرے بعد یہ دونوں خلیفہ ہوں گے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوں کہ بنی مصطلق، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے صدقات کس کو دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے بعد وہ اپنے صدقات ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیں۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۱)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"میں نہیں جانتا میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ رہوں گا اور تم میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ہدایت لینا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے جو کہیں اس کی تصدیق کرنا۔" (طبرانی جلد نہم صفحہ ۶۸، ابن ماجہ حدیث ۹۷)

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے میں نے ان سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت

کون کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ امت کے نگران ہوں گے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے فضیلت والے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جب میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے کہا اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! زمین والوں پر کسے چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا الٰہی! میں ان پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑ آیا ہوں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"مجھے وہ تمہارے بعد اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں انہیں میری جانب سے سلام کہنا۔"

حضرت محمد بن جبیر مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر آنے کا کہا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملیں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۵۸، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۰)

نگاہِ باطن سے بھانپ گئے

روایات میں آتا ہے فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مشرکین مکہ نے کوشش کی وہ کسی طرح (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر خانہ کعبہ میں مطاف میں چھپ گئے تاکہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کعبہ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے موقع غنیمت جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھے۔ جب حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نزدیک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تو فضالہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے ہاں میں جواب دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تو کس ارادے سے آیا ہے؟"

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"کسی ارادے سے نہیں میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نگاہِ باطن سے بھانپ گئے تھے کہ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کس ارادے سے آئے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطورِ حجت دریافت کیا تھا۔ جب حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا میں اللہ اللہ کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اچھا تم اللہ عزوجل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کائنات ہی بدل گئی۔

خاص تجلی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات یونہی کھڑے رہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور وہ سجدہ اتنا طویل تھا کہ مجھے گمان ہوا کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا۔

"معاذ (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر علم ہے۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سوال چار پانچ مرتبہ دہرایا اور میں نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے رب نے جتنی دیر چاہا میں نے نماز پڑھی اور پھر میرے رب نے مجھ پر ایک خاص تجلی فرمائی اور پھر مجھ سے پوچھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ میں نے کہا میرا رب بہتر جانتا ہے۔ اللہ عزوجل نے یہ سوال مجھ سے

تین چار مرتبہ پوچھا اور پھر کہا میں آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے معاملہ میں غمزدہ نہ کروں گا چنانچہ میں نے اس کے شکرانے میں طویل سجدہ کیا اور میرا رب تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دینے والا ہے اور شکر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(مجمع الزوائد جلد دوم حدیث ۳۷۱۹)

سوسمار کی گواہی

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جس میں مہاجرین اور انصار تھے موجود تھے۔ اس دوران بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا جس کا نام سعید یا معاذ تھا اس نے ایک سوسمار (گوہ) اٹھا رکھی تھی جو اس نے اپنی آستین میں چھپائی ہوئی تھی۔ وہ اعرابی آتے ہی کہنے لگا اللہ کی قسم! (نعوذ باللہ) آج تک کسی ماں نے آپ ﷺ سے زیادہ جھوٹا پیدا نہ کیا ہوگا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ دشمنی والا کسی کو نہیں پایا۔ اگر میرا زور چلتا تو میں تلوار کے ایک ہی وار سے آپ ﷺ کا (معاذ اللہ) سر قلم کر دیتا۔

اس اعرابی کی اتنی سخت گفتگو سن کر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا اور وہ اٹھے اور ارادہ کیا کہ اس اعرابی کو پکڑیں اور ابھی ختم کر دیں مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"نرمی سے کام لو، صبر کرو یہ انبیاء علیہم السلام کی علامات ہیں۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ اس اعرابی کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! میں اس آسمان کے نیچے امین ہوں اور آسمان کے فرشتے بھی میری تعریف کرتے ہیں، میں زمین پر امین ہوں اور اہل زمین بھی میری تعریف کرتے ہیں۔ اے اعرابی! میری محفل میں اچھی بات کرو اور میرے متعلق اچھے کلمات کہو۔"

اس اعرابی نے کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے ملامت کرتے ہیں جبکہ میں نے سچی بات کہی

ہے۔ مجھے لات وعزیٰ کی قسم میں اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس سوسمار کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"بتا میں کون ہوں اور تیرا رب کون ہے؟"

وہ سوسمار بولی۔

"میرا رب زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے، تری اور خشکی پر اس کی بادشاہت ہے اور آپ محمد ﷺ بن عبداللہ ہیں، انبیاءِ کرام علیہم السلام کے رہنما اور پیشوا جبکہ متقیوں کے امام اور امت کے قائد ہیں، جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا وہ یقیناً فلاح پائے گا اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے والا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی وہ خسارہ اٹھانے والا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔"

سوسمار کی بات سن کر وہ اعرابی بہت خوش ہوا اور خوشی خوشی واپس لوٹنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا تم اللہ عزوجل کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟"

وہ اعرابی کہنے لگا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں مذاق نہیں کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ سے زیادہ کسی کو روئے زمین پر اپنا دشمن نہ سمجھتا تھا مگر اب میں روئے زمین پر آپ ﷺ سے زیادہ کسی کو محبت کرنے والا نہیں پاتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو اسلام قبول کر لے اسی میں تیری نجات ہے۔"

اس اعرابی نے فوراً کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ

کے بندے اور رسول ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس اعرابی کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئے اور آپ ﷺ تبسم فرماتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور تین مرتبہ اپنا دست مبارک اس اعرابی کے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا۔

"تم آئے تو کافر تھے مگر اس حالت میں واپس لوٹتے ہو کہ تم مسلمان ہو۔"

(دلائل النبوۃ صفحہ ۳۵۷ تا ۳۵۸)

کامل وضو والے کے لئے بشارت

مسند احمد میں منقول ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور پھر فرمایا۔

"کیا میں تم سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے جس نے کامل وضو کیا اور پھر مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد نماز پڑھی تو ان دونوں نمازوں کے مابین جو گناہ ہوں گے اللہ عزوجل انہیں بخش دے گا۔"

حضرت حمران بن ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور پھر وضو فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا، سر کا مسح کیا اور پھر دونوں پاؤں کو دھویا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا۔

پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ بات نہیں پوچھو گے میں کیوں مسکرایا؟ اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی منگوایا اور پھر وضو کیا جیسا میں نے کیا اور پھر وضو کے بعد آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بندہ وضو کے لئے پانی طلب کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے جو بھی گناہ صادر ہوتے ہیں اللہ عزوجل انہیں معاف فرما دیتا ہے اور پھر جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ بھی اللہ عزوجل معاف فرما دیتا ہے۔

پھر جب بندہ مسح کرتا ہے تو اللہ عزوجل سر کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔ پھر جب بندہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اللہ عزوجل پاؤں کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
"جس نے کامل وضو کیا تو یہ فرض نمازوں کے مابین ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔" (فتح الباری جلد ہشتم صفحہ ۶۹۵)

ثعلبہ پر افسوس ہے

ثعلبہ بن حاطب نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔
"یارسول اللہ ﷺ! میرے مالدار ہونے کی دعا کریں۔"
حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
"ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس سے بہتر ہے جس کا تو شکر ادا نہ کرے۔"
ثعلبہ بن حاطب کچھ دنوں بعد پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی عرض کیا اور کہا۔
"جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔"
حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرما دی اور اللہ عزوجل نے اس کی بکریوں میں برکت فرما دی اور اس کی بکریاں اتنی ہو گئیں کہ مدینہ منورہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی۔ پھر ثعلبہ ان بکریوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کا حال دریافت کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کا مال بہت بڑھ چکا ہے اور اب تو جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہیں رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"ثعلبہ پر افسوس ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے کچھ لوگوں کو ثعلبہ کے پاس بھیجا اور جب انہوں نے ثعلبہ سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہے اور میں سوچ کر جواب دوں گا۔ وہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے کچھ بتانے سے قبل دو مرتبہ کہا۔

''ثعلبہ پر افسوس ہے۔''

پھر اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب وحی بھیجی اور فرمایا۔

''اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول ﷺ نے انہیں فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین کوئی نہ ان کا حمایتی ہو گا اور نہ مددگار اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔'' (سورۃ توبہ: ۷۴ تا ۷۷)

پھر ثعلبہ کو جب اللہ عزوجل کے اس فرمان کی خبر ہوئی تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زکوٰۃ ادا کرنا چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''مجھے اللہ عزوجل نے منع فرما دیا ہے کہ میں تمہاری زکوٰۃ وصول کروں۔''

ثعلبہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو بدحواس ہو کر خود پر خاک ڈالنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''یہ تیرے اپنے اعمال کی سزا ہے اور تمہیں ایک حکم دیا گیا تھا اور تم نے میری اطاعت نہیں کی۔''

مفسرین کرام لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے انکار کے بعد ثعلبہ بن حاطب چلا گیا اور آپ ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ سے زکوٰۃ وصول کریں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تمہاری زکوٰۃ کو حضور نبی کریم ﷺ نے قبول نہیں کیا تھا لہٰذا میں بھی تمہاری زکوٰۃ کو قبول نہیں کروں گا۔''

ثعلبہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو چلا گیا اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور انہیں زکوٰۃ ادا کرنا چاہی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا۔ پھر ثعلبہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور زکوٰۃ دینی چاہی مگر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں بنی زریق کے ایک یہودی لبید بن اعصم نے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کیا اور آپ ﷺ کا یہ حال ہو گیا کہ آپ ﷺ ایک کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ کام آپ ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن اور رات ایسا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس موجود تھے مگر میری جانب متوجہ نہ تھے بس دعا کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں اللہ عزوجل سے جو بات پوچھ رہا تھا اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے وہ مجھے بتا دی اور دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پیروں کی جانب بیٹھ گیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ کہو کہ ان صاحب (حضور نبی کریم ﷺ) کو کیا بیماری ہے؟ اس نے جواب دیا انہیں بیماری

نہیں بلکہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا ان پر جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے فرشتے نے کہا ان پر جادو لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے۔ پہلے فرشتے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ دوسرے فرشتے نے کہا کنگھے اور سر سے نکلے ہوئے بالوں اور نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں۔ پہلے فرشتے نے پوچھا یہ چیزیں یہودی نے کہاں رکھی ہیں؟ دوسرے نے کہا بئر ذروان میں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اگلے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس جگہ گئے اور وہ چیزیں برآمد کیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا۔

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اس کنوئیں کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی رنگ کا ہو اور اس پر کھجور کے درخت بے حد بھیانک تھے گویا سانپوں کے پھن لہراتے ہوں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس جادو کو توڑ کیوں نہیں کرتے؟''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کیا فائدہ؟ اللہ عزوجل نے مجھے اچھا بھلا کر دیا ہے اور اب میں خوامخواہ لوگوں میں ایک شور پھیلانا نہیں چاہتا۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ کنگھا، بال اور نر کھجور کے خوشہ کا غلاف سب دفنا دیا۔ (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث ۷۱۵)

اسے قتل کر دو

منقول ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے چوری کی۔ اس شخص کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اسے قتل کر دو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"پھر اس کا ایک ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر وہ شخص چوری کرتے پکڑا گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس کا ایک پاؤں کاٹ دو۔"

چنانچہ اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور ایک مرتبہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ پھر کہا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس شخص نے ایک مرتبہ پھر چوری کی اور اس مرتبہ اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا۔

راوی کہتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو وہ شخص اپنے عادت سے باز نہ آیا اور اس نے منہ سے چوری کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس شخص کو لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔

"اس شخص کو قتل کر دو۔"

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس شخص کو قتل کر دیا گیا۔

(سنن نسائی جلد ہشتم کتاب قطع السارق صفحہ ۹۰)

چہرے پر شیطان کی سیاہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک شخص بہت عبادت گزار، زہد وتقویٰ والا اور دانا تھا۔ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس شخص کا ذکر کیا مگر آپ ﷺ اسے پہچان نہ سکے۔ ہم نے اس کی صفات بھی بیان کیں مگر آپ ﷺ پہچان نہ سکے۔ پھر ہمیں وہ شخص آتا دکھائی دیا۔ ہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم آپ ﷺ سے کر رہے تھے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اس کے چہرہ پر شیطان کی سیاہی یعنی منافقت دکھائی دیتی ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

"تیرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ تو اس قوم کا بہترین شخص ہے؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! مجھے ایسا خیال آتا ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کون اس شخص کو قتل کرے گا؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اسے قتل کروں گا چنانچہ وہ اسے قتل کرنے کی غرض سے مسجد میں داخل ہوئے اور پھر اسے نماز میں مشغول دیکھا تو خیال آیا کہ میں ایک نماز پڑھتے ہوئے شخص کو کیسے قتل کروں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نمازیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا۔

"کون اس شخص کو قتل کرے گا؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اٹھے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ شخص اس وقت سجدہ میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی خود سے وہی کہا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اور واپس لوٹ آئے۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماجرا دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر فرمایا۔

''کون اس شخص کو قتل کرے گا؟''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اسے قتل کروں گا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر تم نے اسے پالیا تو تم اسے ضرور قتل کرو گے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور اس شخص کو تلاش کیا مگر وہ شخص وہاں سے جا چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام بات بتائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم اسے قتل کر دیتے تو وہ پہلا اور آخری شخص ہوتا اور اس کے بعد میری امت کے دو لوگ کبھی آپس میں اختلاف نہ کرتے۔''

(مسند ابی یعلیٰ جلد اول مسند ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حدیث ۸۵)

پہلا اور آخری فتنہ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو سجدہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ شخص ابھی بھی سجدہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں رک گئے اور فرمایا۔

''اسے کون قتل کرے گا؟''

ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنی آستینیں چڑھائیں اور اپنی تلوار نکالی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک ایسے شخص کو قتل کروں جو سجدہ میں ہے اور گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا۔

"اسے کون قتل کرے گا؟"

پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اسے میں قتل کروں گا مگر جب اس کے نزدیک گیا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک ایسے شخص کو قتل کروں جو سجدہ میں ہے اور گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات سنی تو فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اسے قتل کر دیتے تو یہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔"

(مسند امام احمد جلد ہفتم حدیث ۲۰۴۵۳)

جبرائیل علیہ السلام نے قاتل کی خبر دی

مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں کسی رنجش پر سوید بن صامت پر قابو پالیا اور اسے قتل کر دیا اور یہ قبولِ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر دونوں غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور حارث بن سوید رضی اللہ عنہ، مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے رہے تاکہ وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیں۔

پھر غزوہ احد میں بھی دونوں شریک تھے اور حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے موقع پاتے ہی مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔

"حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ کو دھوکہ سے قتل کیا ہے اور اب انہیں

بھی قتل کیا جائے؟"

حضور نبی کریم ﷺ سخت گرمی میں سواری پر سوار قباء پہنچے اور نماز ادا فرمائی۔ انصار کو آپ ﷺ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس سخت گرمی میں آپ ﷺ کی آمد کی توقع نہ تھی۔ پھر حارث بن سوید رضی اللہ عنہ بھی رنگین چادر میں حاضر ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

"حارث (رضی اللہ عنہ) کو مسجد کے دروازہ کے پاس لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو اس نے مجذر بن زیاد (رضی اللہ عنہ) کو دھوکہ سے قتل کیا ہے۔"

حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے انہیں اس وجہ سے قتل نہیں کیا کہ میں اسلام سے پھر گیا ہوں اور نہ ہی میرا یہ قتل کسی شک کی بناء پر ہے بلکہ ایسا شیطان کی جانب سے غصہ دلانے اور نفس کے بہکاوے کی وجہ سے ہوا ہے اور میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے اس عمل کی توبہ کرتا ہوں، میں اس کی دیت ادا کروں گا اور لگاتار دو ماہ کے روزے رکھوں گا اور ایک غلام بھی آزاد کروں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سننے کے بعد ایک مرتبہ پھر حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

"اسے لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔"

راوی کہتے ہیں حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دی۔ (سنن الکبریٰ بیہقی جلد ہشتم حدیث ۱۶۰۶۱)

مالِ مسروقہ کے متعلق بتانا

عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں ایک عورت نے دوسری عورت کے پاس جا کر کہا فلاں عورت تجھ سے زیور ادھار مانگتی

ہے۔ اس عورت نے اپنا زیور اسے ادھار دے دیا اور پھر کچھ عرصہ انتظار کیا مگر اپنا زیور نہ پایا تو اس نے اپنے زیور کا مطالبہ اس عورت سے کیا جس کے نام پر اس عورت نے زیور لیا تھا مگر وہ عورت کہنے لگی میں نے تیرا زیور ادھار نہیں لیا۔ اس عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا۔ اس عورت نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اس رب کی قسم کھاتی ہوں جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے کوئی چیز ادھار نہیں لی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اس عورت کی بات سنی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"تم اس کے گھر جاؤ اور اس کے بستر کے نیچے سے وہ زیور لے آؤ۔"

راوی کہتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ زیور لے کر آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد نہم حدیث ۱۹۱۰۴)

اس کی اونٹنی واپس کر دے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اور اس نے ایک شخص کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ جب یہ مقدمہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو مدعی نے کہا۔

"اس شخص نے میری اونٹنی لی ہے۔"

دوسرے شخص نے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اس کی اونٹنی نہیں لی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو نے اس کی اونٹنی لی ہے پس تو اس کی اونٹنی واپس کر دے۔"

راوی کہتے ہیں اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو اس کی اونٹنی اسے واپس کر دی۔ (سنن الکبریٰ بیہقی جلد دہم کتاب الایمان حدیث ۱۹۸۸۰)

تو اپنے قول میں جھوٹا ہے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک صبح ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں جمع ہوئے اور پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ کی نکیل تھامے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یوں سلام عرض کیا۔

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس دوران وہ اونٹ بلبلانے لگا۔ پھر ایک دوسرے شخص نے جو اس کا محافظ تھا اس نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔

"یہ اونٹ چوری کا ہے۔"

اونٹ نے ایک مرتبہ پھر بلبلاتے ہوئے آواز نکالی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فریاد سننے کے لئے خاموشی اختیار کی اور پھر اس کا غم سنا۔

راوی کہتے ہیں جب وہ اونٹ اپنی فریاد سنا چکا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس محافظ سے فرمایا۔

"تو اس سے باز رہ اور اس نے تیرے خلاف گواہی دی ہے اور تو جھوٹا ہے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس محافظ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو چلا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا۔

"تم جب میرے پاس آئے تھے تو تم نے کیا پڑھا تھا؟"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس اعرابی نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنا درود بھیج کہ کوئی درود باقی نہ رہے۔ اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی برکتیں نازل فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے اور

بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اتنی سلامتی نازل فرما کہ کوئی سلامتی باقی نہ رہے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا کہ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرما کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس اعرابی کی بات سنی تو فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے اس کا معاملہ مجھ پر ظاہر فرما دیا تھا اور اونٹ کے بولنے نے تجھے اس الزام سے بری کر دیا اور فرشتوں نے آسمان کو ڈھانپ لیا۔"

(معجم الکبیر جلد پنجم حدیث ۴۸۸۷)

مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا

روایات میں آتا ہے غزوہ بدر میں مشرکین کے جو لوگ قیدی بنائے گئے ان میں ابوعزہ عمرو بن عبداللہ نامی ایک معذور شاعر بھی تھا اور یہ شخص کثیر العیال تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے حالات آپ ﷺ سے مخفی نہیں لہٰذا آپ ﷺ مجھ پر احسان فرمائیں اور مجھے رہا فرما دیں۔"

پھر اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"میں اس لئے مسلمانوں کے مقابلہ پر نکلا تھا تاکہ میں اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ مال حاصل کروں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی معذوری دیکھتے ہوئے اس کی رہائی کا حکم دے دیا۔ ابوعزہ عمرو بن عبداللہ نے عہد کیا کہ میں آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے نہیں نکلوں گا مگر اس نے بدعہدی کی اور غزوہ احد کے موقع پر مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا رہا اور پھر لشکر اسلام نے اسے پکڑ لیا اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا مشرک غزوہ احد میں قیدی نہیں بنایا گیا تھا۔ اس کا مقدمہ ایک مرتبہ پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس نے آپ ﷺ سے ایک مرتبہ پھر معافی کی

درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا اور تم مکہ مکرمہ واپس جا کر مشرکین سے کہو گے کہ دیکھو میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دو مرتبہ دھوکہ دیا ہے۔“

راوی کہتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ابوعزہ عمرو بن عبداللہ کی گردن اس کی بدعہدی پر اس کے تن سے جدا کر دی گئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۳۰)

اگر وہ مجھ پر تھوک دیتے تب بھی میں مر جاتا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابی بن خلف نے مکہ مکرمہ میں یہ قسم کھائی۔

”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور قتل کروں گا۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابی بن خلف کی قسم کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اللہ عزوجل نے چاہا تو میں اسے قتل کروں گا۔“

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر ابی بن خلف لوہے کا لباس پہنے میدانِ جنگ میں اترا اور کہہ رہا تھا۔

”آج اگر میں بچ گیا تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں بچیں گے۔“

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر ابی بن خلف نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیا مگر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور ان کے جسم پر بے شمار زخم آئے اور وہ شہید ہو گئے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن خلف کی ہنسلی کی ہڈی دیکھ لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں نیزہ گھونپ دیا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نیزے کی ضرب سے ابی بن خلف کو معمولی زخم آیا اور اس سے خون نہ نکلا۔ پھر اس کے ساتھی آئے اور اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ تکلیف کی شدت سے کراہ رہا تھا۔

ابی بن خلف کے ساتھیوں نے اس سے کہا۔

"تم کیوں ایسے چلاتے ہو جبکہ زخم معمولی ہے۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابی بن خلف نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ تکلیف ذی المجاز کو پہنچتی جس سے میں دو چار ہوں تو وہ سب موت کے گھاٹ اتر جاتے۔"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ابی بن خلف نے اپنے ساتھیوں کے کہنے پر کہا۔

"کیا تم جانتے نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قتل کرنے کی بات کی تھی اور اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو یقیناً میں مرجاتا۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر غزوۂ احد سے واپسی پر مکہ مکرمہ سے قبل مقام سرف پر ابی بن خلف درد کی شدت سے تڑپتا اور چلاتا ہوا جہنم واصل ہوا۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۵۸)

نشانِ عبرت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم میں بنی نجار کا ایک شخص تھا اور اس نے سورۂ البقرہ اور سورۂ آل عمران حفظ کی تھیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتب وحی بھی تھا مگر پھر وہ مرتد ہوگیا اور اہل کتاب سے مل گیا۔ وہ کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی نہیں جانتے اور وحی کے الفاظ ان کے لئے کچھ بھی لکھ دیئے جائیں۔ اس کی ان باتوں کا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں فرمایا۔

"اے اللہ! اسے دوسروں کے لئے نشانی اور سامانِ عبرت بنا دے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے اسے ہلاک کر دیا اور لوگوں نے اسے دفن کیا مگر اگلی صبح لوگوں نے دیکھا زمین نے اسے باہر اگل دیا۔ مشرکوں نے کہا یہ ضرور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حرکت ہے کیونکہ یہ انہیں چھوڑ کر ہمارے ساتھ آن ملا تھا اور انہوں نے اس کی لاش زمین سے نکال کر باہر رکھ دی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اس کے لئے پھر قبر کھودی اور جتنا گہرا گڑھا کھود سکتے تھے کھودا اور اسے اس میں دبا دیا۔ اگلے دن اس کی لاش پھر زمین نے باہر

اگل دی۔ انہوں نے پھر وہی باتیں کیں اور اس مرتبہ مزید گہرا گڑھا کھود کر اسے دبا دیا مگر تیسری مرتبہ پھر زمین نے اسے باہر اگل دیا۔ اب ان مشرکوں کو یقین آ گیا کہ یہ کسی انسان کی حرکت نہیں ہے۔

چور کو قتل کرنے کا حکم دیا

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور اس نے پھر چوری کی اور پکڑا گیا۔ جب اسے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا بایاں پاؤں کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا مگر وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور پھر تیسری مرتبہ چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا اور اسے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا مگر وہ پھر بھی چوری سے باز نہ آیا اور اس نے چوتھی مرتبہ پھر چوری کی اور پکڑا گیا۔ اس مرتبہ پھر آپ ﷺ نے اس کے قتل

کا حکم دیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا دایاں پاؤں کاٹ دو۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے اس کا دایاں پاؤں بھی کاٹ دیا گیا مگر وہ بدبخت چوری کی عادت سے باز نہ آیا اور ایک مرتبہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

راوی کہتے ہیں جب اس شخص کو مقتل گاہ کی طرف لے جایا گیا تو وہ باوجود معذور ہونے کے بھاگ گیا۔ اس کو یوں بھاگتا دیکھ کر اونٹ بھی بلبلانے لگے۔ پھر اس شخص کو پکڑ لیا گیا اور پھر لوگوں نے اسے پتھر مار کر مار دیا اور اس کی لاش کو اٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا اور اس کنوئیں کو بھی پتھروں سے بند کر دیا۔ (سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۳۵۸ تا ۳۵۹)

عمدہ خط

منقول ہے ایک مرتبہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے تختیاں لکھیں اور پھر دونوں بھائیوں کے مابین خوشخطی پر بحث چھڑ گئی کہ کس کا خط زیادہ عمدہ ہے؟ پھر دونوں بھائی فیصلے کے لئے اپنے والد بزرگوار حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہوں نے دونوں بیٹوں کا دل رکھنے کے لئے کہا کہ تم اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کس کا خط زیادہ عمدہ ہے؟ چنانچہ دونوں بھائی اپنی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے دریافت کیا کہ کس کا خط زیادہ عمدہ ہے؟ والدہ کی محبت نے گوارا نہ کیا کہ وہ دونوں بیٹوں میں سے کسی کا دل دکھائیں چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے نانا کے پاس جاؤ اور ان سے اس بارے میں دریافت کرو۔ پھر دونوں بھائی اپنے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تختیاں دکھاتے ہوئے دریافت کیا کس کا خط زیادہ عمدہ ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کا فیصلہ جبرائیل علیہ السلام کریں گے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دونوں کا فیصلہ تو اللہ

عزوجل کرے گا۔ پھر اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم جنت میں جاؤ اور وہاں سے ایک جنتی سیب لاؤ اور اسے ان دونوں کی تختیوں کے اوپر ہوا میں اچھالو وہ سیب جس کی تختی پر گرے گا اس کا خط زیادہ اچھا ہوگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت میں گئے اور وہاں سے جنتی سیب لائے اور اسے ہوا میں اچھالا۔ وہ سیب دو ٹکڑے ہوگیا اور ایک ٹکڑا حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تختی پر اور ایک ٹکڑا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تختی پر گر گیا۔ اللہ عزوجل کا فیصلہ ہو چکا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کا خط عمدہ ہے اور اللہ عزوجل نے تم دونوں کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۴۵)

پیاس کی شدت سے بچے رو رہے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور راستہ میں ہمارا گزر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا اور ہم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے رونے کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے رونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا۔

"پیاس کی شدت سے بچے رو رہے ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے مشکیزے کی جانب بڑھے تو مشکیزہ خالی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پانی کے متعلق دریافت کیا مگر گرمی کی شدت کی وجہ سے کسی کے پاس پانی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایک بچے کو مجھے دے دو۔ انہوں نے پردے کے پیچھے سے بچہ دے دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سینے سے لگایا مگر وہ شدتِ پیاس سے روتا رہا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان نکالی اور اس کے منہ میں ڈال دی اور اس نے زبان چوسنا شروع کر دی یہاں تک کہ وہ بچہ سیراب ہوگیا۔ اس دوران دوسرا بچہ رو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے دوسرا بچہ دو۔ پھر انہوں نے دوسرا بچہ بھی پکڑا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی اور اس نے بھی آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان چوسنا شروع کر دی یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا۔ (معجم الکبیر جلد سوم حدیث ۲۶۵۶)

مجھے اپنا غم عزیز ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں بازو پر اور اپنے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں بازو پر بٹھا رکھا تھا اس دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"اللہ عزوجل ان دونوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع نہ رکھے گا اور ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے جسے پسند کرتے ہیں اسے اپنے پاس رکھ لیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بات سنی تو فرمایا۔

"اگر حسین رضی اللہ عنہ کی موت ہوئی تو میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے غم میں نڈھال ہو جائیں گی اور ان کے والد علی رضی اللہ عنہ بھی قرار نہ پائیں گے اور اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو یہ غم مجھ پر ٹوٹے گا اور مجھے اپنا غم پسند ہے۔"

چنانچہ اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵)

کربلا کی مٹی

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا بنت حارث بیان کرتی ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو آغوش میں بٹھا رکھا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا۔

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آنسو بہاتے ہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے میرے بیٹے کی شہادت کی خبر دی ہے۔ میں نے عرض کیا کیا اس بیٹے کی جس کو گود میں بٹھا رکھا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے تھے جہاں میرے بیٹے کو شہید کیا جائے گا اور وہ مٹی سرخ رنگ کی تھی۔"

(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۹۱۸)

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر کافی عرصہ بعد تشریف لائے اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال غبار آلود ہیں۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ماجرا ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھتی ہوں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے آج اس جگہ کی زیارت کروائی گئی ہے جو ملک عراق ہے اور وہ مقام کربلا ہے اور وہاں میرے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے گا اور وہاں میں نے اپنی اولاد کو دیکھا اور ان کے خون کو زمین سے اٹھایا اور وہ میرے ہاتھ میں ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مٹھی کھولی اور فرمایا۔

"اسے سنبھال لو اور اسے حفاظت سے رکھنا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"میں نے دیکھا وہ سرخ رنگ کی مٹی تھی۔ میں نے اسے ایک بوتل میں رکھ لیا اور اس بوتل کا منہ اچھی طرح بند کر دیا۔ پھر جب حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے عراق کا سفر کیا تو میں اسے شیشی کو روز دیکھتی تھی اور جب عاشورہ کا دن ہوا تو میں نے اس میں تازہ خون دیکھا اور میں جان گئی آج ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مجھے ملی تو وہ عاشورہ کا ہی دن تھا اور اس وقت آپ

رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۷۵ برس تھی۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۵)

جنت کی خوشخبری

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنایا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ عزوجل بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب المناقب حدیث ۸۷۰)

جنتی سیب

نزہۃ المجالس میں منقول ہے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ انہوں نے وہ طباق حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس میں سے اس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ ﷺ کو پیارا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں وہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست انور اس میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب تو لکھا ہوا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِاَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ

یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقَ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَ فِيْ سَقَرَ

عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔ بعد ازاں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لئے اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمُهُ الرَّحْمٰنُ

عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمٰن کا دشمن ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے طباق میں سے ایک اور

سیب اٹھایا جس کے ایک جانب تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللهِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

یعنی علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ عزوجل کی بے حد حمد و ثناء بیان کی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم)

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

”ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں وہ کنکریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے دیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دیں اور وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں پڑھتی رہی تھیں۔“ (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۱۱)

مستقبل میں فتنوں کی پیشگوئی

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل کے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے اس دوران ایک شخص وہاں سے گزرا جس نے سر پر کپڑا ڈال رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”جب فتنے ظاہر ہوں گے اس وقت یہ کپڑے والا شخص ہدایت پر ہو گا۔“

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آگے بڑھ کر اس کپڑے والے شخص کو دیکھا

وہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔

"کیا عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت ہدایت پر ہوں گے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! یہ اس دن ہدایت پر ہوں گے۔"

(سنن الترمذی جلد پنجم باب فی مناقب عثمان حدیث ۳۷۰۴)

مستقبل میں مال کی فراوانی کی پیشگوئی

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا اس نے راہزنی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ)! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لیے آئے گی اور اسے سوائے اللہ عزوجل کے کسی کا خوف و ڈر نہ ہوگا۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا۔

"قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے۔"

میں نے عرض کیا۔

"کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! کسریٰ بن ہرمز کے خزانے۔"

اور فرمایا۔

"اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھ لو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لئے ہوگا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کرلے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر ہم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھ لیں گے۔"

راوی کہتے ہیں تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی انہوں نے اڑھائی سال خلافت کی، اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے۔

"جہاں فقراء نظر آئیں یہ مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔"

راوی کہتے ہیں ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا بالآخر وہ مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ بہت تونگر ہو گئے تھے اور انہوں نے سب کو مالدار کر دیا تھا۔ (صحیح بخاری)

مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اللہ عزوجل اس کی بدولت مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب مناقب حسن وحسین رضی اللہ عنہما حدیث ۹۳۳، جامع ترمذی جلد دوم باب المناقب حدیث ۱۷۰۶)

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تو اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، میں تم سب سے زیادہ اس امت کا خیر خواہ ہوں اور کیا تم نہیں چاہتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں اتفاق ہو۔ میں اپنے کسی ذاتی مقصد یا تشہیر کے لئے تم لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اور میں اس امر پر راضی ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو پورا کروں اور امت کو انتشار سے بچاؤں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۷۷)

عرش کے دو ستون

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"حسنین کریمین رضی اللہ عنہم عرش کے دو ستون ہیں اور وہ معلق نہیں۔ پھر جب جنت میں اہل جنت مقیم ہوں گے تو جنت بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گی کہ اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے اپنے ستونوں میں سے دو ستونوں سے مزین کرے گا۔ اللہ عزوجل جنت سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ذریعے مزین نہیں کیا۔" (معجم الاوسط جلد اول حدیث ۳۴۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جنت نے ایک مرتبہ جہنم پر فخر کیا اور جہنم نے جواب میں جنت سے کہا میں تم سے بہتر ہوں۔ جنت نے پوچھا وہ کیسے؟ تو جہنم بولی کہ مجھ میں بڑے بڑے حکمران جیسے فرعون اور نمرود ہوں گے؟ جنت نے جب جہنم کی بات سنی تو خاموش ہو گئی پھر اللہ عزوجل نے جنت کی جانب یہ وحی بھیجی کہ تو یوں لاجواب نہ ہو بلکہ میں تجھے اپنے دو ستون حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے ذریعے مزین کروں گا اور جنت نے جب اللہ عزوجل کا فرمان سنا تو خوشی سے جھوم اٹھی۔"

(معجم الاوسط جلد ہفتم حدیث ۷۱۲)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا کشتی کرنا

منقول ہے بچپن میں ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''حسن (رضی اللہ عنہ) تم حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کو کہتے ہیں وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔'' (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰۴)

غیب کی خبریں بتانا

نجاشی کی وفات کی خبر دی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جس دن نجاشی کی وفات ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی وفات کی خبر دی اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جنت البقیع تشریف لے گئے اور وہاں نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

ایک انصاری اور ایک ثقفی کو ان کے حال کی خبر دی:

منقول ہے مسجد خیف (منیٰ) میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر تم چاہو کہ جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی دوں تو میں جواب دیتا ہوں، اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کر لو۔"

ان دونوں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے شفقت سے فرمایا۔

"تم اپنی رات کی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے، اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔"

اور انصار سے فرمایا۔

"تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آنے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات کے بارے میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈوانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔"

ان دونوں نے عرض کیا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔"

(خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۷۳)

یاجوج ماجوج کی دیوار میں شگاف کی خبر دینا:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا اور آپ ﷺ "لا الٰہ الا اللہ" کہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آ گیا ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے۔"

اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن صفحہ ۸۷۰)

تو اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوگا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا۔

"آپ (ﷺ) کون ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں نبی ہوں۔"

اس نے کہا۔

"نبی کسے کہتے ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کے رسول کو۔"

اس نے کہا۔

"قیامت کب آئے گی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا۔"

اس نے کہا۔

"اپنی تلوار مجھے دکھائیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے تلوار اسے دے دی۔ اس نے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ ﷺ کو تلوار واپس کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"سن لے! تو ہرگز وہ نہ کر سکے گا جو تو کرنا چاہتا ہے۔"

اس نے کہا۔

"بیشک میرا ارادہ برا تھا۔"

حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کو ان کے سوالوں سے آگاہ کرنا:

حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے وابصہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟"

میں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بتائیے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراحِ صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔"

(مسند احمد، بزار، بیہقی)

تم مجھ سے ذوالقرنین علیہ السلام کے متعلق پوچھتے ہو:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ اہل کتاب اپنی کتابیں اٹھائے ہوئے آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے

پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں کہ جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر میری طرف دیکھا میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"انہیں آنے کی اجازت دے دو۔"

وہ لوگ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دو جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔"

انہوں نے کہا۔

"ضرور ہمیں بتایئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندانِ روم میں سے تھے۔ اللہ عزوجل نے انہیں حکومت عطا فرمائی، اور انہوں نے سیر کی یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ عزوجل نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین و آسمان کے درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا اپنے نیچے دیکھو انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اور اوپر چڑھا اور کہا آپ اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ عزوجل نے تمہارے لیے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔ پھر فرشتہ نے انہیں اتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی وہ پہاڑ اتنے

چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر نہ ٹھہرتی تھی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے روئے زمین کی سیر کی اور وہ ایسے لوگوں پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہیں۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی' پھر آگے بڑھے تو ایسے قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ بڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ عزانیق پر آئے۔"

اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا۔

"ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔" (بیہقی)

جو پارسائی طلب کرے گا اسے پارسائی ملے گی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں بھوک سے ایسی تکلیف پہنچی کہ پہلے کبھی نہ پہنچی تھی۔ میری بہن نے کہا۔

"تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو۔"

میں آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو پارسائی چاہے گا اللہ عزوجل اسے پارسائی دے گا اور جو غنا چاہے گا اللہ عزوجل اسے غنا دے گا۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا۔

"خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے اب میں کچھ عرض نہ کروں گا۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی بہن کے پاس واپس چلا گیا اور میں نے خدا کی قسم خود کو سخت مشقت میں ڈالا اور جب چند درہم مزدوری مجھے ملی ہے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا۔ (بیہقی)

اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتانا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

''قرن میں ایک شخص ہے جس کی شفاعت سے قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ وہ شخص کون ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''وہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اشتیاق مزید بڑھا اور وہ ملاقات کے خواہاں ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''نہیں! تم ان سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کرو گے۔ ان سے ملاقات کا شرف صرف عمر اور علی (رضی اللہ عنہم) کو حاصل ہوگا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دریافت کرنے پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پہچان کے بارے میں بتایا۔

''اس کے پورے جسم پر بال ہیں اور اس کی ہتھیلی کے بائیں طرف ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا ایک داغ ہے لیکن وہ داغ برص کا نہیں ہے۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم جب ان سے ملو تو میرا اسلام پہنچانا اور ان کو میرا پیغام دینا کہ میری امت کے لئے دعا کریں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے پیراہن کا حق دار کون ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرے پیراہن کا حق دار اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

(خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۰۷)

وہ مسلمان ہونے آرہے ہیں:

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے بت کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور بت کو توڑ ڈالا۔ جب ابوالدردا گھر واپس آئے اور بت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا۔

"تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔"

اس کے بعد وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے۔

"وہ ابوالدردا (رضی اللہ عنہ) آرہے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈنے آرہے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ مسلمان ہونے آرہے ہیں کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ابوالدردا رضی اللہ عنہ مسلمان ہوجائیں گے۔" (دلائل النبوۃ)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیشگوئی

طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے روایت بیان کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"تم کو لوگوں سے اور لوگوں کو تم سے تکلیف و مصیبت پہنچے گی۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوئی۔

منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل مکہ کے سامنے خطاب کیا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد یزید کی خلافت میں ہونے والے نقصانات اور شہادتِ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور اہل عراق بالخصوص اہل کوفہ کی مذمت کی جنہوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی اور کہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ انتہائی عبادت گزار، شب بیدار اور صائم النہار تھے مگر انہوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو امارت کا حقدار نہ جانا اور یزید کا ساتھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا شروع کر دی۔ یزید کو جب علم ہوا آپ رضی اللہ عنہ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں تو اس نے عہد کیا میں آپ رضی اللہ عنہ کو ضرور زنجیروں میں جکڑوں گا۔ اس دوران یزید نے عمرو بن سعید کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے ولید بن عقبہ کو اس کی جگہ گورنر مقرر کر دیا۔ بنی امیہ کے لوگوں نے ولید بن عقبہ سے کہا کہ اگر عمرو بن سعید چاہتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے یزید کے پاس بھجوا سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۸ تا ۲۴۹)

۶۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی قیادت میں لوگوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور اہل مکہ اور گردونواح کے بیشتر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی تھی۔ محرم الحرام کی پہلی شب تھی اور مسور بن مخرمہ کا غلام آزاد سعید مکہ مکرمہ آیا اور اس نے لوگوں کو مدینہ منورہ کے واقعات سے آگاہ کیا اور وہاں مسلم بن عقبہ کی درندگی اور خونریزی کا ذکر کیا۔ اس کی بات سن کر اہل مکہ نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور وہ جان گئے کہ مسلم بن عقبہ جلد ادھر کا بھی رخ کرے گا اس لئے انہوں نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں چنانچہ جب مسلم بن عقبہ نے اہل مدینہ سے یزید کی زبردستی بیعت لے لی تو اس نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی شروع کی مگر راستے میں ہی وہ مر گیا۔ مسلم بن عقبہ نے حصین بن نمیر کو اپنا جانشین مقرر کیا اور پھر حصین بن نمیر کی قیادت میں یزیدی لشکر نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی کی اور مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ایک لشکر روانہ کیا جس نے حصین بن نمیر اور اس کے لشکر سے جنگ کی اور کافی دیر تک قتال ہوتا رہا اور اس لڑائی میں منذر

بن زبیر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے اور پھر حصین بن نمیر جس کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تعداد میں بھی بڑا تھا اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر کو پسپا کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حصین بن نمیر کے لشکروں کے مابین یہ لڑائی دو ماہ تک جاری رہی اور پھر ربیع الاوّل سہ شنبہ ۶۴ھ کو حصین بن نمیر نے اپنے لشکر کو خانہ کعبہ پر سنگ باری کا حکم دیا۔ پھر ایک منجنیق لائی گئی اور اس سے خانہ کعبہ پر سنگ باری کی گئی یہاں تک کہ خانہ کعبہ کا صحن پتھروں سے بھر گیا۔ حصین بن نمیر نے قریباً چونسٹھ دن تک مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا اور پھر جب یزید کی موت کی خبر ملی تو یہ محاصرہ اور جنگ ختم ہوئی۔ اس دوران خانہ کعبہ میں آگ بھی لگی اور یہ واقعہ یزید کی موت سے انتیس دن پہلے پیش آیا اور اس کے متعلق منقول ہے کہ لوگ چونکہ خانہ کعبہ کے گرد عموماً آگ جلا لیا کرتے تھے چنانچہ اس مرتبہ بھی کچھ لوگوں نے آگ جلائی اور پھر تیز ہوا کا جھونکا آیا اور ایک چنگاری اڑ کر غلافِ کعبہ پر پڑی اور غلافِ کعبہ نے آگ پکڑ لی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے آگ پھیلتی چلی گئی اور آگ نے حطیم کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔

جن دنوں حصین بن نمیر نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا ان دنوں ۱۴ ربیع الاوّل ۶۴ھ میں یزید کی موت واقع ہوئی اور یزید کی موت کی خبر حصین بن نمیر کو نہ ہوئی جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع مل گئی۔ دونوں گروہوں میں جنگ عروج پر تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا۔

"اے شامیو! تمہارا طاغوت ہلاک ہو چکا اب تمہارا جس سے جی چاہے بیعت کر لو اور جسے یہاں کے لوگوں کی بیعت منظور نہیں وہ بلاشبہ شام واپس چلا جائے۔"

پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حصین بن نمیر کو بلایا اور کہا کہ یزید کی موت واقع ہو گئی اور اب اگر تم واپس جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ حصین بن نمیر نے کہا انہیں طواف کی اجازت دی جائے اور وہ طواف کر کے واپس لوٹ جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی اور پھر حصین بن نمیر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ کے طواف کے بعد واپس شام لوٹ گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حصین بن نمیر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا میرے پاس جو لشکر ہے اس میں شام کے کئی امراء بھی ہیں اگر آپ رضی اللہ عنہ انہیں امان دے دیں تو یہ سب آپ رضی اللہ عنہ کی

بیعت کر لیں گے اور جو خونریزی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ہوئی اس پر ان کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حصین بن نمیر سے کہا اللہ عزوجل کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔

حصین بن نمیر کو جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے صاف جواب مل گیا تو اس نے اپنے لشکر کے ہمراہ رخت سفر باندھا اور ملک شام واپس لوٹ گیا۔ اس واقعہ کے بعد حجازِ مقدس کے لوگوں کی دھاک اہل شام پر بیٹھ گئی اور بنو معاویہ بھی حجازِ مقدس چھوڑ کر شام چلے گئے اور شام میں اس وقت یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید کی بیعت ہو رہی تھی یوں خلافت کے دو مرکز ہو گئے۔ حجازِ مقدس اور اس سے ملحقہ دیگر علاقوں کے لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی جبکہ اہل شام اور دیگر علاقوں کے لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کر لی مگر معاویہ بن یزید زیادہ دیر منصب امارت پر فائز نہیں رہا اور تین ماہ بعد مر گیا۔

ایک روایت کے مطابق چالیس دن بعد معاویہ بن یزید کی موت واقع ہوگئی۔ معاویہ بن یزید کی موت کے بعد اہل شام اور دیگر علاقوں کے لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور یوں آپ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلیفہ مقرر ہوئے۔

(تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۴ تا ۲۶۸، تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۵۵۱ تا ۵۵۲، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۷)

روایات میں آتا ہے یزید کی موت کے بعد اہل عرب نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دست اقدس پر بیعت کر لی جبکہ اہل شام نے مروان بن الحکم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر کچھ عرصہ بعد مروان بن الحکم مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا۔ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کی سربراہی میں ایک لشکر بھیجا جس نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کر دی اور حجاج بن یوسف کے حکم پر اس کے سپاہیوں نے ابوقبیس پہاڑ پر منجنیق نصب کر لی اور خانہ کعبہ کے صحن میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر پتھر برسانا شروع کر دیئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما محاصرہ کے اگلے دن صبح کے وقت اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جن کی اس وقت عمر سو برس سے زیادہ تھی مگر ان کا کوئی بھی دانت نہ گرا تھا اور نہ ہی ان کی آنکھوں کی بینائی میں کچھ کمی ہوئی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔

''کیا حالات ہیں؟''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا۔

''دشمن فلاں فلاں جگہ پہنچ چکا ہے۔''

اور یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور پھر کہا۔

''بلاشبہ موت میں آرام و راحت ہے۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا۔

''شاید تم نے یہ بات میرے لئے کہی ہے اور مجھے اس وقت تک مرنا پسند نہیں جب تک تیرا کچھ فیصلہ نہ ہو جائے۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے والدہ سے رخصتی کی اجازت چاہی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''تم موت کے خوف سے اپنی کسی دینی خصلت کو ترک نہ کر دینا۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما واپس صحن کعبہ میں پہنچے تو وہاں آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھیوں نے کہا۔

''ہمیں ان کے ساتھ مذاکرت کرنے چاہئیں۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

''کیا یہ وقت صلح کا ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! اگر وہ تمہیں صحن کعبہ میں بھی پالیں تو وہ تمہیں ضرور ذبح کریں گے۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حکم پر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے حجاج بن یوسف کے لشکر کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ خود بھی صف اول میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھی مسجد الحرام کی چھت پر کھڑے حجاج بن یوسف کے لشکر پر اینٹیں برسا رہے تھے اتفاقاً ایک اینٹ آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر لگی اور آپ رضی اللہ عنہ زمین پر گر پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ جیسے ہی زمین پر گرے حجاج بن یوسف کے ایک بڑے لشکر نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اوّل حدیث ۱۷۱)

طاعون تمہارے لئے رب کی رحمت ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب بھی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کو انتہائی توجہ سے سماعت فرماتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرطِ جذبات سے بے خود ہو گئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"میں تمہیں ایک دعا بتاتا ہوں تم وہ دعا ہر نماز کے بعد پڑھنا۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذیل کی دعا یاد کرائی۔

رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک

"اے میرے رب! مجھے اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور حسن عبادت کی توفیق عطا فرما۔"

منقول ہے حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت شرجیل بن حسنہ اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہم ایک ہی دن مرضِ طاعون میں مبتلا ہوئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ طاعون تمہارے لئے رب کی جانب سے رحمت ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی ارواح قبض کرنے کا ذریعہ ہے۔ اے اللہ! تو آلِ معاذ رضی اللہ عنہ کو اس رحمت سے وافر حصہ عطا فرما۔"

راوی کہتے ہیں ابھی شام بھی نہ ہونے پائی تھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فرزند عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بھی مرضِ طاعون میں مبتلا ہو گئے اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند تھے اور انہی کے نام پر آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے اس فرزند سے بہت محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب مسجد

میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کا یہ فرزند شدید تکلیف میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا حال دریافت کرتے ہوئے پوچھا۔

"اے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)! کیا حال ہے؟"

انہوں نے جواب میں سورۃ البقرہ کی آیت تلاوت کی یہ امر واقعی آپ کے رب کی جانب سے ہے اور آپ شکر کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہوں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی جواب میں سورۃ الصافات کی آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے۔

"اور انشاء اللہ تم مجھے صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔"

راوی کہتے ہیں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا اسی شب وصال ہو گیا اور اگلے دن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کی تدفین کی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کا مرض بھی شدت اختیار کر گیا اور نزع کی ایسی شدید کیفیت طاری ہوئی کہ کسی کو نہ ہوئی ہو گی اور آپ رضی اللہ عنہ کو جب کچھ افاقہ ہوتا تو فرماتے۔

"اے اللہ! تو میرا جتنا چاہے گلا گھونٹ دے مگر تیری عزت کی قسم! میرا قلب تیری محبت میں مبتلا ہے۔" (مجمع الزوائد جلد سوم حدیث ۳۸۶۳)

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بھوک جاتی رہی

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور مسلسل فاقوں اور بھوک کی شدت سے ان کا چہرہ زردی مائل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو دست مبارک گلے کے پاس رکھا اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! اسے شکم سیر فرما دے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمیشہ شکم سیر رکھ۔"

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"سب نے دیکھا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زردی اسی وقت غائب ہو گئی اور چہرے پر سرخی آ گئی۔"

راوی کہتے ہیں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر بتایا۔

"اے عمران (رضی اللہ عنہ)! اس دن کے بعد کبھی بھوک محسوس نہیں ہوئی۔"

ابن یعقوب اسنوائی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل الاعجاز" میں بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔

"اے حقیر لوگوں کو بلند فرمانے والے! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو بلند فرمادے یعنی ان کی تکلیف دور فرمادے۔" (دلائل النبوۃ صفحہ ۴۲۶)

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ولیمہ میں برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح فرمایا اور اگلے دن ولیمہ کی دعوت رکھی اور اس کا تمام انتظام میرے سپرد فرمایا۔ پھر لوگوں کا گروہ آتا اور میں انہیں کھانا کھلاتا اور وہ چلا جاتا یہاں تک کہ میں لوگوں کو خود بلا کر لاتا اور انہیں کھانا کھلاتا رہا۔ پھر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"اب کوئی ایسا نہیں رہا جسے میں بلاؤں اور کھانا کھلاؤں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم کھانا سمیٹ لو۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت لوگوں کے تین گروہ بیٹھے باتیں کرنے میں مشغول تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے پوچھا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نئی زوجہ کو کیسا پایا؟"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جو اس وقت نکاح میں تھیں سب کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں بھی وہی گفتگو ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو وہ تینوں گروہ وہیں بیٹھے تھے اور باتیں کرنے میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ حیاء والے تھے اس لئے ان سے کچھ نہ کہا اور پھر وہ لوگ بھی چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حجرہ میں داخل ہونے لگے جہاں ام

المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش موجود تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"اے لوگو! وہ جو ایمان لائے تم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ کھانے کے لئے بلاؤ جاؤ اور خود کھانے کے منتظر نہ رہو یہاں تک کہ جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ اور یہ کہ وہاں بیٹھ کر اپنا دل باتوں سے نہ بہلاؤ بلاشبہ اس میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا تھی اور وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے اور اللہ حق بیان کرنے میں نہیں شرماتا اور تم ان سے برتنے کی چیز نہ مانگو تو پردے کے باہر مانگو اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور تمہیں حق نہیں کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اذیت دو اور نہ ہی یہ کہ ان کے بعد بھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بلاشبہ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔"

(الاحزاب: ۵۳)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں دوراندیشی

صفر المظفر ۱۱ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کا آخری لشکر تیار کیا اور اس لشکر کا سالار حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس لشکر میں کئی اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے اور ان کے سالار حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ان کے مقابلہ میں کم سن اور ناتجربہ کار تھے مگر یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی تکریم ہر ایک نے کی۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۶ صفر المظفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن رومیوں کے خلاف لشکر کشی کے لئے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اگلے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلا کر فرمایا۔

"میں تمہیں امیر لشکر مقرر کرتا ہوں اور تم اپنے باپ کی شہادت کا بدلہ لو اور انتہائی

تیزی کے ساتھ کفار پر حملہ آور ہو کہ انہیں سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو جھنڈا عطا کیا اور فرمایا۔

"اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور کفار کے ساتھ جنگ کرو۔"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے امیر لشکر بننے کے بعد لشکر کا جھنڈا حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور مدینہ منورہ سے باہر نکل کر مقام جرف میں قیام کیا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین و انصار کو اس لشکر کا حصہ بننے کی ترغیب دی تو کچھ نے اعتراض کیا کہ آپ ﷺ ایک کم سن اور ناتجربہ کار کو سالار بنا رہے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ بیماری کی حالت میں چادر اوڑھے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

"تم لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کی کم سنی پر تنقید کرتے ہو اور اس سے قبل تم نے اس کے باپ کو بھی سالار بنائے جانے پر تنقید کی تھی حالانکہ وہ اس کے لائق تھے اور اب ان کا بیٹا بھی اس لائق ہے کہ وہ سالار بنایا جائے اور میرے نزدیک میرے محبوب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے جیسے اس کا باپ میرا محبوب صحابی رضی اللہ عنہ تھا پس تم اسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق میری وصیت کو قبول کرو وہ تم میں سے بہتر لوگوں میں سے ہے۔"

اس خطبہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لے گئے اور پھر آپ ﷺ کی علالت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ابھی لشکر کے ہمراہ مقام جرف پر ہی موجود تھے کہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر ملی اور آپ رضی اللہ عنہما لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷۵ تا ۲۷۶)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے جو اہم فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو کرنا پڑا وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر شام

کی جانب روانہ کیا تھا اور اس لشکر کے سربراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے اور اسی وجہ سے اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس لشکر میں کئی جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے مگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کی دوراندیشی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے ان جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا سربراہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لشکر کو لے کر نکلے اور ابھی مدینہ منورہ کے نواح میں تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر انہیں ملی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے اہم فیصلہ یہ تھا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوری روانہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو بلا تاخیر لے کر روانہ ہوں مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا چونکہ وصال ہوا ہے لہٰذا پہلے ملکی معاملات کو دیکھا جائے اور اس لشکر کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

"حق تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک بھی بندہ نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ مجھے درندے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا کیونکہ اس کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا اور اگر میرے علاوہ کوئی بھی ان آبادیوں میں نہ رہے تو میں تنہا ہی حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہوں گا۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر شام کے لئے روانہ کیا اور جب یہ لشکر جرف کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس نے ایک قاصد کو مقام جرف پر بھیجا جس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پیغام دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے اور مرض شدت اختیار کر چکا ہے چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے اور پھر چند دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت اسامہ بن

زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا مجھے اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں عرب قبائل مرتد نہ ہو جائیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں روانہ کیا تھا اس وقت حالات مختلف تھے مگر اب ہمارا یہاں موجود رہنا بھی لازم ہے کیونکہ میرے اس لشکر میں کئی قوی اور بہادر مجاہد ہیں جو ہر قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے کو تیار ہیں اور اگر عرب قبائل نے کوئی فتنہ کھڑا نہ کیا تو میں اپنے لشکر کو لے کر شام روانہ ہو جاؤں گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے کوئی جانور اچک لے تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے متعلق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر جس میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ملک شام کی جانب روانہ کیا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے آخری مراحل میں تھا حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو مقام جرف میں لشکر کے ساتھ مقیم تھے انہوں نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے واپسی کی اجازت طلب کریں کیونکہ اس لشکر میں اکابر اور بہادر مجاہد اسلام موجود ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سانحہ عظیم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کی جانوں اور املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کہیں مشرکین اور منافقین انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو انصار کے چند لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہیں ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو اور تجربہ کار ہو اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کم سن اور ناتجربہ کار ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے کھا بھی لیں تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر ہر صورت عمل کروں گا۔"

پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے انصار کی درخواست پہنچائی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو اور وہ شخص جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عہدہ کے قابل جانا میں اسے اس کے عہدہ سے معزول کر دوں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود مقام جرف پہنچے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور خود پیادہ ان کی متابعت کی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھوڑے کی لگام پکڑے چل رہے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''اے مسلمانوں کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ بھی سواری پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی سواری سے اتر جاؤں گا؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تمہاری بات پر عمل ممکن نہیں اور تم سواری سے ہر گز نہ اترو گے اور میں سواری پر اس لئے سوار نہ ہوں گا کہ میں چاہتا ہوں اگرچہ میں اس مہم پر تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا مگر میں اپنے چند قدم راہِ خدا میں خاک آلود کروں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض اللہ عزوجل سات سو نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس کے سات سو درجات بلند فرمائے گا اور اس کی سات سو خطائیں معاف فرمائے گا۔''

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''کیا یہ مناسب نہ ہو گا تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ؟''

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا جیسے آپ رضی اللہ عنہ مناسب سمجھیں۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور پھر انہیں ذیل کی نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا میں امید کرتا ہوں تم میری ان باتوں کو نظر انداز نہیں کرو گے۔

تم خیانت نہیں کرو گے اور نہ ہی بے ایمانی کرو گے۔

۲۔ تم کسی کو دھوکہ نہ دو گے۔

۳۔ کسی کے ہاتھ اور پاؤں اور دیگر اعضاء نہیں کاٹو گے۔

۴۔ کسی کم سن اور کسی بوڑھے اور کسی عورت کو قتل نہ کرو گے۔

۵۔ کسی کھجور کے درخت کو نہ ہی کاٹو گے اور نہ ہی جلاؤ گے۔

۶۔ کسی پھلدار درخت کو ہرگز نہ کاٹو گے۔

۷۔ اونٹ، گائے، بکری کو اپنی غذائی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ ذبح نہ کرو گے۔

۸۔ اگر تمہیں کچھ ایسے لوگ ملیں جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مشغول ہوں تو تم انہیں کچھ نقصان نہ پہنچاؤ گے۔

۹۔ تمہارے پاس مختلف قسم کے کھانوں کے برتن لائے جائیں گے اور تم ان سے کھانا مگر پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور پڑھ لینا۔

۱۰۔ تمہیں ایک ایسی قوم ملے گی جن کے سروں کے بال درمیان سے منڈے ہوں گے اور ان کے پٹھے چھوٹے ہوں گے تم تلوار سے انہیں ہلکی ضرب لگانا۔

ان نصیحتوں کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اب تم اللہ عزوجل کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور میں دعا گو ہوں اللہ عزوجل تمہیں نیزوں اور طاعون سے مامون فرمائے۔"

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے فیصلے نے مشرکین و منافقین کے دماغوں کے اس فتور کو ہوا کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مسلمانوں کی قوت اور اجتماعیت ماند پڑ گئی ہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کو ظاہر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ان اقدام نے مشرکین اور منافقین پر مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کو مسلمہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اسلامی فتوحات میں سب سے اہم کردار اور بنیاد جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی ہے اور اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا فیصلہ نہ کرتے تو پھر دین اسلام عرب سے ہرگز نہ نکلتا اور نہ ہی فتوحاتِ اسلامیہ کا دائرہ افریقہ، یورپ اور وسطی ایشیاء تک پہنچتا۔ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو جس

مقصد کے لئے روانہ کیا تھا وہ مقصد پورا ہوا اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ چالیس دن بعد کامیابی و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ کی سرحد پر گئے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷ ۳ تا ۵۱، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۰۵ تا ۴۰۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

مسیلمہ کذاب کے متعلق پیشگوئی

روایات میں آتا ہے ۹ ھ میں مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ایک وفد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی آمد کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور خود اس کے پاس تشریف لے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے گفتگو کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا مجھے اپنا جانشین مقرر فرمائیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کریں گے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ہٹ دھرمی دیکھی تو اپنے عصا کو ہاتھ میں تھامتے ہوئے فرمایا۔

"میں جانشینی تو دور کی بات تجھے اپنا یہ عصا بھی دینا پسند نہ کروں اور اللہ عزوجل نے جو تیرا مقدر لکھا ہے وہ وقوع پذیر ہو گا اور مجھے تیرے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے اور اگر تو کچھ بات کرنا چاہتا ہے تو ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) یہاں موجود ہے تو اس سے بات کر لے۔"

یہ فرما کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس لوٹ گئے۔

روایات میں آتا ہے اس واقعہ کے بعد مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کے ہمراہ واپس لوٹ گیا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھی نبوت سے کچھ حصہ عطا فرمایا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے اس جھوٹے دعویٰ کی تشہیر اس کے ساتھیوں نے بھی خوب بڑھ چڑھ کر کی اور یوں اس نے کئی لوگوں کو اپنے اس جھوٹے دعویٰ سے قائل کر لیا اور وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب لوگ مسیلمہ کذاب کے پاس آتے تو وہ انہیں اپنے شعبدے دکھاتا اور انہیں معجزہ کا نام دے کر انہیں اپنے دامِ فریب میں پھنسا لیتا۔ مسیلمہ کذاب ایسی دلفریب باتیں کرتا کہ

لوگ اس کے قائل ہو جاتے اور وہ اپنی ان باتوں کو وحی کا نام دیتا تھا اور کہتا تھا میرے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو مجھے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مسیلمہ کذاب کی بدبختی اس وقت عروج پر پہنچی جب اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا اور اس میں خود کو مسیلمہ رسول اللہ لکھا اور کہا میں آپ ﷺ کے ساتھ رسالت میں شریک ہوں اور نصف ملک میرا ہے جبکہ نصف ملک قریش کا ہے اور قریش زیادتی کرنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو جوابی خط لکھا جس میں لکھا۔

"محمد رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مسیلمہ کذاب کے نام اور جو ہدایت یافتہ ہے اس پر میرا اسلام ہو اور تو جان لے کہ ملک تو اللہ عزوجل کا ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنائے اور آخرت تو صرف پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔"

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا اور مسیلمہ کذاب کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا چنانچہ اس نے اپنے فتنہ کو ہوا دی اور بنوحنیفہ کا ایک شخص جس کا نام نہار الرجال تھا اور وہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بھی کئی دن رہ چکا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم بنایا تھا اس نے بھی مسیلمہ کذاب کی نبوت کی گواہی دی اور مرتد ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اہل عرب کے چالیس ہزار جنگجو بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ کو حقیقت جانتے ہوئے اس کے ساتھی بن گئے اور اب مسیلمہ کذاب کا ظلم عروج پر تھا اور جو اس کو نبی ماننے سے انکار کرتا یہ اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتا۔

روایات میں آتا ہے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری جو عمان سے مدینہ منورہ آ رہے تھے مسیلمہ کذاب سے ان کا واسطہ پڑ گیا۔ مسیلمہ کذاب نے پوچھا محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں۔"

مسیلمہ کذاب بولا تم کہو مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری نے انتہائی

نفرت سے اس کا انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے تلوار کا وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ شہید کر دیا اور کہا کہ میری بات مان لو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کر دیا۔ الغرض اس نے ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے تمام عضو شہید کرنے شروع کر دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ منصب شہادت پر فائز ہو گئے۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت بنی تمیم کی ایک حسینہ سجاح بنت حارث نے بھی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ عورت عیسائی تھی اور بہت اچھی مقررتھی۔ اس نے اپنی فصاحت و بلاغت کی بدولت کئی لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیا۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی اور مسیلمہ کذاب کی سرگرمیوں میں اس کی معاون بن گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ انتہائی مشکل فیصلہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی کے لئے مہم روانہ کریں کیونکہ لشکر اسلام ابھی حال ہی میں منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی سے فارغ ہوا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مشکل فیصلہ کو بھی کیا کہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی ضروری ہے وگرنہ یہ فتنہ جیسے سر اٹھا رہا ہے اس سے صورتحال مزید خراب ہو سکتی ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا مگر جوابی حملے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پر بہت غصہ آیا کہ انہوں نے جلد بازی کی جس کی وجہ سے لشکر اسلام کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بھیجا جس میں انتہائی جلیل القدر اور جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف معرکوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جنگوں میں شامل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو ایک زبردست معرکہ کے بعد جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کے

لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۲ تا ۹۴، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۲۹ تا ۴۳۵)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو ایک اعرابی کی خبر دی

حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے چند دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا۔ اس اعرابی نے اپنے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے وصال پر افسوس کا اظہار کیا اور دریافت کیا۔

"آپ ﷺ کے وصی کون ہیں؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا۔

"یہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں۔"

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اس اعرابی نے حیرانگی سے پوچھا۔

"آپ رضی اللہ عنہ میرا نام کیسے جانتے ہیں جبکہ یہ میری اور آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی ملاقات ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے تمہارے متعلق بتایا تھا اور تمہارے حال سے بھی آگاہ کیا تھا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تمہارا نام مضر ہے اور تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی اور کہا تھا تہامہ میں ایک شخص کھڑا ہو گا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن اور جس کی گفتگو میں شہد سے زیادہ مٹھاس ہو گی، وہ خچر پر سوار ہو گا اور اپنے جوتوں اور کپڑوں کو خود پیوند لگائے گا۔ وہ زنا، سود، شراب خوری اور ناحق خون بہانے کو حرام قرار دے گا اور وہ آخری نبی ہو گا۔ وہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا ہو گا

اور خانہ کعبہ کا حج کرے گا۔ وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے گا اور تم اس پر ایمان لے
آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ تمہاری قوم نے جب تمہاری باتیں سنیں تو تمہیں قید کر دیا
اور اب جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا تو تمہاری قوم سیلاب میں غرق ہو گئی
اور تمہیں اس قید خانے سے آزادی ملی۔ پھر تمہارے کانوں نے غیبی ندا سنی اے
مضر! مدینہ منورہ جاؤ وہاں حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تم ان کے صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے ملو اور ان کے روضہ مبارک کی زیارت کرو۔"

اس اعرابی نے جب اپنا حال حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔

"میں کچھ سوالات کے جواب چاہتا ہوں؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم سوال پوچھا انشاء اللہ العزیز تمہیں ان کا جواب ملے گا۔"

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہلا سوال کیا۔

"وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔"

اس اعرابی نے دوسرا سوال کیا۔

"وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔"

اس اعرابی نے تیسرا سوال کیا۔

"وہ کون سا نر ہے جو بغیر نر کے پیدا ہوا؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔"
اس اعرابی نے چوتھا سوال کیا۔
"وہ کون سی قبر ہے جس نے قبر والے کو سیر کرائی؟"
حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"وہ قبر مچھلی ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر تین دن تک پھرتی رہی۔"
اس اعرابی نے پانچواں سوال کیا۔
"وہ کون سا جسم ہے جس نے ایک مرتبہ کھایا پھر کبھی نہیں کھایا؟"
حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"وہ جسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو نگل گیا۔"
اس اعرابی نے چھٹا سوال کیا۔
"وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جہاں صرف ایک مرتبہ سورج کی روشنی پڑی؟"
حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"دریائے نیل کا وہ حصہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے شق ہوا تھا۔"
اس اعرابی نے ساتواں سوال کیا۔
"ایسا کون سا جاندار ہے جو پتھر سے پیدا ہوا؟"
حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے جو پتھر سے پیدا ہوئی۔"
اس اعرابی نے آٹھواں سوال کیا۔
"وہ کون سی عورت ہے جس نے تین ساعت میں بچے کو جنم دیا؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔"

اس اعرابی نے نواں سوال کیا۔

"وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ جسم اور جان ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے۔"

اس اعرابی نے دسواں سوال کیا۔

"وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ موت اور زندگی ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے۔"

اس اعرابی نے گیارھواں سوال کیا۔

"شے اور لاشے کیا ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"شے مومن ہے اور لاشے کافر ہے۔"

اس اعرابی نے بارھواں سوال کیا۔

"رحم مادر میں سب سے پہلے کون سا اعضاء بنتا ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"رحم مادر میں سب سے پہلے شہادت کی انگلی بنتی ہے۔"

اس اعرابی نے تیرھواں اور آخری سوال کیا۔

"قبر میں سب سے آخر میں کون سی چیز فنا ہوتی ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''بندہ کے دماغ کی ہڈی۔''

اس اعرابی نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جوابات سنے تو اپنی جگہ سے اٹھا اور آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔ (معارج النبوۃ)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں تین مہمان آئے اور آپ رضی اللہ عنہ خود شام کو کھانا کھانے حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ کھانا کھایا اور گفتگو میں مشغول رہے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ رات دیر سے واپس لوٹے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میری والدہ نے کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ اپنے مہمانوں کو بھول گئے تھے۔''

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے دریافت کیا۔

''کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟''

انہوں نے عرض کیا۔

''ان مہمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔''

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! اب میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا۔''

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے مجھے برا بھلا کہا اور مجھ پر ناراض ہوئے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں والد بزرگوار کے خوف سے چھپ گیا اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کا غصہ قدرے کم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔

''مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا جائے۔''

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار بھی ان مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے اور پھر ان مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان مہمانوں میں سے ایک کہتے ہیں۔

"اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے نیچے والا کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا اور پھر ہم جب سیر ہو گئے تو کھانا پہلے سے بہت زیادہ تھا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وافر کھانا دیکھا تو اپنی بیوی سے حیرانگی کے ساتھ فرمایا۔

"اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے کھانا پہلے سے زیادہ کیسے ہو گیا؟"

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والدہ نے کہا۔

"اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہو چکا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا صبح حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت بارہ قبائل کے سردار ایک معاہدہ کے لئے موجود تھے آپ ﷺ نے وہ کھانا ان قبائلی سرداروں اور ان کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان سب نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا اور اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنے لوگ تھے مگر وہ کھانا بدستور برتن میں موجود تھا۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۴)

تم اندھے ہو جاؤ گے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں بیمار ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ عیادت کو تشریف لائے اور فرمایا۔

"زید (رضی اللہ عنہ)! تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"میں صبر کے ساتھ ثواب کی امید رکھوں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تم صبر کرو گے تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جاؤ گے۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے بیٹے کہتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد میرے والد اندھے ہو گئے تھے پھر بہت زمانہ کے بعد اللہ عزوجل نے ان کی آنکھیں دوبارہ اچھی کر دیں اور پھر ان کا انتقال ہوا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی بھی صادق آئی۔ جس بیماری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی عیادت کو گئے تھے، اس سے اچھا ہونا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد ان کا نابینا ہونا اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہوا تھا۔ (دلائل النبوۃ)

ایک کتیا کا منافقوں کو کاٹنا

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور وعظ ونصیحت میں مشغول تھے کہ ایک منافق جو بظاہر تو مسلمان تھا آیا اور اس کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

اس نے کہا۔

"میں فلاں محلہ سے گزرا اور مجھے وہاں ایک کتیا نے کاٹ لیا۔"

راوی کہتے ہیں ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک اور منافق، بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس کی پنڈلیوں سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت کرنے پر اس نے بھی اسی محلہ کا پتہ بتایا کہ مجھے بھی اس محلہ میں موجود ایک کتیا نے کاٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"آؤ جا کر دیکھتے ہیں کہ شاید وہ کتیا باؤلی ہو گئی ہے۔"

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس محلہ میں پہنچے تو اس کتیا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلووں کو چاٹنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کتیا سے پوچھا۔

"تو نے ان دو لوگوں کو کیوں کاٹا؟"

وہ کتیا بزبانِ فصیح بولی۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ دونوں آپ ﷺ کے رفقاء سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے تھے چنانچہ مجھے غصہ آ گیا اور میں نے انہیں کاٹا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اس کتیا کا بیان سنا تو ان دونوں سے دریافت کیا کہ کیا یہ بات درست ہے؟ انہوں نے اقرار میں سر ہلا دیا اور پھر آئندہ کے لئے تائب ہو کر سچے مسلمان بن گئے۔

(جامع المعجزات)

لاٹھی روشن ہو گئی

حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم، دونوں ہی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے بعد رات گئے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہوئے تو شدید اندھیرا ہونے کی بناء پر انہیں راستہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی جو روشن ہو گئی اور پھر دونوں اس روشنی میں راستہ طے کرتے رہے یہاں تک کہ وہ منزل آئی جہاں سے دونوں کے راستے جدا ہو گئے اور پھر اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۷)

حضرت زید بن ابی عبس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے کہا میں پانچوں نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ پڑھتا تھا اور پھر اپنے گھر محلہ بنی حارث میں واپس لوٹ آتا تھا۔ ایک مرتبہ اندھیری اور برسات کی رات میں نکلا تو میرا عصا روشن ہو گیا اور بنی حارثہ میرے گھر پہنچنے تک روشن رہا۔

(دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۷)

آسمان منور ہو گیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اندھیری رات میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھے اور پھر انہوں نے اپنی والدہ کے پاس جانے کی فرمائش کی۔ میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا میں ساتھ چلتا ہوں اور پھر میں ان کے ساتھ گیا اور اس دوران آسمان سے ایک نور چمکا اور ہم اس کی روشنی میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۸)

ملائکہ تلاوت کلام پاک سنتے

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں میں سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ملائکہ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید سننے کے لئے زمین پر آتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنے اصطبل میں ایک رات قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے نے بدکنا شروع کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی رک گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ قرآن مجید کی تلاوت شروع کی تو گھوڑے نے ایک مرتبہ پھر بدکنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یحییٰ (رضی اللہ عنہ) نزدیک سو رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں گھوڑا آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو کچل نہ دے۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ گھوڑے کے نزدیک چلے گئے اور دیکھا کہ سر کے اوپر ایک سائبان ہے اور اس میں چراغ روشن ہیں اور پھر وہ فضا میں بلند ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ صبح ہوتے ہی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

> ''اے ابن حضیر (رضی اللہ عنہ)! وہ ملائکہ تھے جو تجھ سے قرآن مجید سننے کے لئے زمین پر آئے تھے اور اگر تو تلاوت جاری رکھتا تو یہ تیری تلاوت سنتے رہتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور یہ کسی سے چھپے نہ رہتے۔'' (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۶ تا ۵۱۷)

مسحور کن خوشبو

حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابومعاویہ رضی اللہ عنہ ہے غزوہ بدر میں شیبہ کے مقابلہ میں اترے تھے اور جب شیبہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو جہنم واصل کر دیا۔

حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری شہادت کی آرزو ادھوری رہ گئی؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"نہیں تم مرتبہ شہادت پر فائز ہو گے۔"

چنانچہ جنگ سے واپسی پر منزل صفراء کے مقام پر حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو صفراء کے مقام پر ہی مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ سارا میدان اس خوشبو سے مہکتا رہتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ دورانِ سفر مقامِ صفراء پر مقیم ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں اس میدان میں انتہائی مسحور کن مشک کی خوشبو سونگھائی دیتی ہے اور ہم نہیں جانتے یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس میدان میں ابومعاویہ (رضی اللہ عنہ) کی قبر ہے اور تم یوں حیران نہ ہو یہ ان کی قبر مبارک کی خوشبو ہے۔" (کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم صفحہ ۹۶)

شیر نے راستہ بتایا

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ رومیوں کے خلاف جہاد میں مشغول تھے کہ لشکر سے بچھڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر کی تلاش شروع کی مگر لشکر کو نہ پا سکے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ ایک جنگل میں پہنچ گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے مقابل ایک شیر آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے شیر! میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں اور میں اس وقت اپنے ساتھیوں سے جدا ہو چکا ہوں اور انہیں تلاش کر رہا ہوں۔"

شیر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو دم ہلانے لگا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا اور

پھر آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر چلنے لگا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام سے ملوا دیا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۵۵۴)

انہیں یہیں دفن کرو

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اپاہج تھے اور غزوہ احد میں اپنے فرزندگان کے ہمراہ جہاد میں شرکت کے لئے آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپاہج ہونے کی وجہ جنگ میں شرکت سے روک دیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے جنگ میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرما دیجئے اور میری خواہش ہے کہ میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوں اور جنت کا حقدار ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی گریہ وزاری کو دیکھتے ہوئے جنگ میں شرکت کی اجازت عطا فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہ اچھل اچھل کر کفار پر حملہ کرتے تھے اور پھر دلیرانہ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

غزوہ احد کے اختتام پر حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی زوجہ میدانِ جنگ میں گئیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کو تدفین کے لئے مدینہ منورہ لانے کے لئے ہزار جتن کئے مگر جس اونٹ پر آپ رضی اللہ عنہ کا جسم رکھا گیا تھا وہ اونٹ واپس میدان کی طرف چلا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''عمرو (رضی اللہ عنہ) نے گھر سے نکلتے وقت دعا کی تھی کہ الٰہی! مجھے میدانِ جنگ سے اپنے اہل وعیال میں واپس نہ لوٹانا چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور اب ان کا جسم مدینہ منورہ نہیں جائے گا۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر آپ رضی اللہ عنہ کو احد کے میدان میں مدفون کیا گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰)

مردہ کو عذاب کی وجہ

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کا شمار جانثارانِ اسلام میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ قبرستان سے گزرے تو ایک قبر میں زوردار آواز سنائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ایک قبر سے زوردار آواز سنی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا تم نے بھی اس آواز کو سن لیا؟"

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"ہاں!"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ایک قبر والے کو عذاب دیا جارہا تھا اور یہ اسی عذاب کی آواز تھی جو تم نے سنی۔"

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس قبر والے کو اس کے گناہوں کے سبب عذاب میں مبتلا کیا گیا ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ چغل خوری کرتا تھا اور اپنے جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے محفوظ نہیں رکھتا تھا۔"

(حجۃ اللہ العالمین جلد دوم صفحہ ۸۷۴)

جبرائیل علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بڑھاپے میں نابینا ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جنہوں نے غزوہ حنین میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تھا اور جب لشکر اسلام بکھر گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ ان اسی جانثاروں میں شامل تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے کھڑے رہے تھے اور

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کو پیشگی آگاہ فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی سلام کیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس دوبارہ آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا۔

''اے حارثہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے پاس بیٹھا تھا؟''

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''ہاں!''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔''

(اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۴۹۴)

دعا کا اثر

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں اور فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۲۰ برس عمر پائی اور زندگی کے ساٹھ برس حالت کفر میں اور ساٹھ برس حالت اسلام میں بسر کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو دو دینار دیئے اور فرمایا۔

''تم ان سے مینڈھا خرید لاؤ۔''

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ایک دینار میں دو مینڈھے خریدے اور پھر ان میں سے ایک مینڈھے کو ایک دینار میں فروخت کر دیا اور دوسرا مینڈھا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ ﷺ کے دیئے گئے دو دینار واپس لوٹا دیئے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک دینار راہ خدا

میں خرچ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو تجارت میں برکت کی دعا دی۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو تجارت میں کبھی خسارہ نہ ہوا تھا اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اثر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے۔

''آپ رضی اللہ عنہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کو نفع ہوتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی زندگی بھر تجارت میں نقصان نہ اٹھایا تھا۔''

(کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۲، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۵۴)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی رہائی

حضرت محمد بن اسحٰق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کو جنگ کے دوران کفار نے گرفتار کر لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو تانوں سے باندھ دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے بیٹے کو کفار نے گرفتار کر لیا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تم اپنے بیٹے کے پاس قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوا دو کہ وہ کثرت سے یہ وظیفہ پڑھے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وظیفہ کی تلقین کی۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پیغام پہنچا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وظیفہ کو پڑھنا اپنا معمول بنا لیا۔ پھر ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کو باندھی گئی رسیاں ٹوٹ گئیں اور آپ رضی اللہ عنہ کفار کی قید سے فرار ہو گئے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما ایک اونٹنی ملی جس پر سوار ہو کر چل پڑے۔ راستہ میں ایک چراگاہ سے گزرے جہاں کفار کے سینکڑوں اونٹ چر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان اونٹوں کو پکارا تو وہ اونٹ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہو لئے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما جب اپنے مکان پر پہنچے تو اپنے والدین کو پکارا اور پکار پر جب والدین مکان سے باہر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کے پاس موجود اونٹوں کا ریوڑ دیکھ کر حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے حیرانگی کا اظہار کیا۔ جب تمام واقعہ کا علم ہوا تو حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بتایا۔

''ان کا بیٹا رہا ہو گیا ہے اور اس کے پاس اونٹوں کا ریوڑ ہے جسے وہ ہانک کر اپنے ساتھ لے آیا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تم ان اونٹوں کے ساتھ جیسا چاہے کرو کہ یہ اب حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی ملکیت ہیں اور یہ تمہارا رزق ہیں میں اس معاملہ میں تمہیں کچھ نہ کہوں گا۔''

اس موقع پر اللہ عزوجل نے آیت ذیل نازل فرمائی۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط (الطلاق:۲،۳)

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لئے منع کئے ہوئے سے نجات کی راہ نکالتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

بیش قیمت لباس

ایک مرتبہ مہاجرین و انصار کی کچھ عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں اور انہوں نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا وہ بھی ان کے اس اجتماع میں شامل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی مناسب لباس نہ تھا آپ رضی اللہ عنہا نے تامل کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''بیٹی! ہمارا طریقہ دوسروں کو مایوس کرنا نہیں۔''

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا تو اس اجتماع میں شریک ہو

گئیں مگر جب اس اجتماع سے واپس لوٹیں تو چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دلاسہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس اجتماع میں شریک ایک عورت کو بلا بھیجا۔ جب وہ عورت تشریف لائی تو آپ ﷺ نے اجتماع کے متعلق دریافت کیا۔ اس عورت نے بتایا۔

"اس اجتماع میں خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس سب سے قیمتی تھا اور ہم سب آپ رضی اللہ عنہا پر رشک کرتی تھیں۔"

جب وہ عورت چلی گئی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"اگر میرا لباس سب سے قیمتی تھا تو پھر مجھے کیوں دکھائی نہ دیا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارا لباس یہی تھا جو تم نے پہن رکھا ہے مگر اس وقت تمہارے جسم کے ساتھ لگنے کی وجہ سے یہ دوسری عورتوں کی نگاہوں میں بیش قیمت ہو گیا تھا۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۳)

جنتی کھانا

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، حضور سرورِ کائنات ﷺ کی تعظیم و توقیر کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی ضیافت کی اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! میرے غریب خانہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعوت قبول فرمائی اور وقت مقررہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنا شروع ہو گئے اور آپ ﷺ کے قدم اطہر جو ان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہے تھے گننے لگے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔

"اے عثمان رضی اللہ عنہ! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ایک ایک قدم مبارک کے عوض میں آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں۔"

چنانچہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر تک حضور اقدس ﷺ کے جس قدر قدم مبارک پڑے اسی قدر غلام آزاد فرمائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔

"آج میرے دینی بھائی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی انتہائی شاندار دعوت کی اور آپ ﷺ کے ہر قدم مبارک کے عوض ایک غلام بھی آزاد کیا میری خواہش ہے کہ کاش ہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کی اس طرح کی دعوت کر سکتے؟"

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زبانی جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی دعوت کا قصہ سنا تو آپ رضی اللہ عنہا نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"جا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دعوت دیں اور اللہ عزوجل نے چاہا تو جو ہم سے ان کی شایانِ شان ہو سکا ہم بھی ان کی خاطر کریں گے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تحریک پر حضور نبی کریم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت دعوت دی اور پھر آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت کے ہمراہ اپنی بیٹی کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خلوت میں گئیں اور سر بسجود ہو کر بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

"الٰہی! تیری اس بندی نے تیرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی ہے اور تیری اس بندی کو تجھ پر بھروسہ ہے کہ تو میری عزت رکھے گا اور اس دعوت کے لئے کھانے کا انتظام غیبی طور پر کرے گا۔"

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس دعا کے بعد اٹھیں اور ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑھا دیا۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہا کی دعا قبول فرمائی اور تمام ہانڈیاں لذیذ کھانوں سے بھر گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ان میں سے کھانا نکالتی جاتی تھیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں پیش کرتی جاتی تھیں حتیٰ کہ سب نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا اور ایسا لذیذ کھانا انہوں نے پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیرانگی کو بھانپ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے ایسا کھانا پہلے کبھی نہیں کھایا اور اللہ عزوجل اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں کہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے یہ کھانا ہمارے لئے جنت سے بھیجا ہے۔"

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھانا کھلانے کے بعد ایک مرتبہ پھر خلوت میں چلی گئیں اور بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہو کر عرض کیا:

"الٰہی! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیرے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کیا مگر تیری یہ بندی اس کی توفیق نہیں رکھتی، اے میرے پروردگار! جیسے تو نے جنت سے کھانا بھیج کر میری عزت رکھی اب اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنے قدم میرے گھر تشریف لاتے ہوئے اٹھائے تو ان کے بدلہ میں ان کی امت کے اتنے ہی گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی عطا فرما دے۔"

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب دعا مانگ کر فارغ ہوئیں تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کو یہ بشارت دی۔

"یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعا کو قبول فرما لیا اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے ہر قدم کے بدلہ میں آپ ﷺ کی امت کے ایک ہزار گنہگاروں کو دوزخ سے خلاصی عطا فرما دی۔" (جامع المعجزات)

قوتِ گویائی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھتے اور میں ان آوازوں کو سماعت کرتا ہوں جنہیں سننے سے تمہارے کان عاجز ہیں اور میں آسمان کی اطیط یعنی آسمان سے ایک خاص آواز کو سنتا ہوں، اونٹ کے پالان کی آواز، خالی معدہ کی آواز، درد و کرب سے بلبلاتے اونٹوں کی آواز یا اور کسی قسم کی آواز اور ان سب کو اطیط کہتے ہیں۔"

نیز فرمایا۔

"آسمان کو بھی لائق ہے کہ وہ کوئی آواز نکالے کیونکہ آسمان میں ایک بالشت برابر جگہ ایسی نہیں جہاں کسی فرشتے نے سجدہ نہ کیا ہو اور ایک روایت کے مطابق فرشتے بکثرت سجدہ کرتے ہیں۔" (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۷ تا ۱۸)

چشم مبارکہ کی طاقت

البدایہ والنہایہ میں منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ کی چشم مبارک اشہل تھیں یعنی سیاہی مائل تھیں۔

اشہل کے متعلق مفسرین کرام لکھتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سفیدی میں سرخی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے تھے اور یہ روایت صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں سے بھی مروی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تاریکی میں ایسے دیکھتے تھے جیسے دن میں دیکھتے تھے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔''

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثریا میں گیارہ ستارے ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میری مواجہت اسی جگہ ہے کہ میں اس جگہ سے تم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں اللہ عزوجل کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع و سجود مخفی نہیں ہیں، میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

اس حدیث میں اس جانب اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جائے امامت سے تمام مقتدیوں کی نمازوں کو ملاحظہ فرماتے تھے اور اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ قدرت عطا فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے سامنے دیکھتے تھے ویسے ہی اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں اور تم لوگ رکوع و سجود میں مجھ پر سبقت نہ لے جایا کرو میں تم لوگوں کو اپنے سامنے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''بعض صلحاء کا قول ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کی مانند دو آنکھیں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بدولت اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالعموم انہیں کپڑے سے ڈھانکے رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ذریعے اپنے مقتدیوں کے افعال کا مشاہدہ کرتے تھے۔''

(مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۱۶ تا ۱۷)

چہرے کا نور

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک ہمدانی عورت نے مجھ سے کہا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ پرنور کی کیفیت تو بیان کرو؟ اس عورت نے مجھ سے کہا۔

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ پرنور چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا اور اس جیسا نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ آئندہ کبھی دیکھا۔''

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پرنور پر سرخ جوڑا تھا اور میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ پرنور کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی چاندنی کو دیکھتا تھا اور اللہ عزوجل کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ بہتر دکھائی دیتے تھے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری جانب اس شان سے توجہ فرمائی کہ گویا چاند کا نصف پارہ ہو۔'' (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۱۳ تا ۱۴)

لوگ بروزِ قیامت شفیع تلاش کریں گے

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیامت کی ہولناکیوں کے متعلق بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس وقت لوگ کسی شفیع کو تلاش کریں گے۔ پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے۔

''آپ علیہ السلام ہمارے باپ ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے، آپ علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی ہے اور فرشتوں کو آپ علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے آپ علیہ السلام اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔''

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔

''میرا مقام ایسا نہیں۔''

اور پھر یوں لوگ باری باری ہر نبی کے پاس جائیں گے اور وہ انہیں یہی جواب دیں گے۔ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں عرش کے پاس جا کر اللہ عزوجل سے اجازت طلب کروں گا اور پھر جب مجھے اجازت ملے گی تو میں سجدہ کروں گا اور اللہ عزوجل کی حمد ان الفاظ سے بیان کروں گا جو اللہ عزوجل مجھے القا فرمائے گا اور وہ الفاظ پہلے کسی کو القا نہیں کئے گئے اور پھر میں طویل سجدہ کروں گا اور پھر حکم ہو گا۔

''اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیے اور مانگئے آپ ﷺ جو مانگیں گے وہ عطا ہو گا، جو سوال کریں گے وہ پورا ہو گا، جو دعا کریں گے وہ قبول ہو گی اور جو خواہش کریں گے وہ خواہش پوری ہو گی۔''

میں عرض کروں گا۔

''اے اللہ! میری امت۔''

اللہ عزوجل میری امت کے متعلق فرمائے گا۔

''جس کے قلب میں جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے میں اسے بخش دوں گا۔''

اور میں واپس لوٹوں گا اور پھر طویل سجدہ کروں گا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کروں گا اور

پھر اپنی امت کی سفارش کروں گا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا۔

''جس کے قلب میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے میں اسے بخش دوں گا۔''

میں پھر طویل سجدہ کروں گا اور اپنی امت کی سفارش کروں گا اور اللہ عزوجل فرمائے گا۔

''جس کے قلب میں چھوٹی سی رائی کے برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال دو۔''

میں خوش ہوں گا اور پھر طویل سجدہ کروں گا اور اپنی امت کی سفارش کروں گا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا۔

''اے محمد ﷺ! فرمائیے جو کہیں گے وہ پورا ہو گا اور جس کی شفاعت کریں گے اسے بخش دیا جائے گا۔''

میں عرض کروں گا۔

''اے اللہ! جس نے تیری یکتائی کی گواہی دی تو اسے بخش دے۔''

ندا آئے گی۔

''اس کا اختیار آپ ﷺ کو نہیں دیا گیا لیکن مجھے اپنی عزت و کبریائی کی قسم! میں ہر اس شخص کو دوزخ سے نجات دیتا ہوں جس نے مجھے یکتا جانا اور دوسرا معبود نہیں بنایا۔'' (مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ۷۴ تا ۷۵)

تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرے بھائی کو دست آرہے ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تم اسے شہد پلاؤ۔''

وہ شخص گیا اور اس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہ پھر حاضر خدمت ہوا اور

عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے بھائی کو افاقہ نہیں ہوا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم اسے شہد پلاؤ۔"

وہ گیا اور اس نے دوسری مرتبہ بھی بھائی کو شہد پلایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہ دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اسے افاقہ نہیں ہوا اور دست زیادہ آنے شروع ہو گئے ہیں۔"

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اسے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا۔ وہ شخص چوتھی مرتبہ بھی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل سچ فرماتا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔"

راوی کہتے ہیں پھر اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بھائی کو شہد پلایا تو اس کا پیٹ ٹھیک ہو گیا۔ (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۲)

کھانے میں فراوانی کا واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کئی دنوں سے فاقے سے تھے۔ جب معاملہ دشوار ہوا تو آپ ﷺ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہاں تشریف لے گئے مگر وہاں کھانے کو کچھ نہ ملا۔ آپ ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور ان سے کھانے کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"اللہ کی قسم! میرے پاس بھی کھانے کو کچھ نہیں ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ جب وہاں سے تشریف لائے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہمسایہ خاتون نے ان کے ہاں دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بطورِ نذر بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان روٹیوں اور گوشت کے ٹکڑے کو رکھ لیا اور کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! میں اسے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے رکھوں گی۔"

پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو بھیجا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلا لائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے کچھ عطا فرمایا ہے جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے رکھ لیا۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''تم وہ میرے پاس لاؤ۔''

چنانچہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا روٹیوں اور گوشت کو پیش کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب ان سے کپڑا ہٹایا تو وہاں گوشت اور روٹیاں وافر مقدار میں موجود تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا جان گئیں یہ اللہ عزوجل کا فضل ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ عزوجل نے کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت کیا۔

''یہ کہاں سے آیا ہے؟''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''یہ منجانب اللہ عزوجل ہے اور بے شک اللہ عزوجل جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تمام حمد وثناء اللہ عزوجل کے لئے ہے جس نے تمہیں بنی اسرائیل کی عورتوں کا سردار بنایا اور جب تم سے رزق کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو تم کہتی ہو کہ یہ منجانب اللہ عزوجل ہے اور بے شک اللہ عزوجل جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے وہ روٹیاں اور گوشت تناول فرمایا مگر اس میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا ہمسایوں میں تقسیم فرما دیا۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۸۹)

سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے روٹی تیار کی اور اس پر کچھ گھی لگایا اور پھر مجھ سے فرمایا۔

"یہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"میری والدہ آپ ﷺ کو بلا رہی ہیں۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں جلدی جلدی گھر آیا اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں عرض کیا۔ اسی دوران آپ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے میری والدہ سے فرمایا۔

"جو تم نے تیار کیا ہے وہ لے آؤ۔"

انہوں نے عرض کیا۔

"میں نے صرف آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم لے آؤ۔"

اور پھر مجھ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) سے فرمایا۔

"تم دس دس آدمی اندر بھیجتے رہو۔"

چنانچہ میں دس دس آدمی اندر بھیجتا رہا یہاں تک کہ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور اس وقت کھانا کھانے والے لوگوں کی تعداد اسی تھی۔ (خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۸۳)

گوشت پتھر کا ہو گیا

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس کہیں سے بھنا ہوا گوشت آیا۔ میں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے رکھ لیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اس نے کہا۔

"اللہ عزوجل اس میں برکت دے مجھے بھی کچھ عطا ہو۔"

میں نے اس جواب دیا۔

"بارك الله فيك"

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادمہ سے کہا۔

"گوشت رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دو۔"

خادمہ نے وہ گوشت رکھا تو وہ ایک چمکدار پتھر بن گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے لوٹا دیا؟"

میں نے عرض کیا۔

"بے شک ایک سائل آیا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اس لئے یہ گوشت پتھر بن گیا ہے۔"

راوی کہتے ہیں یہ پتھر ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے ایک گوشہ میں پڑا رہتا تھا اور وہ اس کو کوٹنے اور پیسنے کے کام میں لاتی تھیں۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۶)

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے متعلق پیشگوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ جب قبا تشریف لے جاتے تو ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک دن انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور پھر آپ

ﷺ کا سر کھجلانے لگیں اور آپ ﷺ سو گئے۔ پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور انہوں نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکلے اور سمندر کے وسط میں ہیں اور تختوں پر شاہ بن کر بیٹھے ہیں۔"

راوی کہتے ہیں حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میرے لئے دعا کریں میں بھی ان میں شامل ہوں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے پہلے بحری بیڑے کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہوں گی اور ان کی قبر قبرص میں بنے گی۔"

چنانچہ جب لشکر اسلام کا پہلا بحری بیڑہ قبرص پہنچا تو اس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں اور جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار ساحل پر اترنے لگیں تو ان کا گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑیں اور ان کا وصال ہو گیا اور انہیں قبرص کے ساحل پر ہی مدفون کیا گیا۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۲)

وصال کے متعلق پیشگی آگاہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا۔

"تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟"

ہم نے عرض کیا۔

"ہم آپ ﷺ کے وصال کے خوف سے روتے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس

کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

''لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے نیک لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے گنہگاروں سے درگزر فرمائے۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۴)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصال کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سورۃ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا۔

''مجھے اللہ عزوجل نے میرے وصال کی خبر دی ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''بیٹی تم یوں نہ روؤ اور تم میرے اہل و عیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی۔''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو مسکرا دیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے انہیں بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن موقع پا کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے پھر دریافت کیا کہ وہ اس دن پہلے روئی تھیں اور پھر مسکرائی تھیں اس کی کیا وجہ تھی؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا۔

''اس دن آپ ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر دی تھی جسے سن کر میں رو پڑی تھی اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے اہل و عیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ

سے آن ملے گی اور میں آپ ﷺ کی یہ بات سن کر مسکرا دی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۵۳)

خیبر کے زہریلے کھانے کی تکلیف مرضِ وصال میں محسوس کی:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا۔

”مجھے اس کھانے کی تکلیف آج محسوس ہوئی جو میں نے خیبر کے دن کھایا تھا اور اس کے زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۴۹)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دینا:

روایات میں آتا ہے ۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ ﷺ نے حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

”یارسول اللہ ﷺ! ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔“

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۰)

میں عنقریب تم سے جدا ہونے والا ہوں:

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو وہ اپنا حق لے لے اور جان و مال یا سامان جیسے چاہے قصاص لے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے میرے تین درہم دینے ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات سنی تو فرمایا۔

''میں کسی کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو قسم دیتا ہوں مگر یہ تین درہم میں نے تم سے کب لئے تھے؟''

اس شخص نے عرض کیا۔

''ایک دن ایک فقیر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اسے تین درہم دے دو اور میں نے اسے تین درہم دے دیئے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیدنا فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اے فضل رضی اللہ عنہ! اسے تین درہم دے دو۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے لوگو! جس کسی پر حق ہو اسے چاہئے کہ وہ آج اپنی گردن اتار دے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں رسوائی سے خوفزدہ ہوں گا، یاد رکھو کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا۔

''میں نے مالِ غنیمت میں تین درہم خیانت کی تھی جو میری گردن پر ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تو نے مالِ غنیمت میں خیانت کیوں کی؟''

اس نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس وقت ضرورت تھی۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اس کی جانب سے وہ تین درہم ادا کر دو۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر فرمایا۔

''اے لوگو! کسی میں کوئی صفت ایسی ہو جسے وہ جانتا ہو اسے چاہئے کہ وہ کھڑا ہو تا کہ میں اس کے حق میں دعا کروں۔''

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کذاب ہوں، فحش گو ہوں اور میں بہت دیر تک سوتا رہتا ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔

''اے اللہ! اسے سچائی نصیب فرما اور اس کی نیند کو اس سے دور کر دے جبکہ یہ بیداری کی خواہش رکھتا ہو۔''

پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جھوٹا اور منافق ہوں اور کوئی برائی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سن کر کہا۔

''اے شخص! تو خود کو رسوا کرتا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لئے راست گوئی اور کامل ایمان اور دل کے کینہ کو دور کرنے کی دعا فرمائی۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسی بات کہی جسے سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ ہے اور میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوں اور حق عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے خواہ عمر (رضی اللہ عنہ) جس جانب مرضی ہوں۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۵)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو مصائب سے آگاہ کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت اپنے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! فلاں کے چند درہم میرے ذمہ واجب ہیں جو میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لئے ادھار لئے تھے تم انہیں ادا کر دینا۔

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم آج کے بعد مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے۔ میرے بعد تم پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوں گی تم ان مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کر لینا۔''

تم تین دن بعد غلام بنو گے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ایام مرض میں حاضر خدمت رہے اور تیمارداری میں مصروف رہے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قدرے بہتر ہے۔''

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! تم تین دن بعد غلام بنو گے اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس پر موت کے آثار دیکھے ہیں، میں اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنوعبدالمطلب کے چہرے کی کیفیت موت کے وقت کیسی ہوتی ہے؟''

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حدیث ۱۵۶۳)

تجہیز و تکفین کے متعلق آگاہ فرمانا

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال کا وقت آن پہنچا ہے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''وصال بہت قریب ہے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبارک ہو کاش ہمیں ہمارے انجام کی بھی کچھ خبر ہوتی؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''سدرۃ المنتہٰی، جنت الماوٰی، فردوسِ اعلیٰ، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیمانے اور رفیق اعلیٰ کی جانب مبارک زندگی کی بشارت ہو۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسل کون دے گا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''میرے اہل۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے انہی کپڑوں سے اور یمنی لباس اور مصری سفید چادر سے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تمہیں بہترین جزا دے جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا چکو تو پھر مجھے میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک چارپائی پر رکھ دینا اور پھر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل درود و سلام پڑھے گا اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرشتے آئیں گے اور مجھ پر درود و سلام پڑھیں گے۔ اس کے بعد تم گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ تم لوگ رو کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو قبر میں کون اتارے گا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے اہل۔''

روایات میں آتا ہے کہ ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب آپ ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب

کرتے ہوئے فرمایا۔

''میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اشارہ ان کی جانب ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۶۸)

تم انہیں دیکھ نہیں سکو گے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہماری جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسے

تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا ڈرانے والا ہو تا کہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ نے تمہارے اور میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے گا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن کون سا دیا جائے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے سفید کپڑے میں سے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور یہ کہہ کر ہم سب رو پڑے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چارپائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے

لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔" (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۹۸)

ظاہری وصال اور بعد وصال رونما ہونے والے معجزات

ظاہری وصال اور معجزات کا ظہور

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جس مرض میں وصال ہوا ان دنوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں امامت فرماتے تھے حتیٰ کہ سوموار کے روز جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے لئے بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اچانک اپنے حجرۂ اقدس کا پردہ ہٹا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھا۔ اس وقت آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس قرآن مجید کے اوراق کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور پھر ہنس پڑے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا ہماری جانب دیکھنا ہمارے لئے بڑی خوشی و مسرت کا باعث تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب میں خیال وارد ہوا کہ آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور وہ (امامت سے) پیچھے ہٹنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی نماز پوری کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور حجرہ مبارک کا پردہ نیچے گرا دیا گیا پھر اسی دن آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھ پر اللہ عزوجل کے بے شمار احسانات ہیں۔ ان میں بڑا احسان یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے حجرہ میں، میری باری کے دن میرے سینے اور گردن کے درمیان وصال فرمایا۔ اللہ عزوجل نے میرے لعابِ دہن اور حضور کے لعابِ دہن کو آپس میں ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ اس دن میرے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے گھر آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی

تھی۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف غور سے دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں آپ ﷺ کے لئے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) سے مسواک لے لوں۔ آپ ﷺ نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا چنانچہ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لی۔ میں نے دیکھا وہ سخت تھی۔ میں نے عرض کیا ارشاد ہو تو میں اس کو آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ پھر میں نے مسواک کو دانتوں میں چبا کر نرم کیا اور آپ ﷺ نے وہ مسواک لے لی۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا برتن رکھا تھا آپ ﷺ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے تھے اور اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے اور فرماتے۔

لا الہ الا اللہ

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دست مبارک کھڑا کیا اور یہ فرمانے لگے۔

فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک جسم سے باہر نکل گئی اور آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۵)

واقدی کا قول ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن وصال فرمایا اور دوسرے دن یعنی سہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت زوال کے بعد آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۰۴)

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سخ بنی خارث بن خزرج میں موجود تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی

میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبیِ کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک آپ ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۹)

ملک الموت کا اجازت طلب کرنا:

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی اور کسی نے دروازہ پر کہا۔

''السلام علیکم یا اہل بیت النبوت!''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور پھر اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے کہا۔

''اے اللہ کے بندے! اللہ عزوجل تمہیں بیمار پرسی پر جزائے خیر دے تم نبی ﷺ کو آرام کرنے دو اور آپ ﷺ اس وقت بھی عبادت میں مشغول ہیں۔''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنے والے نے کہا۔

''مجھے اندر آنے دیں کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کی غشی کم ہو گئی اور آپ ﷺ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا۔

''تم جانتی ہو تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟''

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

"مجھے علم نہیں۔"

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ ملک الموت ہیں اور انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔"

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ملک الموت اندر آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ ملک الموت نے عرض کیا۔

"اس خدائے واحد کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے قبل کسی کے پاس اجازت لے کر نہیں کیا اور نہ ہی آئندہ کبھی اجازت لے کر جاؤں گا۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۸۷)

اب موت کا مزہ دوبارہ نہیں چکھیں گے:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت خلط ملط ہو گئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا۔

"اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں واپس آجائیں گے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرما گئے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

''اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حدیث ۱۵۶۸، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۳)

وصال کے بعد بھی پاکیزہ ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین کا معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شش و پنج میں

مبتلا ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۳۹)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے آواز دی۔

"ہم آپ ﷺ کے ننھیال والے ہیں اور اسلام میں ہماری بھی جگہ ہے۔"

قریش نے آواز دی۔

"ہم آپ ﷺ کے ددھیال والے ہیں اور ہمارا اور آپ ﷺ کا خاندان ایک ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے با آوازِ بلند فرمایا۔

"اے گروہ مسلمان! ہر قوم اپنے جنازہ کی بہ نسبت اپنے غیر کے زیادہ مستحق ہے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ تم اگر داخل ہو گے تو جن کا حق ہے تم ان کو آپ ﷺ کے پاس سے ہٹاؤ گے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں داخل ہو گا ماسوائے اس کے جس کو بلایا جائے۔"

منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا اعزاز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اپنی ظاہری زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اپنے وصال میں بھی پاکیزہ ہیں۔" (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا۔ بنو عوف کے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل میں شامل فرمالیں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم بھی آجاؤ۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غسل کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا اور حضرت سیدنا عباس، حضرت فضل وغیرہ کروٹ بدلتے جاتے تھے اور شقران رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسم اطہر پر پانی ڈالتے جاتے تھے اور اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے۔

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں۔" (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۳)

غسل میں ملائکہ کا معاونت کرنا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے رہے تھے تو اس وقت غسل میں ملائکہ بھی ہماری معاونت فرمارہے تھے اور ہماری مدد غیب سے ہو رہی تھی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس عضو کو دھویا اس کی تقلیب میں دستِ غائب استعانت فرمارہا تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۸۸)

حضرت خضر علیہ السلام کا خطبہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور لوگ افسوس اور گریہ کر رہے تھے ایسے میں ایک آنے والا آیا اور اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی تھی مگر اس کا وجود دکھائی نہ دیتا تھا اس نے کہا۔

"اے گھر والو! اللہ کی سلامتی اور رحمت تم پر نازل ہو۔ اللہ عزوجل ہی ہر مصیبت پر صبر دینے والا ہے اور وہی دنیا سے جانے والے ہر شخص کا نائب ہے اور ہر نقصان کا مداوا کرنے والا ہے اور اگر تم بھروسہ کرو اور اللہ عزوجل سے رجوع کرو اور محروم وہ ہے جو ثواب کھو بیٹھا اور مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے تہی دامن ہو گیا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور ان پر اللہ عزوجل کی بے پناہ رحمتوں کا نزول ہو۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۹)

نبی کا جسم مٹی پر حرام ہے:

اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تمام دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اور اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کا وصال ہوا اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور کڑک آئے گی اور تم جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو اور اس دن تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہو گا تو کیا تب بھی ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا جائے گا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔"

(دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۹)

تمام جہان تاریکی میں ڈوب گئے:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اس قدر تاریکی چھا گئی کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پاتے تھے اور اگر اپنی ہتھیلی کھولتے تھے تو کچھ دکھائی نہ دیتا

تھا اور یہ تاریکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین تک چھائی رہی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۸۹)

قبرِ اطہر سے بخشش کی ضمانت:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کر رہے تھے تو ایک اعرابی اس وقت آیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور ہم نے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید اللہ عزوجل سے سیکھا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جب ہم اپنے نفوس پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بخشش طلب کریں تو اللہ عزوجل توبہ قبول فرمانے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے پس ہم اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بخشش کی دعا کریں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت قبرِ اطہر سے آواز آئی۔

"تم بخشے گئے ہو۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۸۹)

قبرِ اطہر سے اذان کی آواز:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حادثہ حرہ کی راتوں میں میں نے خود کو یوں پایا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا تھا اور جب بھی نماز کا وقت ہوتا تھا تو مجھے قبرِ اطہر سے اذان کی آواز سنائی دیتی تھی اور میں آگے بڑھ کر اقامت کہتا تھا اور نماز پڑھ لیتا تھا اور شامی لوگ مسجد میں گروہ در گروہ آتے اور مجھے دیکھ کر کہتے تھے کہ اس پاگل بوڑھے کو دیکھو۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۵۱۹ تا ۵۲۰)

مصنف کتب کثیرہ عملیات، تعویذات، طلسمات، اعداد و روحانیات

قاری گلزار احمد مدنی کی مختلف موضوع پر 100 عنوانات پر مشتمل کتابوں کی سیریز

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سو واقعات	حضرت عمر فاروق کے سو واقعات	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سو واقعات
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات	حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے سو واقعات	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سو واقعات
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	حضرت امام غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سو واقعات	حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	حضرت بابا بلھے شاہ کے سو واقعات
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سو واقعات	حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سو واقعات	حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات
حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات
حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات	عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے سو واقعات
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سو واقعات	صحابیات رضی اللہ عنہن کے سو واقعات	درود شریف کے سو واقعات

قیمت -/120

اسلام بک ڈپو

١٢ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941

مصنف کُتبِ کثیرہ عملیات تعویذات طلسمات اعداد و روحانیات

قاری گلزار احمد مدنی کی بزرگوں کے حالاتِ زندگی پر مشتمل خوبصورت کتابیں

سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	سیرت حضرت عمر فاروق	سیرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	سیرت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	سیرت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
سیرت حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ	سیرت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	سیرت حضرت سیدنا امام غوث اعظم رضی اللہ عنہ
سیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	سیرت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	سیرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سیرت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ	سیرت حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا
سیرت حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت علی احمد شاہ صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت سخی سرور شہید رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضرت شاہ تبریز رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ	سیرت حضرت پیر سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

قیمت -/120

اسلام بک ڈپو
۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941